60 ن-د

د ن 60

مرکزی کتب خانہ پبلیکیشنز

اربعین نووی

مع شرح

شیخ محمد اقبال ایم - اے
گورنمنٹ کالج - لاہور

3099

علمی کتاب خانہ - اردو بازار - لاہور

ہدیہ 3.00 روپے

اربعین نووی

مع

ترجمہ و شرح

از

شیخ محمد اقبال ایم اے (عربی) ایم اے (اسلامیات) ایم اے (فلسفہ)
گورنمنٹ کالج لاہور

ناشر
علمی کتاب خانہ اردو بازار لاہور

Marfat.com

86218

بار اوّل : ——— ستمبر ۱۹۶۱ء
بار دوم : ——— نومبر ۱۹۶۱ء
بار سوم : ——— مئی ۱۹۶۲ء

Marfat.com

پیش لفظ

دین اسلام میں قرآن حکیم کے بعد حدیث کا درجہ آتا ہے اس کی اہمیت اظہر من الشمس ہے۔ تاہم میں نے تمہید کے حصہ میں حدیث کی اہمیت پر بہت حد تک مفصل بحث کی ہے۔ حدیث کی حفاظت میں امتِ مُسلمہ نے جو مساعی کیں ان کا تذکرہ بھی لکھ دیا ہے۔

حدیث کی شرح قرآن حکیم کی تفسیر کی طرح نہایت تقوے اور احتیاط کا مطالبہ کرتی ہے۔ حدیث کی شرح لکھتے وقت دل پر اللہ تعالےٰ کا خوف مستط رہنا چاہیے۔ اس کے موضوع پر قرآن حکیم کی آیات، دیگر احادیث اور علمائے اسلام کے اقوال پیش نگاہ ہونے چاہئیں۔ ورنہ قلم کے لئے قدم قدم پر بھٹکنے اور بے راہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس آفت سے بچائے۔

بار ہا ایک حدیث کے ظاہری الفاظ سے کچھ مفہوم اخذ ہوتا ہے لیکن جب علم دین کی روشنی میں اس پر غور کیا جاتا ہے تو معانی کا عالم ہی بدل جاتا ہے۔ تالیف زیرِ نظر کو دیکھنے سے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔

اربعین نووی کی احادیث بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ اس انتخاب کی ایک محتاط شرح لکھ دی جائے تو جناب رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کی افادیت کا دل میں یقین بیٹھ جاتا ہے۔ میں نے اس شرح میں یہ سعی کی ہے کہ ہر حدیث کی خاطر خواہ توضیح پیش کر دی جائے۔

متن کے لئے میں نے ابن حجر کی شرح اربعین کو سامنے رکھا ہے۔ اس کے علاوہ حدیث کے جس قدر مستند نسخوں میں یہ احادیث مل سکیں وہاں سے انہیں فرداً فرداً تلاش کر کے دیکھا کہیں کہیں ایک ایک آدھ لفظ کا جو اختلاف نظر آیا ہے وہ میں نے حاشیہ میں لکھ دیا ہے۔

میں نے تشریحی احادیث کے حوالے حاشیہ میں درج کر دیئے ہیں۔ جہاں حوالہ درج نہ ہو وہاں ابن حجرؒ کی شرح کو دیکھ لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور مجھ کو اپنی رحمت و عنایت کے سایہ میں سرفراز کرے۔

شیخ محمد اقبال ابن شیخ سکندر دین

نوٹ:۔ اس تالیف کی تمہید مؤلف کی کتاب تعارفِ حدیث سے مقتبس ہے۔ حوالہ جات کے لئے اصل کتاب سے رجوع کیا جائے۔

Marfat.com

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون
۳	پیش لفظ
۷	تمہید
۹	اصطلاحات
۱۷	حدیث کی اہمیت
۳۱	تدوین حدیث
	امام نووی
	اربعین نووی پر ایک نظر
	اربعین نووی
۵۷، ۵۸	احادیث و ترجمہ وتشریح کی مفصل فہرست کے لئے دیکھو صفحہ

Marfat.com

Marfat.com

تمہید

Marfat.com

Marfat.com

اصطلاحاتِ حدیث

سنّت : سنّت کے لغوی معنی ہیں۔
(۱) وہ رستہ جس پر لوگوں کا گزر رہو۔
(۲) راہِ عمل یا طریق کار۔

شرع میں سنّت سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت یعنی راہِ عمل یا طریق زندگی ہے۔ اصطلاح محدثین میں سنّت کی تعریف ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا عمل یا تقریر۔

(تقریر کے معنی ہیں برقرار رکھنا۔ یہاں مراد یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی بات کی یا کہی گئی یا آپ کے علم میں آئی اور آپ نے منع نہ فرمایا)

حدیث حدیث کے لفظی معنی خبر، بات یا گفتگو کے ہیں۔
اصطلاح میں حدیث اس خبر کو کہتے ہیں جس میں نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول، فعل، تقریر یا صفت بیان ہو۔
حدیث کی جمع احادیث ہے۔

خبر حدیث کے لئے خبر کا لفظ بھی آتا ہے لیکن خبر وسیع تر لفظ ہے۔ حدیث کے علاوہ تاریخ کے لئے بھی مستعمل ہے۔ البتہ اصطلاح میں اخباری کا لفظ صرف مؤرخ کے لئے آتا ہے
جو عالم علم حدیث میں مشغول ہو اسے محدّث کہتے ہیں۔

Marfat.com

اثر:- حدیث کے لئے اثر کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہ لفظ بالعموم صحابہ اور تابعین کے اقوال کے لئے آتا ہے۔ اثر کی جمع آثار ہے۔

روایت، راوی، مروی، مروی عنہ:- حدیث بیان کرنے کو روایت کہتے ہیں۔ بیان کرنے والے کو راوی، جو حدیث بیان کی جائے اسے مروی، اور جس سے بیان کی جائے اسے مروی عنہ کہتے ہیں۔

درمیانہ راوی کو واسطہ بھی کہتے ہیں۔

روایت کا لفظ حدیث کے معنی میں بھی آتا ہے۔

راوی کی جمع رُواۃ اور مروی کی جمع مرویات ہے۔

راویوں کے طبقات:- صحابی راویوں کو طبقۂ اولیٰ، تابعی راویوں کو طبقۂ ثانیہ اور تبعِ تابعین کو طبقۂ ثالثہ کہتے ہیں۔

صحابی:- صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے بحالت اسلام سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار پایا۔ یا آنحضورؐ نے اسے دیکھا اور اس نے حالتِ اسلام ہی میں وفات پائی۔

تابعی:- وہ شخص ہے جس نے کسی صحابی کو بحالت ایمان دیکھا اور اسلام پر وفات پائی۔

تبعِ تابعین:- جن اہل اسلام نے کسی تابعی کو دیکھا وہ تبعِ تابعین کہلاتے ہیں۔

سَنَد و مَتَن:- حدیث کے دو حصّے ہوتے ہیں۔ پہلے حصہ میں روایت کرنے والوں کا نام بنام سلسلہ ہوتا ہے اسے سَنَد کہتے ہیں۔ دوسرے حصّہ میں حدیث کا بیان ہوتا ہے۔ اسے متن کہتے ہیں۔

Marfat.com

روایت و درایت:- یہ دیکھنے کے لئے کہ روایت درست ہے یا نہیں علمائے حدیث اس کو دو زاویوں سے پرکھتے ہیں۔ اول اس کی سند کو جانچتے ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے کچھ اصول وضع کئے ہیں جنہیں اصولِ روایت کہتے ہیں۔ دوم متن پر نگاہ ڈالتے ہیں کہ اس میں کسی خامی یا عیب نے دخل تو نہیں پایا۔ اس غرض سے جو اصول بنائے گئے ہیں انہیں اصولِ درایت کہتے ہیں۔

عدالت:- عدالت تقوٰے اور مروّت ایسی نیک اور مستقل صفات کا ایک ہمہ گیر نام ہے۔ تقوٰے سے مراد اللہ تعالےٰ کا خوف رکھنا اور برائیوں سے دور رہنا ہے۔ مروت سے مراد مردانگی یعنی شریفانہ اخلاق اور شائستہ آداب وغیرہ ہیں صاحب عدالت راوی کو عادل یا عدل کہتے ہیں۔

ضبط:- ضبط کے لفظی معنی ہیں یادداشت۔ اصطلاحاً حدیث کو ٹھیک ٹھیک یاد رکھنے اور صحیح طور سے ادا کرنے کو ضبط کہتے ہیں۔

ثقاہت:- عدالت اور ضبط کے مجموعہ کو ثقاہت کہتے ہیں۔ جس راوی میں یہ وصف ہو اسے ثقہ کہتے ہیں۔ ثقہ کی جمع ثقات ہے۔

جرح یا طعن:- راوی کے اوصاف و خصائل کی تحقیق کے بعد اس کے ان عیوب کا اظہار کرنا جو اس کی روایت کے قبول میں حارج ہوں جرح (یا طعن) کہلاتا ہے۔

تعدیل:- تعدیل کے لفظی معنی ہیں عادل ٹھہرانا۔ اصطلاحاً راوی کے اوصاف و خصائل کی تحقیق کے بعد یہ

Marfat.com

بتانا کہ راوی عادل ہے، تعدیل کہلاتا ہے۔

تصحیح :۔ حدیث کو صحیح قرار دینا۔

تضعیف :۔ حدیث کو ضعیف قرار دینا۔

Marfat.com

حدیث کی چند اقسام

(ا) انتہائے سند کے لحاظ سے۔

۱۔ مرفوع :- وہ حدیث ہے جس کی سند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو۔ یعنی اس میں آنحضور کا قول، فعل، تقریر یا صفت بیان ہو۔

۲۔ موقوف :- جس میں کسی قابلِ سند صحابی کا قول، فعل، یا تقریر بیان ہو۔

۳۔ مقطوع :- جس میں کسی قابلِ سند تابعی کا قول، فعل یا تقریر بیان ہو۔

(ب) راویوں کی تعداد کے اعتبار سے

(۱) متواتر :- خبر متواتر وہ حدیث ہے جس میں مندرجہ ذیل چار شرطیں پائی جائیں۔

راویوں کی تعداد کسی مرحلہ میں چار سے کم نہ ہو، بڑھ کر چاہے سینکڑوں تک پہنچ جائے۔ نیز یہ تعداد اتفاقاً اور بلا قصد میسر آ گئی ہو۔

سند کے سب مرحلوں میں تعدادِ رُواۃ کی یہی صورت ہو۔ کسی مرحلہ میں اتنی کم نہ ہو جائے کہ تواتر کے درجہ سے گر جائے۔

راویوں کی اس جماعت کے بارہ میں یہ خیال کرنا محال ہو کہ اس نے جھوٹ پر اتفاق کیا ہے۔

طبقۂ اولیٰ کے راویوں یعنی صحابہؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے کوئی دیکھا یا سنا ہوا امر بیان کیا ہو۔ محض گمان یا عقلی دریافت سے کام نہ لیا ہو۔

(۲) **مشہور یا مستفیض**:۔ حدیث مشہور کے لئے راویوں کی تعداد مقرر نہیں ہوتی۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ تین سے کم نہ ہو اور برابر بڑھتی جائے۔

(۳) **عزیز**:۔ وہ حدیث ہے جس کی سند کے ہر طبقہ میں کم از کم دو راوی ہوں۔

(۴) **غریب (یا فرد)** وہ حدیث ہے جس کی سند کے کسی مرحلہ میں فقط ایک راوی رہ جائے۔

(ج) سند کے اتصال وانفصال کے لحاظ سے۔

متصل وہ حدیث ہے جس میں مندرجہ ذیل شرائط ہوں۔
سلسلۂ سند کے دوران کوئی راوی رہ نہ گیا ہو۔
کوئی راوی مجہول الحال نہ ہو۔
یہ ثابت ہو کہ ہر راوی نے اپنے شیخ (استاد) سے براہ راست سنا ہے۔

منقطع: وہ حدیث ہے جس کا سلسلۂ سند شکستہ ہو یعنی اتصال کی شرائط سہ گانہ میں سے ایک یا ایک سے زائد شرط ناموجود ہو۔
منقطع کی پانچ قسمیں ہیں۔ معلق، مرسل، منقطع، معضل، مدلس۔

معلق:۔ وہ حدیث ہے جس میں راوی یا راویوں کا حذف ابتدائے سند میں ہو۔

مُرسَل:۔ وہ حدیث ہے جس میں راوی یا راویوں کا حذف آخر سند میں ہو۔

Marfat.com

منقطع :۔ وہ حدیث ہے جس کی سند کے اثناء میں مختلف مقامات پر ایک یا ایک سے زائد راوی محذوف ہوں۔

معضل :۔ وہ حدیث ہے جس کی سند کے درمیان کسی مقام پر دو راوی متواتر محذوف ہوں۔

مدلس :۔ وہ حدیث ہے جس کا کوئی راوی کسی غرض سے اپنے شیخ کا نام چھپانے کی کوشش کرے اور اس سے اوپر کے راوی کا حوالہ اس انداز سے دے گویا اسی سے حدیث سنی ہے۔

(۵) صحت و ضعف کے لحاظ سے۔

(۱) صحیح : وہ حدیث ہے جس کے راوی عادل اور تام الضبط ہوں سند متصل ہوں۔ اس میں کوئی خفیہ علت (یا عیب) نہ ہو اور اپنے سے قوی تر حدیث سے مخالف نہ ہو۔

(۲) حسن : صحیح اور ضعیف کے بین بین ہوتی ہے۔ اس میں صحیح کی اور سب شرطیں پوری ہوتی ہیں۔ لیکن ضبط اور فہم کی کمی ہوتی ہے۔

(۳) ضعیف : وہ حدیث ہے جو صحیح یا حسن کی سب شرائط پر پوری نہ اترے۔

(س) متفرق اقسام

موضوع : وہ حدیث ہے جس کے راوی میں کذب کا ثبوت یا گمان غالب ہو۔

منکر : وہ ضعیف حدیث ہے جو صحیح یا حسن کے منافی ہو۔

شاذ : وہ حدیث ہے جس کے راوی ثقہ ہوں۔ لیکن ایسی حدیث کی مخالف ہو جس کے راوی ثقہ تر ہوں۔

Marfat.com

مُعَلَّل: وہ حدیث ہے جس میں بظاہر صحت کی سب شرطیں عیاں ہوں۔ لیکن کوئی ایسا پوشیدہ عیب کارفرما ہو جس تک فقط ماہرین فن کی نگاہیں پہنچ سکیں۔

مُحکَم: وہ حدیث ہے جس کا تصادم کسی دوسری حدیث سے نہ ہو۔

مَقبول: وہ حدیث ہے جو روایت و درایت کے معیار پر پوری اتری اور قابلِ عمل ٹھہری۔

مردود: وہ حدیث ہے جو روایت و درایت کے اصول پر ٹھیک نہ اتری اور ناقابلِ عمل قرار پائی۔

Marfat.com

حدیث کی اہمیت

انبیائے کرام علیہم السّلام کی مبارک زندگیاں انسانیت کے لئے ایک کامل اور بے سقم معیار مہیا کرتی ہیں۔ اس لئے ہر نبی کی امت پر اس کی مکمل اطاعت فرض رہی ہے۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (ہم نے ہر رسول کو اسی لئے بھیجا کہ اس کی پیروی کی جائے)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ارتقا کے نقطۂ آخرین پر تھے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی ذات مبارک میں دنیا کے سامنے ایک ایسی مثال رکھ دی جو ہر لحاظ سے بے عیب اور اکمل و اتم ہے۔ دنیا میں جو انسان بھی پیدا ہوگا ہزار بلند مقام ہو لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے بدرجہا پیچھے ہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضورؐ کو سب ادوار کے لئے اُسْوَۂ حَسَنَہ (بہترین نمونہ) قرار دیا ہے۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی انسانیت کے تمام پہلوؤں کو جامع ہے۔ بے کسی اور غلبہ، دکھ اور سکھ کے سب انقلابات سے آپ گزرے اور ہر مرحلہ میں نوع انسانی کے لئے ایک مثالی نمونہ پیش فرمایا۔ خانگی امور، کاروباری معاملات، تعلیم ملکی انتظام، بین الاقوامی سیاست، فن جنگ، زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کی ذات اقدس مشعلِ ہدایت ہے۔

قرآن حکیم سابقہ انبیاء کے بارہ میں بھی حکم دے رہا ہے۔

Marfat.com

فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (ان کی ہدایت کی راہ چل) پھر اس ہستی کا اتباع کیوں نہ مستقبل کے ہر دور کے لئے جزو ایمان ہو جو مرقع صفات اور جامع کمالات تھی۔ جو ہر سقم اور ہر عیب سے بری تھی۔ جو ہر کثافت اور آلودگی سے پاک تھی، جس کی زندگی دنیوی اور روحانی ہر پہلو سے محیّر العقول معجزہ تھی۔ ہم اس پیکر شرف کے نقوش قدم کی جگمگاہٹ سے آنکھیں کیسے موند لیں جس کی گردن کسی غیر کے آگے نہ جھکی، جس کی آبرو نے کوئی زخم نہ اٹھایا، جس نے کسی جنگ میں نہ منہ موڑا نہ شکست کھائی، جو ایک وقت بے کسی کے عالم میں فقط ایک ہمراہی کے ساتھ اپنے شہر سے نکلا اور آٹھ برس کے بعد مسافرت کے عالم سے دس ہزار قدوسیوں کا تجلی ریز جلوس لے کر فاتحانہ جلال اور مشفقانہ جمال کے ساتھ اسی شہر میں جلوہ آفرین ہوا۔ ہم اس شاہ رسل اور تاجدار انسانیت کو کیوں نہ سرمایہ زندگی بنائیں جو ہر وصف تمام اور جوہر کمال سے ممتاز تھا؟ کیا عقل باور کر سکتی ہے کہ ایسی ہستی کی پیروی وقتی اور ہنگامی تھی؟ کیا انسانیت کے جوہر کبھی پارینہ ہو سکتے ہیں؟ پھر اس پیکر جمال کو ہم (نعوذ باللہ) اگلے وقتوں کی پونجی کیوں قرار دیں جو سرتاپا انسانیت کی تجلی سے مرکب تھا۔

دو مبلغ تمہاری رہبری کا دعوےٰ لے کر آتے ہیں۔ ایک نہایت خوش گفتار اور جادو بیان ہے۔ اس کے وعظ میں تاثیر اور نصائح میں طلسم ہے لیکن عمل دیکھو تو صفر۔

دوسرا شخص نہ صرف زبان و بیان اور وعظ و پند میں بے نظیر ہے بلکہ زبان سے جو کہتا ہے اس پر ہو بہو عمل بھی کر کے دکھاتا ہے۔ تم ان میں سے کس کی پیروی کرو گے؟ لا محالہ دوسرے

Marfat.com

شخص کی جو علم و عمل دونوں کا پیکر ہے۔ پہلے شخص کو یہ کہہ کر جھٹلا سکتے ہو کہ تمہارے نصائح دل پذیر سہی لیکن ہم کیونکر جانیں کہ یہ قابلِ عمل بھی ہیں؟ دوسرے شخص کی ہر بات عمل کی کسوٹی پر پرکھی جا چکی ہے اور تجربہ کی میزان میں پوری اتر چکی ہے۔ تمہیں اس کو جھٹلانے کا یارا نہیں ہو سکتا۔ پہلے مبلغ کا کلام ہزار دل فریب سہی لیکن لفظی دل فریبی کے باوصف عملی طور سے دقیق ہے اور شرح طلب۔ دوسرے شخص کا ہر سخن سورج کی کرن کی طرح صاف و شفاف اور مجلا ہے۔ پہلے شخص کی تبلیغ کو فقط کان سن رہے ہیں لیکن دوسرے کی تبلیغ کو نہ صرف کان سنتے ہیں بلکہ آنکھ بھی دیکھتی ہے۔ لہٰذا اس کی ہر بات دل میں ڈوب جاتی ہے۔ یہ تبلیغ محض تبلیغ یا بلاغ نہیں بلکہ قرآن کے الفاظ میں بلاغِ مبین (بین کر دینے والا) بلاغ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارک قرآنِ حکیم کے بلاغ مبین کا پیکر تھی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کو بَیِّنَہ (بیّن نشانی) کہا ہے اگرچہ نبی کا بلاغ حقیقتاً بلاغِ مبین ہی ہوتا ہے۔ تاہم قرآنِ حکیم نے سات آیتوں میں تعیین سے بلاغ مبین کا ذکر کیا ہے!

ایک آیت اصولی طور سے بتاتی ہے فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (رسولوں کے ذمے فقط بلاغ مبین ہے۔)

بلاغِ مبین کا فرض انجام دینا ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔ اگر یہ محض فکری کاوشوں اور کلامی شعبدوں سے ممکن ہوتا تو کرسی نشین فلاسفر اور مسند آرا فقہا ہی قوموں اور حکومتوں کی زمامِ ہدایت سنبھالنے کے لئے کافی رہے، لیکن بلاغ مبین صرف نبی کا حصہ ہے کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کی براہِ راست نگرانی میں یہ فرض نباہتا ہے۔ نبوت محنت کی کمائی نہیں، قدرت کا عطیہ ہے۔ اللہ تعالےٰ

Marfat.com

نے جسے چاہا اس منصب پر سرفراز کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نبی کا روحانی اور علمی ہر لحاظ سے نگہبان ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد ہے۔ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا (اے نبی تو اپنے رب کے حکم کا انتظار کر تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے)

اللہ تعالیٰ نبی کی ذاتِ مبارک کا پاسبان اور اس کے تشریعی فکر و عمل کی درستی کا ضامن ہوتا ہے۔ اللہ کے رسول کے ہر حرف اور حرکت پر اللہ کی رضا کی چھاپ ہوتی ہے۔ لہٰذا نبی کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی)

اللہ تعالیٰ نے جہاں قرآن حکیم کی جمع و حفاظت کا ذمہ لیا ہے وہاں اس کے بیان کا ذمہ بھی اٹھایا ہے۔ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۚ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (اس کا جمع کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمے ہے (اے نبی) جب ہم پڑھیں تو تو اس کا اتباع کر۔ پھر ہمارے ذمے اس کا بیان ہے) بیان کے معنی ہیں کھول کر بتانا۔ قرآن کا بیان اللہ تعالیٰ نے جناب رسول مقبول علیہ السلام کے توسط سے انجام دیا۔ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (ہم نے تجھ پر قرآن اتارا تاکہ تو اللہ کی بھیجی ہوئی وحی کو کھول کر بیان کر دے تاکہ لوگ غور و فکر کریں)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کا بیان کس طرح انجام فرمایا اس کا جواب بھی خود قرآن دے رہا ہے۔

Marfat.com

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج وَ إِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ہ
(آل عمران ۱۶۴)

اللہ تعالےٰ نے مومنوں پر بہت کرم کیا کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو خدا کی آیات سناتا ہے۔ ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور بے شک یہ لوگ اس سے قبل واضح گمراہی میں تھے۔

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چار فرائض بتائے گئے ہیں۔ (۱) مسلمانوں کو قرآنی آیات سنانا (۲) ان کا تزکیہ (روحانی پاکیزگی) انجام دینا (۳) کتاب اللہ کی تعلیم دینا (۴) حکمت کی تعلیم دینا یہ چہارگانہ فرائض بلاغ مبین ہیں۔ جن کے بغیر عرب کے لوگ ضلال مبین میں تھے۔

جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پہلا منصب اللہ تعالیٰ کی آیات سنانا تھا یعنی قرآن حکیم پہنچانا۔ فقط اتنا کام اللہ تعالےٰ فرشتوں سے بھی لے سکتا تھا۔ ان کے ہاتھ نہایت نفیس کاغذ پر طبع کی ہوئی کتاب کے لاتعداد نسخے بھیج دیتا تاکہ ہر انسان کے حصہ میں ایک نسخہ آجاتا۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے کچھ اور فرائض بھی تھے جو ایک فرشتہ کے بس کے نہیں اور نہ ایک عام انسان کی قدرت میں ہیں۔ ان فرائض کو ایک کامل واکمل اور معصوم فرد بشر کی حیثیت میں فقط آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی انجام دے سکتے تھے۔ مومنین کا تزکیہ یعنی روحانی صفائی اور اس کے ساتھ قرآن وحکمت کی تعلیم ایک گراں بار فریضہ تھا۔ اس کی انجام دہی میں آپ کو جن شدائد اور مصائب

Marfat.com

سے گزرنا پڑا ان کے ذکر سے زہرہ گداز ہوتا ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ دنیا کے کسی انسان نے میری جتنی سختیاں نہیں اٹھائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندگی کے ہر پہلو سے ایک اسوۂ حسنہ یعنی بہترین نمونہ پیش کرتا تھا۔ دکھ اور ابتلائیں زندگی کا ایک نمایاں پہلو ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہت سے بھی ایک بے نظیر و بے مثال معیار قائم کیا۔ اور صبر و استقامت کے درس کا ایک درخشاں باب مرتب کر گئے۔ الغرض علم و عمل کا کوئی رخ اور کوئی جہت نہیں جس میں ہادی برحق نے ایک کامل مثال قائم نہیں کی۔ اپنے حبیب کو پے درپے آزمائشوں سے دوچار کرنے میں اللہ تعالے کی یہی حکمت نظر آتی ہے۔

قرآن میں کئی ایسے احکام ہیں جن کی تعیین تشریح نبوی کے بغیر ناممکن ہے۔ مثلاً قرآن میں نماز کا حکم ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اوقات، طریق ادا اور آداب وغیرہ سکھائے۔

قرآن میں زکوٰۃ اور اس کے مصارف کے احکام ہیں۔ اس کے دیگر قواعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے۔ اللہ تعالےٰ نے حلال وحرام اشیا کے بارہ میں ایک اصول بتا دیا کہ طیب (پاکیزہ) چیزیں حلال اور غیر طیب حرام ہیں۔ چند مثالیں بھی بتا دیں اور مزید وضاحت یہ کہہ کر نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک چھوڑ دی۔ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ۔ (نبی ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال اور ناپاک اشیاء حرام ٹھہراتا ہے) سورۃ النساء میں یہ بتا کر کہ فلاں فلاں رشتہ کی عورتوں سے نکاح نہیں ہو سکتا کہہ دیا، وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ۔ (اور حلال ہیں تم پر جو ان کے سوا ہیں) لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توضیح کی ہے کہ کوئی عورت اپنی چچی

86918

Marfat.com

یا ممانی کی سوت نہیں ہو سکتی۔

ہر نبی کی شریعت دوسرے صاحب شریعت نبی کی بعثت تک بحال رہتی ہے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا آپ کی شریعت دائمی ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا رکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ اللہ تعالےٰ نے ایسے سامان کر دیئے کہ قرآن کا بیان یعنی شریعت محمدی آج چودہ سو برس بعد بھی کاملاً محفوظ اور روز روشن کی طرح واضح ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص قرآن حکیم کی کوئی تشریح پیش کرے گا اس میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے۔ وہ یہ تو کہہ سکتا ہے کہ میں نے کتاب وسنت کے خطوط پر اجتہاد کیا ہے ممکن ہے درست ہو۔ لیکن وہ یہ دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ میری پیش کردہ تشریح بعینہٖ وہ بیان ہے جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالےٰ نے قرآن میں لیا ہے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ایسے اصحاب رسول کا یہ حال تھا کہ ان میں سے جب کوئی اپنے اجتہاد سے فتویٰ دیتا تو کہتا کہ اگر یہ فتوےٰ درست ہے تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر غلط ہے تو میری طرف سے ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر مقام رسالت قیامت تک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مختص ہو گیا۔ یہ مقام نہ تو کسی کتب آموختہ اور نیم اندوختہ فرد کو مل سکتا ہے اور نہ اصحاب خرد کے کسی ادارہ کو۔ جو نیا مسئلہ اٹھے گا اس کا حل خدا کی کتاب اور سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں تلاش کیا جائے گا۔ قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو فرض قرار دیتا ہے۔ قرآن حکیم میں جہاں کہیں الرسول کی اطاعت کا حکم آیا ہے وہاں رسول سے مراد فقط حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہم اس لفظ کو کوئی اور معنی نہیں پہنا سکتے۔ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ

Marfat.com

الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ۔۔۔۔۔ (الاٰیت - الاعراف ۱۵۷) یہاں اہلِ کتاب میں سے مشرف بالایمان ہونے والوں کے بارہ میں ارشاد ہے کہ وہ اس رسول کا اتباع کرتے ہیں جو نبی اور اُمّی ہے اور توراۃ اور انجیل میں اس کا نام آیا ہے ۔ یہ آیت الرسول کے معنی کا ایک ایسا تعیّن کر دیتی ہے جس سے ہم سرِ مُو انحراف نہیں کر سکتے ۔ اگر ہم نعوذ باللہ فرض کر لیں کہ ایک مدت بعد رسول سے مراد فلاں معیار کا کوئی عالم یا جمہوری ادارہ لیا جائے گا تو آیت مذکورہ کی رُو سے اس عالم یا ادارہ میں ان اوصاف کا ہونا لازمی ہے کہ اس کا ذکر توراۃ و انجیل میں آ چکا ہو یہ نبوت کا کام کرے اور اُمّی یعنی ناخواندہ بھی ہو۔

قرآن حکیم میں جابجا اطاعتِ رسول کا حکم ہے لیکن کوئی اشارہ بلکہ کنایۃً تک نہیں کہ یہ اطاعت میعادی ہے ۔ فلاں عہد، سنہ، ماہ یا تاریخ کے بعد اسے منسوخ سمجھو۔ اس کے برعکس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو واضح الفاظ میں رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (یعنی سب جہانوں کے لئے رحمت) بتایا گیا ہے ۔ ایک آیت میں ارشاد ہے ۔

تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا (الفرقان)

(بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا تاکہ عالمین کو ڈرائے (کہ برائی کا انجام برا ہے)

اس آیت میں قطعیت سے بتایا گیا ہے کہ آنحضور سب جہانوں اور تمام ادوار کے لئے نذیر ہیں ۔ ہم (نعوذ باللہ) اپنے فیصلہ سے قرآن حکیم کی کسی آیت کو نہ منسوخ کر سکتے ہیں اور نہ اس کو ایسے معنی پہنا سکتے ہیں جو نسخ پر منتہی ہوں ۔ قرآن کے نسخ کا حق کسی کو نہیں ۔ اگر ہم یہ جرأت کریں تو اللہ تعالےٰ ہم سے کہے گا ، کیا تم کتاب کا ایک حصّہ مانتے ہو اور

Marfat.com

ایک نہیں ملتے ؟ جو ایسا کرے اس کی سزا دنیا کی رسوائی ہے اور قیامت میں اسے اس سے بھی شدید تر عذاب ملے گا۔

سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عہد کی رہنمائی کرتی ہے تسلیم کہ معاشرے کے نو بہ نو مسائل اٹھ رہے ہیں اور نئی نئی الجھنیں پیدا ہو رہی ہیں لیکن قرآن و حدیث نے کب دعوے کیا ہے کہ ہمارے پاس ہر مسئلہ کا تیار شدہ حل موجود ہے۔ قرآن اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی کے لئے بنیادی اصول اور احکام صادر فرما دئیے ہیں۔ نئے مسئلے ان خطوط پر حل ہو سکتے ہیں۔ معاشرت و تمدن ہزار ترقی کر جائے اور اپنے ظواہر میں لاکھ ترمیم کرے لیکن اس کے باطن میں آدمیت کی جو روح کار فرما ہے وہ اپنی اقدار کو بدلنے کی اجازت نہیں دے گی۔ یہ اقدار کیا ہیں؟ صحت، صفائی سادگی، حیاداری، اخلاص، یگانگت، مساوات، ہمدردی وغیرہ۔ معاشرہ کے جو آداب و اطوار ان سے سازگار ہوں گے وہ ارتقا کی علامت ہونگے اور جو ان سے ناموافق ہوں گے وہ تنزل کے نقیب ہوں گے۔ قرآن و سنت کا مدعا یہ ہے کہ روحانی اور مادی زندگی ہر دو کی اقدار زندہ رہیں اس بارہ میں وہ بنیادی اور اصولی احکام دیتے ہیں اور زندگی کے ہر جزئیہ کو ہاتھ میں نہیں لیتے۔ زندگی کی جوئے رواں دوگونہ خواص رکھتی ہے ایک تو سیال ہونے کا وہ مستقل خاصہ ہے جو اسے بھاپ کا بادل یا برف کا میدان بننے کے بجائے رواں دواں ندی کی صورت میں رکھتا ہے اور دوسرا وہ ہر دم تغیر پذیر خاصہ ہے جو اسے بدلتے ماحول اور نئی گزرگاہوں سے موافق ہونا سکھاتا ہے۔ تغیر پذیر عناصر مستقل جوہر سے بے ربط نہیں ہو سکتے۔ باہم وابستہ اور ہم آہنگ رہتے ہیں۔ کتاب و سنت زندگی کے بنیادی اور مستقل جوہر کے بارہ میں اصول و قواعد عطا کرتے ہیں لیکن زمانی اور مکانی تغیرات کو امت کے اجتہاد پر چھوڑ دیتے

Marfat.com

میں امت کا وہی اجتہاد بار آور ہو گا جو کتاب وسنّت سے مربوط ہو گا۔
وہ وحی جو کتاب اللہ کی صورت میں آتی ہے فقط نبی کا حصّہ ہے لیکن الہام عام انسانوں کو بھی ہوتا ہے خواب میں ہو گا ہے قلب کے القا سے ہو جاتا ہے۔ البتہ نبی اور غیر نبی کے الہام میں ایک واضح فرق ہوتا ہے۔ غیر نبی پر الہام بہت کم ہوتا ہے اور اس سے لغزشیں اور خطائیں سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن نبی کا الہام قطعی اور غیر مبہم ہوتا ہے اور کثرت سے نازل ہوتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ہمراہ اس کا مثل بھی۔ دینی امور میں نبی سے اولاً کوئی غلطی سرزد نہیں ہوتی اور اگر ہو جائے تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے فوراً اصلاح ہو جاتی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کی اہمیت، حفاظت، اور اشاعت پر بارہا تاکید فرمائی ہے۔ آپؐ نے سنّت کو فقہ کا ماخذ قرار دیا ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ جس نے میری سنت سے منہ موڑا اس سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا۔ روانہ کرتے وقت پوچھا، اگر تمہارے سامنے کوئی قضیہ آئے تو اس کو کیسے حل کرو گے؟ عرض کیا کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب سے حل کروں گا۔ فرمایا، اگر کتاب اللہ میں اس کا حل نہ ملے تو؟ جواب دیا، پھر سنت رسول اللہ کی روشنی میں فیصلہ کروں گا۔ آپؐ نے پھر پوچھا، اگر سنت میں بھی اس کا جواب نہ پاؤ تو؟ حضرت معاذؓ عرض گزار ہوئے کہ پھر اپنی رائے سے کام لوں گا اور کمی نہیں کروں گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کا سینہ ٹھونک کر فرمایا شکر ہے اللہ کا جس نے رسول اللہ کے فرستادہ کو رسول اللہ سے موافقت کی توفیق دی۔
حدیث کے بغیر قرآن کی توضیح درست نہیں ہو سکتی۔ آنحضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن میں (فقط) اپنی رائے سے کام لے کر چاہے ٹھیک نتیجہ پر پہنچ جائے وہ غلطی پر ہوگا۔
اگر سنت کو چھوڑ دیا جائے تو امت میں سنت انتشار پیدا ہو جائے۔ اور ہلاکت کی نذر ہو جائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت کی پیروی کے بارے میں متعدد ارشادات فرمائے ہیں مثلاً۔

(ا) ایک بار آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا، صحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ کون سا فرقہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا جو میری اور میرے صحابہؓ کی راہ پر ہوگا۔

(ب) ایک دن فجر کی نماز کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا اثر انگیز خطبہ دیا کہ سننے والوں کے دل دہل گئے۔ اور آنکھیں گریاں ہوگئیں۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ حضور! یہ خطبہ الوداعی انداز رکھتا ہے۔ آپؐ ہمیں کوئی حکم دیجئے۔ فرمایا، میں تمہیں تقوے اور اطاعتِ امیر کا حکم دیتا ہوں، چاہے تمہارا امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ میرے بعد تم جلد ہی اختلافِ کثیر دیکھو گے۔ پس میری سنت اور میرے راستہ رو خلفاء کی سنت کو تھام رکھنا۔ اسے دانتوں سے پکڑ رکھنا۔ خبردار (روح دین سے ناآشنا) نئی چیزوں سے بچنا کیونکہ (ایسی) ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(ج) مجھے قرآن اور اس کے مانند اور احکام بھی دیئے گئے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ کوئی پر شکم شخص تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور اس سے میری کوئی حدیث بیان کی جائے تو کہے کہ خدا کی کتاب کو تھام لو۔ اس میں جو چیز حلال دیکھو اسے حلال جانو اور جو حرام دیکھو اسے حرام جانو۔

Marfat.com

(د) جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔
(ر) جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ کو زندہ کیا۔
(س) اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو شاد کام رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی اور دوسرے تک پہنچائی۔
(ص) میری حدیث جیسی سنو ویسی بیان کرو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صحابہ کرامؓ نہایت ذوق و شوق سے حدیث یاد کرتے تھے۔ زبانی ہی یاد نہیں کرتے تھے بلکہ لکھتے بھی تھے۔ اور ایک دوسرے کو حدیث کی تعلیم بھی دیتے تھے۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوتے تھے اور ہماری تعداد (بارہا) ساٹھ کے لگ بھگ ہوتی تھی۔ حضورؐ ہم سے کوئی حدیث بیان فرماتے اور پھر کسی کام سے چلے جاتے تو ہم اس حدیث کو باری باری دہراتے تھے جب ہم اٹھتے تو یہ حدیث ہمارے دلوں میں گویا نقش ہو چکی ہوتی تھی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم زبانی حفظ کے علاوہ تحریر حدیث کی بھی ہدایت فرماتے تھے۔ بعض صحابہ کرامؓ نے آپ کی خدمت میں بیٹھ کر حدیث کی کتابیں تحریر کر لیں۔

صحابہ کرام کا دور آیا تو انہوں نے بھی حدیث کی حفاظت و اشاعت میں پوری کوشش کی۔ بعض اصحاب نے ایک ایک حدیث کی تلاش میں طویل سفر کئے۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ خبردار اصحاب رائے (دین) کے پوشیدہ دشمن ہیں، حفظِ حدیث سے قاصر رہے تو اپنی رائے سے فتویٰ دینے لگے۔ خود بھی گمراہ ہوئے اور دیگروں کو بھی گمراہ کیا آپ کا ایک اور ارشاد ہے کہ ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن میں شبہات پیدا کر کے تمہارے ساتھ جھگڑیں گے ایسے لوگوں پر سنت کی مدد سے

Marfat.com

گرفت کرو۔ اصحابِ سُنن ہی کتاب اللہ کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ حضرت عمرؓ حدیث کو تحریراً محفوظ کرنے کی بھی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ حدیث کو مل کر دہراتے رہو ورنہ بھول جاؤ گے۔ حضرت علیؓ نے حدیث کا ایک نوشتہ لکھ کر اپنے پاس رکھ لیا تھا۔

یہ ضرور ہے کہ صحابہ کرامؓ غلط روایات کی روک تھام کے لئے بہت احتیاط کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ ایسے صحابہؓ نے بعض دفعہ راویوں پر سختی بھی کی۔ اس سے یہ افسانہ چل نکلا کہ آپ حدیث کی روایت نہیں کرنے دیتے تھے۔ یہ افسانہ غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔

صحابۂ کرام کا عہدِ سعادت عہد گزرا، تابعین اور تبع تابعین کی نوبت آئی۔ انہوں نے حدیث کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا۔ علماء نے زندگیاں خدمتِ حدیث کے لئے وقف کر دیں۔ راحت و آرام کو خیرباد کہا، پیٹ پر پتھر باندھے، دکھ جھیلے، مصائب اٹھائے۔ لیکن حدیث کی تحقیق و اشاعت اور اس کی پیروی میں کمی نہ کی۔ الغرض ہر دور میں حدیث کی اہمیت طبقۂ علما کے نزدیک مسلم رہی ہے۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت ایک اور ضرورت سے بھی ابھرتی ہے۔ قرآن حکیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے امت تک پہنچا۔ اسی ذات پاک کی دعوت پر اسلام کی صداقت مسلم ہوئی۔ اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ ہم حضور پر ایمان کیوں لائے اور آپ کے توسط سے قرآن و اسلام کے آگے ہماری گردنیں کیوں جھک گئیں تو ہمارا صاف اور سادہ جواب یہ ہوگا کہ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قولی اور عملی صداقت ہمارے سامنے روشن ہے۔ اس کے کسی ایک ادنیٰ جزیئہ کو بھی جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ ایسی صادق القول اور صادق العمل ہستی کی دعوت سے کوئی کس طرح انکار کر سکتا ہے؟ ہمارا یہ دعوے جبھی کامیاب ہو سکتا ہے کہ

Marfat.com

کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہمارے سامنے ہو اور آپ کی زندگی کے اوراق ہمارے سامنے کشادہ ہوں۔ حدیثِ رسول ہمارے لئے معیارِ ایمان ہے اس لئے اس کی تحقیق و جستجو میں علمائے کرام نے زندگیاں وقف کر دیں اور بڑے بڑے مصائب اٹھائے اور جیسا کہ مقامِ حدیث کا تقاضا تھا اسے عام تاریخ کی سطح سے بدرجہا بلند رکھا کیونکہ تاریخ سے زیادہ سے زیادہ عقیدت ہو سکتی ہے۔ ایمان وابستہ نہیں ہوتا۔

حدیث کا جو سرمایہ ہم تک پہنچا ہے اس میں بے شک ضعیف اور ناقابلِ اعتبار روایات بھی ہیں لیکن علمائے کرام نے صحیح و غلط میں تفریق کر دی ہے۔ حدیث کی کوئی مستند کتاب مثلاً صحیح مسلم یا صحیح بخاری اٹھا کر دیکھو۔ اس کا بیشتر حصہ ایمانیات، عبادات اور بنیادی قوانین کے بارہ میں ہے یہ متواتر ہیں۔ احکام کی دیگر احادیث جن پر مسائلِ فقہ کی بنیاد ہے۔ تقریباً شہرت کے درجہ میں ہیں۔ مناقب اور تفسیر وغیرہ کے بارہ میں جو احادیث ہیں ان کا حصہ قلیل ہے لیکن اس نوع کی جو احادیث مستند مجموعوں میں ہیں ان پر حرف رکھنا آسان نہیں۔

حدیث کی صحت پر ایک سطحی اعتراض بعض احادیث کے ظاہری تعارض سے ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر حدیث کا وسیع مطالعہ کیا جائے جیسا کہ اس فن کا حق ہے تو تعارض اٹھ جاتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں کہ اختلاف حقیقۃً نہیں ہوتا ہماری نظر میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

تدوین حدیث

پہلا دور، عہدِ نبوّت

ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حدیث کا ایک اہم ذخیرہ قیدِ تحریر میں آگیا۔ اس کا ایک حصّہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود لکھوایا اور کچھ صحابہ کرامؓ نے اپنے طور پر لکھا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظامی فرامین، مکتوبات اور معاہدات بھی ذخیرۂ حدیث کا اہم جزو ہیں۔ ہم انہیں تدوین حدیث کی ارادی کوشش شمار نہ کریں تو بھی ان کی افادیت کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ان میں اسلام کے بعض بنیادی اصول ہیں۔ مثلاً صحیفۂ مدینہ ہی کو دیکھو تو یہ عدیم النظیر دستور جو تقریباً پچاس دفعات پر مشتمل تھا مسلمانوں کے بین الملکی روابط میں گراں قدر رہنمائی مہیا کرتا ہے۔

ان دستاویزوں کو سینوں اور سفینوں میں محفوظ کر لیا گیا۔ اس سے غرض محض تاریخ پرستی نہ تھی بلکہ مدعا یہ تھا کہ یہ مہتم بالشان ترکہ دستور العمل کے طور پر صحیح و سالم رہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے حال ہی میں عہد نبوی کی تقریباً اڑھائی سو دستاویزات کا مجموعہ مصر میں طبع کرایا ہے۔

ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے سنن یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر احکام پر تحریرات لکھوائیں۔ روایات کا غائر مطالعہ کیا جائے

Marfat.com

تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحریرات نہایت جامع تھیں۔ ان کی ایک فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے دوسرے برس خون بہا کی شرحیں ایک کاغذ پر لکھوا کر تلوار کی نیام میں رکھ لی تھیں۔ اس نوشتہ سے مسلسل یا اس کے ماسوا ایک اور تحریر بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نیام میں محفوظ تھی جس میں مندرج تھا کہ جس نے اندھے کو غلط راہ پر چلایا، قطعاتِ زمین کی علامات چرائیں، غیر موالی سے موالات کی یا جس نے بھلائی کی ناشکری کی اس پر خدا کی لعنت ہے۔

(۲) کتاب سعد بن عبادہ۔ آپ کے پاس احادیث کی ایک کتاب تھی جس سے آپ کے بیٹے نے روایت کی ہے۔

(۳) ہجرت کے آٹھویں برس فتح مکہ کے موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا۔ مکہ کے ایک شخص ابوشاہ نے درخواست کی کہ یہ خطبہ مجھے لکھوا دیجیئے، آنحضورؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ ابوشاہ کو خطبہ لکھ دو۔

(۴) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ اور دیگر احکام پر نوشتے لکھوا کر جاری فرمائے۔ ایک نوشتہ آپ نے اپنے پاس رکھ لیا تھا جسے کتاب الصدقہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بعد میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس رہا۔ اس پر دیگر خلفاء کا بھی عمل رہا۔ حضرت عمر ثانیؒ نے اس کی نقل حاصل کی۔ ہشام نے اس کی نقول عمال کو بھیجیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ایک نقل فاروق اعظمؓ نے خود بھی کی تھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب الصدقہ سے مفصل تر کتاب عمرو بن حزم کو اہل یمن کے لئے دی گئی تھی۔ یہ ایک ضخیم کتاب تھی جس میں فقہی مسائل کے کثیر موضوع تھے مثلاً زکوٰۃ۔ دیات، احکام گناہِ کبیرہ، طلاق،

Marfat.com

عتاق، صلوٰۃ، مسِ مصحف وغیرہ۔
اس کتاب پر سب فقہاء نے عمل کیا ہے۔ اس کو تواتر کا درجہ حاصل تھا۔ صحابہ و تابعین اس کی طرف رجوع کرتے تھے۔
اس نوعیت کے دیگر نوشتوں کے حوالے بھی ملتے ہیں۔ مثلاً ایک نسخہ بنو زہیر کے نام تھا۔ ایک حضرت انسؓ بن مالک کو دیا گیا جس کی کتابت حضرت ابو بکرؓ نے کی تھی۔ ایک حضرت طاؤس کے پاس تھا۔ ایک نوشتہ حضرت معاذ بن جبل کے پاس تھا۔

(۵) صحیفہ علیؓ۔ یہ صحیفہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علیؓ کو لکھوایا تھا۔ اس کے حجم کا اندازہ لگانا اس وقت مشکل ہے۔ مختصراً اس میں یہ احکام تھے:۔
قصاص و دیات۔ حرمت مدینہ۔ حرمت مومنین۔ دشمن کے ہاتھ سے اپنے اسیر کی رہائی۔ یہ ارشاد کہ ذمۂ مومنین واحد ہے۔ جس شخص نے باپ کو چھوڑا یا اپنے موالی کو چھوڑ کر دیگر سے موالات کی، یا خدا کے نام کے بغیر ذبح کیا، زمین کی علامت چرائیں، یا باپ پر لعنت کی اس پر خدا کی لعنت ہے۔

(۶) الصحیفۃ الصادقہ۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی کتاب تھی جسے انہوں نے جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں لکھا تھا۔ ابن عمروؓ اسے ایک صندوق میں بند رکھتے تھے اور کہا کرتے تھے مجھے اس کتاب کی وجہ سے زندگی عزیز ہے۔
حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ حدیثیں صرف حضرت ابن عمرؓ کو یاد تھیں کیوں کہ وہ لکھتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا۔
حضرت ابوہریرہؓ سے حدیث کی ایک کثیر مقدار مروی ہے۔ آپ کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ صادقہ میں احادیث اس سے بھی زیادہ تھیں۔ یہ نسخہ حضرت ابن عمرؓ کے پوتے عمرو بن شعیب کے پاس تھا۔ وہ

Marfat.com

اس سے روایت کرتے تھے۔

اس صحیفہ کے مضامین کے بارہ میں اتنا قطعیت سے کہا جا سکتا ہے کہ اس میں نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کے بارہ میں احکام تھے۔ علاوہ بریں دعائیں اور پیش گوئیاں بھی تھیں۔

(۷) حضرت سمرۃ بن جندب نے ایک کتاب لکھی تھی جس میں کثیر احادیث تھیں۔

(۸) کتاب جابر بن عبداللہ، حضرت جابر بن عبداللہ صحابی کے پاس احادیث کا ایک مجموعہ تھا۔ سردست ہمارے سامنے کوئی حتمی ثبوت نہیں کہ یہ نوشتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حین حیات میں لکھا گیا یا بعد میں۔

(۹) حضرت انسؓ بن مالک کے پاس ایک مجموعۂ حدیث تھا۔ یہ مجموعہ انہوں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنایا۔

(۱۰) کتاب اسماء بنت عمیس۔ اس کتاب کے بارے میں بھی حتماً نہیں کہا جا سکتا کہ عہد نبوی میں لکھی گئی یا دور صحابہؓ میں۔

یہ تحریریں مفصل تھیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھوائی ہوئی یا آپؐ کی حیات مبارک میں آپ سے سن کر لکھی ہوئی کچھ مختصر تحریریں بھی صحابہ کے پاس تھیں۔ ان میں حضرت وائل بن حجر، رافع بن خدیج، مالک بن احمر اور ضحاکؓ بن قیس کی تحریریں قابل ذکر ہیں۔

دوسرا دور: وصال نبوی سے پہلی صدی ہجری کے خاتمہ تک

(یہ دور صحابہ کرامؓ اور تابعین کبارؒ کا ہے)

صحابہ کرام حدیث کو نہ صرف حفظاً جمع کرنے میں کوشاں رہے بلکہ

Marfat.com

تحریراً بھی اس کی حفاظت کا اہتمام کیا۔ ان کے سامنے آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کی تحریرات موجود تھیں۔ انہوں نے اس ذخیرہ میں مزید اضافہ کیا۔ مندرجہ ذیل صحابہ کی یادداشتیں اس سلسلہ میں معرض تحریر میں آئیں۔

(۱) حضرت ابوہریرہؓ آپ نے اپنی روایات قلم بند کروا کر رکھ لی تھیں یہ کئی نوشتوں پر مشتمل تھیں۔

حضرت سعید بن جبیرؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کی حدیثیں لکھیں اور رخصت ہونے سے پہلے سنا کر توثیق حاصل کر لی۔ بشیر بن نہیک نے بھی ان کی حدیثوں کا ایک مجموعہ لکھا اور انہیں روایت کرنے کی اجازت لی۔

حضرت ابوہریرہؓ نے ۱۳۸ احادیث کا ایک صحیفہ اپنے شاگرد ہمام بن منبہ کو لکھوایا اس کا نام الصحیفۃ الصحیفہ ہے اور صحیفۂ ہمام بن منبہ کے نام سے معروف ہے۔ یہ صحیفہ صحیح وسالم موجود ہے اور چھپ گیا ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ: شروع میں آپ حدیث لکھنے کے خلاف تھے۔ بعدہ حق میں ہو گئے۔

ابن عباسؓ نے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آزاد کردہ غلام ابورافع اسلمؓ کی مرویات لکھی تھیں۔

آپ کا ایک صحیفہ طائف میں تھا۔ وہاں کے چند آدمی اسے آپ کے پاس لائے اور آپ کے سامنے پڑھا۔

نجدہ حروری کو آپ نے ایک طویل خط لکھا تھا جس میں عورتوں کے شمول جہاد اور ان کے حصۂ غنیمت، مدت یتیمی، خمس، ذوالقربیٰ۔ اور بچوں کو قتل نہ کرنے کے بارے میں آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت درج کی تھی۔

حضرت ابن عباسؓ کی کتابوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تھا۔

Marfat.com

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ: آپ نے احادیث کا ایک مجموعہ لکھا تھا
(۴) حضرت عبداللہ بن عمرؓ: آپ کا قول ہے قَیِّدُوا هٰذَا الْعِلْمَ بِالْکِتَابِ (اس علم کو قید تحریر میں لاؤ) آپ کی روایات حضرت سعید بن جبیر نے لکھیں۔
(۵) حضرت زید بن ثابت: آپ نے حضرت معاویہ کو وراثت پر ایک طویل تحریر لکھی تھی۔ یہ اس قدر کافی ووافی تھی کہ اس کے ہوتے امام شافعی کے نزدیک اس موضوع پر دیگر کتاب کی حاجت نہ تھی۔
(۶) حضرت ابوبکرؓ نے ۵۰۰ احادیث کا ایک مجموعہ لکھا تھا۔ آپ دین کے معاملہ میں بہت محتاط تھے۔ اس خیال سے اسے چاک کر دیا کہ کہیں غلطی نہ ہوگئی ہو۔ آپ نے زکواۃ کے بارہ میں ایک نسخہ لکھا تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کتابتِ حدیث کو ملتے تھے۔

مندرجۂ بالا تحریریں خاصے بڑے مجموعے تھے۔ ان کے علاوہ بعض صحابہؓ نے جستہ جستہ احادیث بھی لکھیں۔ حضرت عمرؓ نے زکواۃ کے احکام غالباً آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب الصدقہ سے نقل کر کے لکھے۔ (مستدرک حاکم کتاب الزکواۃ) حضرت عمرؓ نے آذربائیجان والوں کو ریشمی لباس سے ممانعت کے بارہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث لکھی۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت معاویہؓ کی خواہش پر انہیں ایک حدیث لکھ کر بھیجی۔ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے حضرت معاویہؓ کو ان کی درخواست پر کثرت سوال، قیل وقال اور فضول خرچی سے دور رہنے کے بارہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اور بعد نماز کی ایک دعا لکھی۔ حضرت جابر بن سمرہ نے حضرت سعد بن وقاصؓ کو ان کی درخواست پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کے کچھ فقرات لکھے۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی صحابی نے ایک صاحب کو خط میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث لکھی۔

Marfat.com

مذکورہ سالقہ کتب حدیث نے پہلی صدی ہجری کے خاتمہ تک اپنا تسلط قائم رکھا۔ اس دور میں روایت حدیث یا زبانی ہوتی تھی یا ان کتابوں سے یہ کتابیں ان کے جامعین کے اپنے گھرانوں یا شاگردوں نے خاندانوں میں وراثتہً باقی رہیں۔ حضرت عمرؓ کے پاس جو کتاب الصدقہ تھی وہ کافی عرصہ ان کے خاندان میں رہی۔ الصحیفۃ الصادقہ کی روایت حضرت عمرو بن العاص کے بیٹے اور پوتے نے کی۔ حضرت ابوہریرہؓ کا الصحیفۃ الصحیفہ ان کے شاگرد ہمام بن منبہ کا مدار روایت رہا۔ ان کی دیگر کتابیں حضرت عمر ثانی کے والد عبدالعزیز کے پاس تھیں۔ جابر بن عبداللہ کی کتاب سلیمان یشکری اور قتادہ وغیرہ کے زیر نگاہ رہی۔ ابن مسعود کی کتاب ان کے بیٹے عبدالرحمان کے پاس تھی۔

ان کتابوں کے علاوہ حضرت عروہ بن زبیرؓ نے جو حضرت عائشہؓ کے بھانجے تھے اور جنہوں نے ان سے احادیث کی ایک کثیر تعداد روایت کی ہے ضخیم تحریریں لکھی تھیں۔ پھر جلادیں۔ بعد میں کف افسوس ملا کرتے تھے کہ کاش میری کتابیں باقی ہوتیں۔ اب تو قرآن حکیم مستحکم ہو چکا ہے۔ (لہذا دیگر کتابوں کا حرج نہیں)

مغازی یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں کے حالات کا شوق روز بروز بڑھ رہا تھا۔ پہلی صدی کے اواخر میں مغازی پر ابتدائی تالیفات ہوئیں۔

تیسرا دور: ۱۰۰ ہجری سے ۱۵۰ ہجری تک

زیر نظر دور میں حدیث کے متعدد نسخے لکھے گئے اور کتابت حدیث کی رو چل نکلی۔ اس کے محرک حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے آپ ۹۹ ہجری

Marfat.com

میں خلیفہ ہوئے۔ آپ نے علماء کو لکھا کہ حدیث لکھ لی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ علماء آہستہ آہستہ سفر آخرت اختیار کر جائیں اور یہ علم کھو جائے۔ اس حکم کے تقریباً اڑھائی برس بعد ۱۰۱ ہجری میں آپ عازم خلد ہو گئے لیکن آپ نے جس تحریک کا آغاز کیا تھا وہ برگ و بار لا کر رہی۔

آپ کے حکم کی تعمیل میں مدینہ کے قاضی ابو بکر بن محمد نے ایک مجموعہ تیار کیا۔ امام زہری مدینہ کے گلی گلی میں گئے اور ایک ایک دروازے پر دستک دے کر حدیث پوچھی۔ آپ نے مرفوع اور موقوف سب قسم کی احادیث جمع کیں اور کتابوں کا ایک ڈھیر لگا دیا۔

یہ تحریک مدینہ کے شہر سے چلی اور وہیں اس نے ابتدائی درجے بھی طے کئے۔ مدینہ کے علمائے حدیث کتابیں لکھ کر ان سے درس دیتے تھے۔ وہاں کئی کتابیں لکھی گئیں لیکن جس کو خلعتِ دوام نصیب ہوا وہ موطا ہے۔

مُوَطّا: یہ تالیف حضرت امام مالک بن انس کی ہے۔ آپ ۹۳ ہجری میں مدینہ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ ہجری میں اسی شہر مقدس میں ابدی آرامگاہ آباد کی۔ آپ کا گھرانہ علم حدیث میں مشہور و معروف تھا۔ آپ بلا کے ذہین اور قوی الحافظہ تھے۔ جو بات ایک دفعہ سنتے ذہن سے اترتی نہ تھی۔ شباب کا آغاز ہی تھا کہ مدینہ میں تدریس کرنے لگے اور مُوَطّا لکھ کر اسے مدارِ درس بنایا۔ اس وقت اس کتاب میں تقریباً دس ہزار احادیث تھیں۔ آپ اس کتاب کی ساتھ ساتھ ترمیم کرتے رہے۔ لہذا یہ بتدریج مختصر ہوتی۔ اور اس کی احادیث کم ہوتی گئیں۔ آخری برسوں میں کل ۱۷۲۰ رہ گئیں۔ ان میں بھی مرفوع حدیثیں کل ۸۲۲ ہیں۔ تدریجی ترمیم کی وجہ سے موطا کے کئی مختلف نسخے رائج ہو گئے۔

موطا حدیث کے ساتھ فقہ کی بھی کتاب ہے۔ یہ فقہی ابواب میں

Marfat.com

منقسم ہے۔ اس میں صرف فقہی احادیث ہیں۔ یعنی جن کی غرض احکام سے ہے۔ اس میں تفسیر، مناقب اور زہد وغیرہ کے ابواب نہیں۔

موطا صحت کے انتہائی درجہ پر ہے۔ اس کی صحت پر علمائے اسلام متفق ہیں۔

موطا کے مروج نسخے اس وقت دو ہیں۔ ایک کے راوی مشہور حنفی امام محمد ہیں۔ ان کا نسخہ موطائے محمد کے نام سے موسوم ہے۔ دوسرا نسخہ جو بالعموم موطائے مالک کہلاتا ہے۔ امام مالک کے شاگرد یحییٰ بن یحییٰ اندلسی کا روایت کردہ ہے۔

موطا شہر مدینہ کی حدیثوں کا مجموعہ ہے۔ اس کے دوش بدوش شہری نوعیت کی اور بھی کئی کتابیں لکھی گئیں۔ کسی پر فقہ کا رنگ غالب تھا۔ کسی پر تفسیر وغیرہ کا۔ ان میں سے بعض کے مؤلفین کی ایک فہرست حسب ذیل ہے۔

۱۔ ابن جریج۔ (متوفی ۱۵۰ھ) آپ مکہ میں مقیم تھے۔ آپ کی کتاب تفسیر میں تھی۔

۲۔ امام اوزاعی۔ (متوفی ۱۵۶ھ) آپ شام میں تھے۔ فقہ کے امام تھے۔

۳۔ سفیان ثوری۔ (متوفی ۱۶۱ھ) آپ کوفہ میں تھے۔ آپ کی کتاب جامع سفیان ثوری فقہ میں تھی۔

۴۔ ابو سلمہ حماد بن دینار۔ (متوفی ۱۶۷ھ) آپ کی سکونت بصرہ میں تھی۔

۵۔ معمر بن راشد۔ (متوفی ۱۵۳ھ) آپ یمن میں مقیم تھے۔

(۶) عبداللہ بن مبارک۔ (متوفی ۱۸۱ھ) آپ عالم خراسان تھے آپ کی کتاب زہد میں تھی۔

اس دور میں سیرت کے فن کو دو غیر فانی شہرت کے خادم ملے۔ ایک موسےٰ بن عقبہ (متوفی ۱۴۱ھ) ہیں اور دوسرے محمد بن اسحاق (متوفی ۱۵۱ھ)

Marfat.com

موسیٰ بن عقبہ کی کتاب ناپید ہے۔ محمد بن اسحاق کی اصل کتاب بھی اگرچہ معدوم ہے لیکن ابن ہشام نے اس کی مرویات کو اپنی کتاب میں لے لیا ہے۔

حدیث کی مقامیت اس دور میں مٹنی شروع ہوئی۔ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ نے اپنے مذاہب کی بنا عالمگیر زاویہ نگاہ سے رکھی تھی۔ اس لئے سب اسلامی دیار کی احادیث جمع کرنے کی تحریک پیدا ہوئی۔ ان کے رفیق طریق امام احمد بن حنبل (پیدائش سنہ ۱۶۴ھ) اور بعض دیگر علماء نے ایک ایک حدیث یک جا کرنے کی ٹھان لی چاہے مملکت کے کسی کونہ میں ہو۔ یہ اصحابِ علم تدوین حدیث کے نقطۂ نظر سے ایک نئے دور کے بانی ہیں۔

چوتھا دور: دوسری صدی کے نصف سے پانچویں صدی کے نصف تک

اس دور میں محدثین کرام کی ذمہ داریاں دوچند ہوگئیں۔ اس کے دو سبب تھے۔ ایک یہ کہ جعل سازوں کی طالع آزمائیوں نے جن وضعی حدیثوں کو جنم دیا تھا ان کا ابطال کرنا تھا اور دوسرا یہ کہ احادیث چہار سو سے جمع ہونے لگیں۔ اب محدثین کو ان سب کا حفظ کرنا اور ان کے حسن و قبح میں نگاہ پیدا کرنا تھا۔

فنِ حدیث کی تکمیل سابقہ دور میں فن حدیث کی بنیاد پڑ گئی تھی اس وقت یہ فن زیادہ متنوع نہ تھا لیکن ضرورت کے لحاظ سے بہت کافی تھا۔ اب زیادہ قواعد اور باریکیوں کی ضرورت تھی۔ احادیث وسیع پیمانہ پر جمع ہوئیں۔ ان میں صحیح و سقیم کے بھی ڈھیر تھے

Marfat.com

انہیں تحقیق کی کسوٹی پر پرکھا گیا۔ سندوں کی ایسی جانچ ہوئی کہ باریک سے باریک سقم بھی بے نقاب کر دیا گیا۔ راویوں کی تحقیق کے لئے ان کے حالات جمع کئے گئے۔ اور اسماء الرجال (BIOGRAPHY) کا فن وجود میں آیا جس کا نشان اس سے قبل کسی قوم میں نہیں ملتا۔ تقریباً ڈیڑھ لاکھ اشخاص کے حالات جمع ہوئے اور یہ فیصلہ آسان ہو گیا کہ کون راوی اعتبار کے قابل ہے اور کون نہیں ہیں۔ راویوں کے تقدم وتاخر اور معاصرت کی توجہ بھی لگ گئی۔ اگر راوی نے کسی روایت میں بھول چوک سے یا جان بوجھ کر ایسے شیخ کا نام لیا جو اس سے قبل وفات پا چکا تھا یا اس سے ملاقات نہیں ہوئی تھی تو اسماء الرجال کی مدد سے اس کی نشان دہی ہو جاتی تھی ایسی حدیث کو منقطع کہتے تھے۔ اگر کسی راوی کا حال کھل ہی نہیں سکا تو محدثین اسے مجہول الحال کہہ کر چھوڑ دیتے تھے اس کی روایت بھی منقطع ٹھہرتی تھی فن رجال پر سب سے پہلی کتاب یحیٰی بن معین (۱۵۸-۲۳۳) نے لکھی۔

اس اثناء میں حدیثوں کے طُرق بڑھ گئے۔ بعض احادیث کی سو سو اسناد جمع ہوئیں۔ ایسی حدیثوں کے متون میں کہیں فرق نظر آتا تو ان کا آسانی سے موازنہ و مقابلہ ہو سکتا تھا اور حدیثوں کے درجے متعین ہو سکتے تھے۔

الغرض حدیث کے فن نے تکمیل کے آخری مراحل طے کئے۔ اس کی باریکیاں انتہا کو پہنچیں اور تحقیق و تنقید کے سائنٹفک اصول وضع ہوئے سابقہ دور میں ایک عالم کے لئے یہ ممکن تھا کہ حدیث اور فقہ دونوں پر برابر کا اقتدار رکھ سکے ۔ لیکن اب حدیث کی ذمہ داریاں بہت کڑی اور متفرع ہو گئیں۔ عام علماء کے لئے مشکل ہو گیا کہ حدیث اور فقہ دونوں فنون میں مختص ہوں۔ محدثین کا اب ایک الگ گروہ قائم ہوا۔ گذشتہ محدثین کے پاس اوسطاً ایک ایک ہزار حدیث کے لگ بھگ کا سرمایہ ہوتا تھا۔

Marfat.com

لیکن اب حدیث کا دامن پھیلا، واسطے بڑھے اور طرق شاخ در شاخ ہو گئے اس لئے محدثین نے چالیس چالیس ہزار حدیثیں حفظ کیں۔ ایسے بے نظیر اصحابِ کمال بھی تھے کہ انہیں چھ چھ سات سات لاکھ روایتیں نوکِ زبان تھیں۔

اقسامِ کتبِ حدیث اسناد اور روایات کے ان انباروں کو محض حافظہ کے بھروسہ پر نہیں چھوڑا جا سکتا تھا انہیں کتابوں میں جمع کیا گیا۔ ان مجموعوں کی طرز یکساں نہ تھی۔ محدثین نے اپنے اپنے اسلوب سے ان کو مرتب کیا۔ ان کی الگ الگ قسمیں قرار پائیں۔ مثلاً:-

جُز (مود یا مفرد) اس مجموعہ کو کہتے ہیں جس میں فقط ایک شخص کی روایات جمع ہوں۔

مسند:- جس میں احادیث کو الگ الگ صحابہؓ کے لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہو۔

معجم:- جس کی احادیث شیوخ (اساتذہ) کے اعتبار سے مرتب ہوں

سُنَن:- جس میں صرف احکام کی احادیث ہوں۔ ان کی ترتیب فقہی ابواب میں ہوتی ہے۔

جامع:- جس میں سب نوع کی احادیث جمع ہوں مثلاً جامع بخاری اور جامع مسلم

مستدرک:- جس میں کسی دیگر کتاب کی شروط کے موافق احادیث جمع ہوں گویا اس کتاب کا تتمہ ہوتی ہیں۔

مستخرج:- جس میں کسی دیگر مجموعہ کی احادیث کو علیحدہ اسنادات کے ساتھ پہلے مجموعہ کے مؤلف کے واسطہ کے بغیر روایت کر دیا جائے۔ جیسے صحیح اسمٰعیلی، صحیح بخاری پر اور صحیح ابوعوانہ، صحیح مسلم پر مستخرج ہیں۔

رسالہ:- جس میں کسی خاص موضوع کی احادیث ہوں۔

Marfat.com

اربعین :۔ چالیس احادیث کے مجموعہ کو کہتے ہیں۔

ہمہ گیر کتب کا آغاز محدثین کرام اسلامی دنیا کے گوشہ گوشہ سے حدیثیں اکٹھی کرنے کی تگ و تاز میں مصروف ہوئے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے اطراف و اکناف میں طویل اور دشوار سفر کئے۔ جہاں سے کوئی روایت ملی اسے نہ صرف حافظہ کی لوح پر بلکہ کتاب کے اوراق میں بھی ثبت کیا۔ شاید ہی کوئی محدث ہو جس کے پاس چھوٹا یا بڑا تحریری نسخہ نہ تھا۔ بعض ضخیم مجموعے بھی قلم بند ہوئے جن میں اکثریت مسندوں کی تھی۔ بعض نمایاں تالیفات یہ تھیں :۔ مصنفِ عبدالرزاق (۱۲۶-۲۱۱ھ) مسند ابوداؤد طیالسی (متوفی ۲۰۴ھ) مصنفِ ابوبکر بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ) مسند احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مسندِ عبد بن حمید (متوفی ۲۴۳ھ) مسندِ حارث بن اسامہ (متوفی ۲۸۰ھ) مسند ابوبکر بزاز (متوفی ۲۹۲ھ) وغیرہ۔

مسند احمد بن حنبل بہت مقبول ہے۔ اسے ترمذی اور نسائی کے پہلو میں رکھا جا سکتا ہے۔ دیگر کتابیں فقط جمع حدیث کی مخلصانہ کوششیں ہیں۔ ان کے مصنفین نے صحیح و سقیم سب روایات جمع کر دیں۔ ان کے سامنے مقصد یہ نہیں تھا کہ فقط قابلِ عمل انتخاب مرتب کیا جاتے۔ یہ ہم وہ اوروں کے لئے چھوڑ گئے۔

مسند احمد :۔ جناب احمد بن حنبل ۱۶۴ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ ہجری میں وفات پائی۔ آپ کی مسند میں تقریباً ۳۰ ہزار احادیث ہیں احادیث کا یہ سب سے بڑا مجموعہ ہے۔ امام احمد نے اسے ایک میزان ٹھہرایا تھا کہ جو حدیث اس میں نہیں وہ بے اصل ہے۔

یہ کتاب راویوں کی مسندات کے لحاظ سے مرتب ہے۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کی مسند ہے۔ جس میں صرف وہی احادیث ہیں جن کے راوی

Marfat.com

حضرت ابوبکرؓ تھے۔

اس مجموعہ کا غالب حصہ حضرت امام احمد نے خود جمع کیا۔ بعد میں ان کے بیٹے عبداللہ نے اپنی مرویات اس میں بڑھا دیں جو زیادات عبداللہ کہلاتی ہیں۔ ان کے شاگرد ابوبکر قطیعی نے بھی اپنی مرویات اس میں درج کی ہیں وہ زیاداتِ قطیعی کہلاتی ہیں۔

صحاحِ ستہ

تیسری صدی کے نصف دوم میں تنقیح کی مہم کا آغاز ہوا بعض محدثین نے یہ بیڑا اٹھایا کہ اپنی کتاب میں حتی الوسع کوئی ضعیف حدیث نہیں لائیں گے۔ یہ مہم کامگار ہوئی اور چھ صحیح کتابیں لکھی گئیں، جنہیں صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔ ان کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

(۱) صحیح بخاری۔

یہ مجموعہ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (م ۱۹۴تا ۲۵۶) کی تالیف ہے حضرت امام بخاری کے والد بخارا کے ایک امیر تاجر تھے۔ امام بخاری کم سنی میں یتیم ہو گئے۔ والدہ نے پرورش کی۔ آپ نے بے مثال حافظہ پایا تھا۔ تھوڑی ہی مدت میں متداول علوم میں کمال حاصل کر لیا۔ طلب حدیث میں آپ نے حجاز، عراق، خراسان، شام اور مصر وغیرہ کے سفر کئے۔

آپ کو تقریباً چھ لاکھ احادیث یاد تھیں۔ ان کو چھانٹ کر ایک مجموعۂ حدیث مرتب کیا جس کا نام الجامع الصحیح رکھا۔ لیکن عموماً صحیح بخاری کے نام سے معروف ہے۔ اس کو سولہ برس میں مکمل کیا۔ روضہ نبوی کے پاس بیٹھ کر اس کو ابواب میں ترتیب دیا۔

امام بخاری سے قبل حدیث ان چار جداگانہ فنون میں مدون تھی۔ فقہ، تفسیر، سیرت، زہد۔ حضرت امام بخاری نے ان سب فنون کو الگ الگ ابواب کی ترتیب سے ایک کتاب میں اکٹھا کیا۔

Marfat.com

احادیث کے انتخاب میں امام بخاری کے سامنے مندرجہ ذیل شروط تھیں

(۱) سند متصل ہو۔

(۲) راوی اور مروی عنہ کی ملاقات ثابت ہو۔

(۳) راوی ثقاہت میں مسلم ہوں۔

(۲) صحیح مسلم:۔

اس کتاب کے مؤلف امام مسلم بن حجاج نیشاپوری ہیں۔ آپ ۲۰۲ یا ۲۰۶ ہجری میں نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ ۲۶۱ ہجری میں وفات پائی۔ امام بخاری کے شاگرد تھے۔ آپ نے طلب حدیث میں اسلامی دیار کے کئی سفر کئے۔ آپ نے کئی کتابیں لکھیں جن میں الجامع الصحیح کی بہت شہرت ہے۔

آپ کو تین لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔ ان میں سے وہ مرفوع و متصل حدیثیں جو فقہا کا مدار استنباط تھیں انتخاب کر کے الجامع الصحیح مرتب کی۔ کتاب کی ترتیب نہایت جید ہے۔

امام مسلم نے حدیثوں کا انتخاب مندرجہ ذیل شرائط کے تحت کیا ہے

(۱) حدیث متصل ہو۔

(۲) راوی اور مروی عنہ ہم عصر ہوں۔ ان کی ملاقات کا فقط امکان کافی ہے

(۳) سب راوی ثقاہت میں مسلم ہوں۔

(۴) کم از کم دو تابعین نے دو صحابہؓ سے روایت سنی ہو۔

(۵) سب محدثین کا اس حدیث پر اتفاق ہو۔

امام مسلم نے کتاب کے ابواب نہایت عمدگی سے باندھے ہیں تاکہ اذہان کے لئے قریب الفہم ہوں اور استنباطِ مسائل میں زحمت کم ہو۔ آپ نے فصول کے عنوانات خود قائم نہیں کئے۔ بعد میں حاشیوں پر لکھ دئیے گئے ہیں۔

امام مسلم ہر حدیث کے متون اور اسنادات ایک جگہ جمع کر دیتے ہیں

Marfat.com

تاکہ ایک تو یہ معلوم ہو کہ اس حدیث کا سلسلہ صحابی کے بعد کس طرح چلا ہے اور دوسرے مختلف متون کے بیک وقت پیش نگاہ آ لے سے حدیث کا صحیح مفہوم سمجھنے میں آسانی ہو۔

بخاری و مسلم کا پایہ فن حدیث میں اس قدر رفیع ہے کہ حدیث کے سلسلہ میں جہاں شیخین کا ذکر ہو وہاں مراد یہی دو امام ہوتے ہیں صحیح بخاری و صحیح مسلم صحیحین کہلاتی ہیں۔ جو حدیث مسلم و بخاری ہر دو کے مجموعوں میں مشترک ہو اسے متفق علیہ کہتے ہیں۔ یہ حدیث شک و شبہ سے بالا ہوتی ہے۔

بخاری و مسلم دونوں ہم پلہ ہیں۔ ان میں اصحیت کا پہلو ڈھونڈنا مشکل ہے۔ امام بخاری کے نزدیک قبول حدیث کے لیئے راوی اور مروی عنہ کی طویل ہم نشینی لازمی ہے۔ اس لئے وہ زیادہ سندوں کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ امام مسلم کے نزدیک دونوں کی ملاقات کا امکان ہی کافی ہے اس لئے تائیداً وہ کثرت سے سندات لاتے ہیں۔ ترتیب کے لحاظ سے صحیح مسلم فائق ہے۔

شیخین کی شرائط کامل ترین سمجھی جاتی ہیں۔ بعد کے جامعین جب بھی ان شرائط کے بموجب کوئی حدیث لائے ہیں تو فخر سے سر اونچا کیا ہے۔

صحیحین میں ایک بنیادی خوبی یہ ہے کہ ان میں صرف وہی احادیث ہیں جن کی صحت پر خوب غور و خوض ہوا۔ کسی ایسے راوی کی حدیث نہیں لائے جس کی ثقاہت مسلم نہ تھی۔ صحاح کی دیگر کتابوں میں اس درجہ اہتمام نہیں۔

(۳) سنن ابن ماجہ

ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹ تا ۲۷۳ھ) نے کتاب السنن کے نام سے ایک مجموعہ احادیث مرتب کیا۔ آپ نے طلب علم میں جگہ جگہ

Marfat.com

کی خاک چھانی۔ آپ کو لاکھوں حدیثیں حفظ تھیں جن سے سنن کی یہ کتاب انتخاب کی۔ آپ نے تاریخ اور تفسیر بھی لکھی۔ لیکن صرف سنن زندۂ جاوید ہوئی۔

اس کتاب کا معیار صحاح کی دیگر کتابوں کو نہیں پہنچا۔ اس لئے بعض اصحاب علم اسے صحاح ستہ میں شمار نہیں کرتے اور اس کی جگہ موطا یا سنن دارمی کو دیتے ہیں۔

اس کتاب پر علامہ سندھی نے ایک سیر حاصل حاشیہ لکھا ہے۔

(۴) سنن ابوداؤد

اس کتاب کے مؤلف ابوداؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی ہیں۔ آپ ۲۰۲ ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام احمد بن حنبل کے شاگرد تھے۔ حدیث کی تلاش کٹھن اور دراز منزلیں طے کیں۔ ۲۷۵ ہجری میں بصرہ میں وفات پائی۔

امام داؤد کو پانچ لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔ ان سے ۴۸۰۰ روایات انتخاب کر کے کتاب السنن مرتب کی۔ آپ نے وہ سب احادیث اکٹھی کر دیں جو فقہا میں رائج تھیں۔ کتاب کی ترتیب فقہی عنوانوں سے ہے۔

اس کتاب میں بعض ضعیف حدیثیں بھی شامل ہیں۔ لیکن مؤلف نے اس طور سے نشان دہی کر دی ہے کہ فن حدیث میں دستگاہ رکھنے والے تعمق سے دیکھیں تو بھانپ لیتے ہیں۔

(۵) جامع ترمذی

یہ کتاب ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ کی کاوشوں کا ثمر ہے۔ آپ ترمذ کے رہنے والے تھے جو ترکستان میں جیحوں کے کنارے واقع تھا۔ امام بخاری و مسلم اور ابوداؤد کے شاگرد تھے۔ طلب حدیث میں اسلامی دیار و امصار کے سفر کئے۔

Marfat.com

آپ خدا کے خوف سے اس قدر روتے تھے کہ آخر نابینا ہو گئے۔

آپ نے امام ابوداؤد کی طرح وہ تمام احادیث جمع کر دی ہیں جو سوائے دو حدیثوں کے کسی نہ کسی فقہی گروہ کے نزدیک واجب العمل تھیں۔ البتہ اس میں تفسیر القرآن کا ایک وسیع باب ہے جو سنن ابی داؤد میں نہیں۔

اس کتاب میں حدیثوں کی تعداد صحیحین کے مقابلہ میں کم ہے۔ یہ صرف حدیث کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ حدیث و فقہ کی معلم بھی ہے۔ امام ترمذی نے اس میں بخاری و مسلم اور ابوداؤد سب کے مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل خصائص قابل ذکر ہیں۔

(۱) راویوں کے حالات کے بارے میں جہاں ضروری سمجھتے ہیں معلومات بہم کر جاتے ہیں۔

(۲) اسناد کے بارہ میں رائے دیتے ہیں اور اس کے صحیح، حسن یا غریب ہونے سے آگاہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اتصال و انقطاع وغیرہ کی بھی خبر دیتے ہیں۔

(۳) بعض جگہ جہاں مختلف اسناد لاتے ہیں وہاں اپنی ترجیح بیان کرتے ہیں۔ اور دیگر اصحاب علم کی آراء کا بھی حوالہ دیتے ہیں۔

(۴) حدیثوں سے جہاں جہاں فقہی مسائل مستنبط ہوتے ہیں انہیں بیان کر دیتے ہیں۔ ان کے بارہ میں ائمہ مذاہب کا اختلاف ہو تو ان کے فتاوی درج کر دیتے ہیں۔

(۶) سنن نسائی :۔

یہ کتاب ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی النسائی (م ۲۱۴ تا ۳۰۳) کی تالیف ہے۔ آپ نسا کے شہر میں پیدا ہوئے۔ ذخیرہ ذات نبوی کی جستجو میں مدتوں رہین غربت رہے۔ آپ امام ابوداؤد کے شاگرد تھے۔ پہلے م

Marfat.com

میں مقیم ہوئے اور پھر شام کی سکونت اختیار کی۔ کچھ عرصہ وہاں حمص کے قاضی رہے۔ آپ کا مزار مبارک مکہ میں ہے۔ آپ حضرت علیؓ کے بہت مداح تھے۔ ان کے مناقب میں ایک کتاب لکھی تھی۔

سنن نسائی میں قوی حدیثوں کی کثرت ہے لیکن صحیحین کے مرتبہ سے ہے۔ امام نسائی نے بعض راویوں کو محض اس لئے لیا کہ علمائے رجال اگر ان کی تعدیل میں متحد نہیں تو جرح میں بھی نہیں۔

پہلے آپ نے ایک ضخیم مجموعہ تیار کیا۔ اس کا نام سنن کبریٰ تھا۔ اسے مختصر کیا اور نام سننِ صغریٰ رکھا۔ یہی اب سنن نسائی کے نام سے معروف ہے اس میں زیادہ مواد عبادات پر ہے۔

صحاح ستہ کے ذیل میں سنن دارمی کا تذکرہ بھی لازمی ہے کیونکہ بعض اصحابِ علم بجائے سنن ابن ماجہ کے اس کتاب کو صحاح ستہ میں شمار کرتے ہیں۔ یہ ایک مختصر کتاب ہے۔ شروع کے کئی صفحے حدیث کی اہمیت اور اس کی روایت وکتابت کے جواز پر ہیں۔ امام دارمی ۱۸۱ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۲۵۵ ہجری میں وفات پائی۔

صحاح ستہ میں سب سے پہلا درجہ صحیحین کا ہے۔ پھر ابوداؤد، ترمذی اور نسائی کا۔ ابن ماجہ تیسرے درجہ میں ہے۔

صحاح کی شرائطِ قبول بہت بلند تھیں۔ معیار قائم رکھنے کی خاطر یا طوالت سے بچنے کے لئے انہوں نے کئی ایسی صحیح احادیث چھوڑ دیں جن کا مرتبہ بلند نہ تھا۔ بعد کے جامعین حدیث نے ان کو بھی کتابوں کے سپرد کر دیا۔ ان کا نصب العین یہ تھا کہ جو حدیث بھی قابل قبول نظر آئے اسے محفوظ کر لیا جائے۔ ان کی مزید تحقیق مستقبل کے علماء انجام دے سکتے تھے۔ ان کتابوں کے اہم جامعین مندرجہ ذیل ہیں۔

تکمیلی جہد

امام ابویعلیٰ (متوفی ۳۰۷ھ) آپ نے مسند لکھی۔

Marfat.com

امام طحاوی (متوفی ۳۲۱ھ): آپ کی کتاب کا نام معانی الآثار ہے یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ مستور الحال کی روایت کو بھی لے لیتے ہیں۔

ابن حبان (متوفی ۳۵۴ھ): آپ نے اپنی کتاب کا نام صحیح رکھا تھا۔

طبرانی (متوفی ۳۶۰ ہجری) آپ نے تین معجم لکھے:
معجم صغیر، معجم کبیر، معجم اوسط۔

امام دارقطنی (۳۰۶ تا ۳۸۵ھ) آپ نے سنن لکھی۔

امام حاکم (۳۲۱ تا ۴۰۵ھ): آپ کی کتاب کا نام مستدرک ہے آپ نے امام بخاری و مسلم کی شروط کے موافق ان احادیث کو اکٹھا کیا ہے جو صحیحین سے رہ گئی تھیں۔ یہ ایک لحاظ سے بخاری و مسلم کا تکملہ ہے لیکن اس کا مرتبہ بخاری و مسلم سے بہت نیچے ہے۔ محض شرائط شیخین ہی کامیابی کی ضمانت نہیں۔ ان کا سا تبحر اور نگاہِ احتیاط بھی چاہیے۔ اس کے علاوہ بخاری و مسلم کی کتابوں میں جو حدیثیں آئیں وہ مدتوں ان کے اساتذہ کے زیر غور اور زیر تحقیق رہیں۔ بخاری و مسلم نے ان کو مزید جانچا۔ جب کہیں انہوں نے صحیحین میں جگہ پائی۔

امام بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) آپ کی کتاب کا نام سنن کبریٰ ہے یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔

ان کے ماسوا دیلمی اور ابن خزیمہ نے بھی کتابیں تحریر کیں۔

Marfat.com

امام نووی

محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی ۶۳۱ ہجری میں نویٰ کے گاؤں میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں دمشق کے جنوب میں واقع تھا آپ ذہانت اور ذکاوت کی دولت سے مالا مال تھے۔ قرآن سے محبت بچپن سے دل میں بسی ہوئی تھی۔ آپ کے ہم عمر لڑکے آپ کو کھیل کود پر مجبور کرتے اور پکڑ کر ساتھ لے جانا چاہتے تو آپ دامن چھڑا کر بھاگ جاتے۔ اور حفظ قرآن میں محو ہو جاتے۔ نہایت قوی حافظہ پایا تھا۔ نوعمری میں قرآن حفظ کر لیا۔

آپ کے والد ماجد کی ایک دکان تھی۔ آپ کو وہاں کام کاج کے لئے لے جاتے لیکن جو دل قرآن میں جذب ہو چکا تھا اس کو کوئی چیز اپنی طرف مائل نہ کر سکی۔ آپ کے والد آپ کے میلانِ طبع کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور سارے کام چھڑوا کر آپ کو راہ علم پر لگا دیا۔

امام نووی نے ابتداء میں طب کی تحصیل کرنا چاہی لیکن جب بھی ادھر توجہ کرتے طبیعت بجھ جاتی۔ آپ ہمہ تن علمِ دیں کی طرف متوجہ ہو گئے۔

انیس برس کی عمر میں آپ گھر سے نکلے اور دمشق جا کر مدرسۃ الرواحیہ میں داخلہ لیا۔ یہ سخت آزمائش کی زندگی تھی۔ تنگی ترشی کی معاش تھی۔ لیکن آپ کے عزم کے لئے یہ کم سامانی ایک تازیانہ ثابت ہوئی۔ آپ

Marfat.com

نے ہر مشکل کو مردانہ وار لبیک کہا۔ آپ کھانا بہت کم کھاتے تھے تاکہ نیند غالب آ کر علم سے غافل نہ کردے۔ روایات بتاتی ہیں کہ دن میں صرف ایک بار عشا کے بعد کھانا کھاتے تھے۔ آپ نے ائمۂ وقت سے متفرق علوم حاصل کئے۔

آپ کے ذوق و شوق اور محنت پسندی نے آپ کو بہت جلد منزل مقصود سے ہم کنار کردیا۔ علم کے ساتھ ساتھ آپ نے عرفان کی منزلیں بھی طے کیں بلکہ آپ نہایت عبادت گزار تھے۔ اوراد و وظائف سے بہت شغف رکھتے تھے۔ تصوف کے نکتہ داں اور صاحبِ کرامات تھے۔

آپ نے چوبیس برس کی عمر میں مسندِ تدریس سنبھالی۔ اس وقت آپ اپنے وقت کے بے مثل محدث اور فقیہ ہو چکے تھے۔ آپ شافعی فقہ کے ستون تھے۔

امام نووی چاہتے تو زر و سیم کے انبار پیدا کر سکتے تھے لیکن آپ نے زہد و قناعت کا جو وتیرہ شروع سے اختیار کیا تھا اس ہاتھ سے نہ دیا۔ ساری عمر روکھی سوکھی روٹی کھائی۔ سادہ اور پھٹا پرانا لباس پہنا۔ تعلیمی خدمات ہمیشہ مفت انجام دیں۔

آپ کی سرگرمیاں صرف علمی دائرے تک محدود نہ تھیں۔ آپ نے احیائے دین کے لئے برابر جدوجہد جاری رکھی۔ خلافِ دین امور پر ہمیشہ آواز اٹھائی اور سلاطین سے بھی ٹکر لینے پر آمادہ ہو گئے۔ اس مقصد کے لئے جس صبر و استقامت کی ضرورت تھی وہ آپ میں بدرجۂ کمال موجود تھی۔

سلطان بیبرس بہت جبار فرماں روا تھا۔ اس نے ناروا ٹیکس لگائے تو امام نے اسے سخت خط لکھا کہ انہیں منسوخ کردو اور لوگوں کو ان کا حق

Marfat.com

واپس دلاؤ۔ سلطان کی آتشِ غضب بھڑک اٹھی لیکن امام نووی بے خوف تھے۔ آپ دوبدو اس سے ہم کلام ہوئے اور واشگاف الفاظ میں اپنا مطالبہ دہرایا۔ سلطان نے آپ کو قید میں ڈالنا چاہا لیکن آپ کی علمی جلالت سے مرعوب ہوگیا اور اپنے ارادہ سے باز آیا۔ وہ آپ کی جرأتِ ایمانی، حق گوئی اور بے باکی سے خائف رہتا تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ سلطان نے آپ کو کچھ عرصہ دمشق سے نکلوا دیا تھا

امام نووی نے ۶۷۶ ہجری میں اپنے گاؤں نوٰی میں وفات پائی۔ آپ کی وفات کی خبر دمشق آئی تو شہر کے در و دیوار سے نالہ و بکا کا شور برپا ہوگیا۔ آپ کا مزار اب تک مرجعِ خلائق ہے۔

آپ نے شادی نہیں کی تھی۔

تالیفات امام نووی نے تیس برس کی عمر میں تالیف کا کام شروع کیا۔ اور کئی زندۂ جاوید کتابیں لکھ گئے مثلاً۔

شرح صحیح مسلم	تہذیب الاسماء واللغات
ریاض الصالحین	کتاب الاربعین
کتاب الاذکار	بستان العارفین
کتاب الایضاح	روضہ
مناقب شافعی	کتاب الفقہاء الشافعیہ

آپ کی کچھ کتابیں نامکمل رہ گئیں مثلاً،

مہذب، بخاری اور ابوداود کی شرحیں۔

امام نووی کی کتابوں کی بعض شرحیں بھی لکھی گئی ہیں۔ مثلاً ابن حجر نے الایضاح اور اربعین کی شرح لکھی ہے۔

(کتبِ حوالہ، طبقات الشافعیہ سبکی۔ مرآۃ الجنان یافعی۔ ریاض الصالحین کے مختلف نسخوں کے دیباچے۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام وغیرہ)

Marfat.com

اربعینِ نووی پر ایک نظر

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا اس بات پر زور دیا ہے کہ میری احادیث حفظ اور قلم بند کی جائیں ۔ اس موضوع پر اس قدر روایات ملتی ہیں کہ شک کی گنجائش نہیں رہتی ۔ راقم السطور نے اپنی تالیف تعارفِ حدیث میں ان روایات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کے مفہوم پر بھی تفصیلی بحث کی ہے ۔ ان کا خلاصہ حدیث نمبر ۲۸ کے تحت آئے گا۔

حدیث کا شوق بڑھانے کے لئے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے عامۃ المسلمین کو احادیث کی ایک ایسی تعداد کے یاد کرنے اور رکھنے پر تاکید کی جو آسانی سے ازبر ہو سکے ۔ یہ تعداد چالیس ہے ۔ حضورؐ نے چالیس حدیثوں کے حفظ و اشاعت کی بہت فضیلت بتائی ہے ۔ آپ کا ارشاد ہے کہ جس نے میری امت میں دین کی اشاعت کے لئے چالیس حدیثیں حفظ کیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے فقہاء و علماء کے زمرہ میں اٹھائے گا (اس کے راوی چوٹی کے ۱۴ صحابی ہیں)

علماء نے الگ الگ موضوعوں کے لئے اربعین جمع کیں مثلاً اصولِ دین، فروع، جہاد، آداب، خطبات وغیرہ۔

امام نووی نے متفرق عنوانات کو لیا ہے ۔ اس مجموعہ میں درج کردہ ہر حدیث اپنے موضوع کے لحاظ سے بنیادی حیثیت رکھتی ہے ان میں سے اکثر صحیحین سے منقول ہیں۔

علامہ نووی نے اربعین کا ایک مختصر دیباچہ بھی لکھا ہے جس کے مطالب مختصراً مضمون بالا میں آ گئے ہیں اس لئے ہم نے اس کو نقل کرنا ضروری نہیں سمجھا۔

Marfat.com

اربعین نووی

Marfat.com

Marfat.com

صفحہ	مضمون
	حدیث ۱ : نیت
	حدیث ۲ : ایمان ۔ اسلام ۔ احسان ۔ قیامت ۔
	حدیث ۳ : ارکان اسلام
	حدیث ۴ : تقدیر
	حدیث ۵ : سنتِ نبوی
	حدیث ۶ : تقوےٰ
	حدیث ۷ : خلوص (حدیث ۱ کے تحت)
	حدیث ۸ : کلمہ گو سے جہاد نہیں ہو سکتا۔
	حدیث ۹ : بے کار سوالات نہ کرو۔
	حدیث ۱۰ : رزق طیب
	حدیث ۱۱ : تقوےٰ (حدیث ۶ کے تحت)
	حدیث ۱۲ : مطلب کی چیزوں سے غرض رکھو (حدیث کے تحت)
	حدیث ۱۳ : جو اپنے لئے چاہتے ہو بھائی کے لئے بھی چاہو۔ (حدیث ۱ کے تحت)
	حدیث ۱۴ : مسلمان کے قتل کا جواز کن صورتوں میں ہے۔
	حدیث ۱۵ : نیک کلام ۔ پڑوسی کی تکریم ۔ مہمان کی تکریم
	حدیث ۱۶ : غصہ کی ممانعت
	حدیث ۱۷ : احسان
	حدیث ۱۸ : تقوےٰ ۔ توبہ ۔ حسنِ خلق

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حدیث ۱۹ : یقین و توکل	
حدیث ۲۰ : حیا	
حدیث ۲۱ : استقامتِ ایمان (حدیث ا کے تحت)	
حدیث ۲۲ : فرائض اور حلت و حرمت کی نگہداشت۔	
حدیث ۲۳ : طہور، تحمید ۔ تسبیح ۔ صلاۃ ۔ صدقہ ۔ صبر	
حدیث ۲۴ : قدرتِ خداوندی	
حدیث ۲۵ : صدقہ	
حدیث ۲۶ : صدقہ	
حدیث ۲۷ : گناہ و ثواب کی ماہیت۔	
حدیث ۲۸ : تقوےٰ ۔ اطاعتِ امیر ۔ سنتِ نبوی اور سنت خلفائے راشدین۔	
حدیث ۲۹ : فرائض ۔ نوافل اور فرائض کفایہ کی قدر و قیمت۔	
حدیث ۳۰ : بے کار مباحث سے بچو۔	
حدیث ۳۱ : زہد	
حدیث ۳۲ : ایک دوسرے کو ضرر نہ دو۔	
حدیث ۳۳ : ثبوتِ دعوے کی شرائط۔	
حدیث ۳۴ : امر بالمعروف اور نہی عن المنکر	
حدیث ۳۵ : مسلمان غیر ہو کر نہ رہیں۔	
حدیث ۳۶ : مروت، علم، قرآن خوانی اور علم کی اہمیت۔	
حدیث ۳۷ : برائی ایک برائی ہوتی ہے اور نیکی کئی نیکیاں۔	
حدیث ۳۸ : (۱) اللہ کے دوست کا دشمن اللہ کا دشمن ہے (۲) فرائض و نوافل	
حدیث ۳۹ : الاعمال بالنیات (حدیث ا کے تحت)	
حدیث ۴۰ : زہد (حدیث ۳۱ کے تحت)	

Marfat.com

(۱)

عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

سے امیر المومنین عمر بیٹا خطاب (کا)

(روایت ہے) امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے

رَضِىَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ

راضی ہوا (ہو)[1] اللہ بلند[2] سے وہ (اس سے) کہا سنا میں نے

عنہ سے آپ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ

رسول اللہ رحمت بھیجی اللہ (نے) اس پر اور سلام بھیجا[3]

علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ

يَقُوْلُ : اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَ

وہ کہتا ہے صرف (تاکیداً) اعمال ساتھ نیتوں (کے) اور

اعمال صرف نیتوں کے ساتھ ہیں اور ہر

اِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ

فقط لئے ہر مرد جو نیت کی اس نے تو جو ہوئی

مرد کے لئے صرف وہی ہے جو اس نے نیت کی - تو جس کی

[1] دعائیہ فقرہ ہے [2] خبریہ ہے [3] معنی ہیں: اللہ تعالے آپ پر رحمت اور سلامتی بھیجے

Marfat.com

هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ

ہجرت اس کی طرف اللہ اور رسول اس کا تو ہجرت اس کی

ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہوئی تو اس کی ہجرت

اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ

طرف اللہ اور رسول اس کا اور جو ہوئی

اللہ اور اس کے رسول کی طرف (مقبول) ہے اور جس کی ہجرت

هِجْرَتُهٗ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَأَةٍ

ہجرت اس کی لئے دنیا پائے گا اسے یا عورت

دنیا کے لئے ہوئی تو (کامیابی کی صورت میں فقط) اسے پائیگا یا عورت کے لئے

يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ

نکاح کرے گا اس سے تو ہجرت اس کی طرف جو ہجرت کی اس نے

تو اس سے نکاح کرے گا تو اس کی ہجرت اس کی طرف (مقبول) ہے جس کی

اِلَيْهِ - رَوَاهُ اِمَامَا الْمُحَدِّثِيْنَ

طرف اس کے روایت کیا اسے دو امام

طرف اس نے ہجرت کی روایت کی اس کی محدثین کے دو اماموں نے یعنی

اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ

ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن

Marfat.com

الْمُغِيْرَةِ بْنِ بَرْدِزْبَهْ الْبُخَارِيُّ وَ اَبُوالْحُسَيْنِ

المغیرہ بن بردزبہ البخاری اور ابوالحسین

مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ بْنِ مُسْلِمِ الْقُشَيْرِيُّ فِيْ

مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری نے ان کے صحیح

صَحِيْحَيْهِمَا اللَّذَيْنِ هُمَا اَصَحُّ الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ

مجموعوں میں جو تصنیف کردہ کتابوں میں صحیح ترین ہیں۔

فرہنگ۔

اعمال جمع ہے عمل کی۔ عمل کے معنی ہیں بدن کی حرکت چاہے قول ہو یا فعل۔ نیات جمع ہے نیت کی۔ نیت کے معنی ہیں دل کا قصد یا ارادہ۔

اَصَابَ اس نے پایا یُصِیْبُ وہ پاتا ہے۔

شرح حدیث (۱)

نیّت

اعمال نیت کے پیرو ہوتے ہیں۔ نیت نیک ہو تو اعمال بھی نیک شمار ہوں گے۔ نیت کھوٹی ہو تو اعمال بھی کھوٹے ہوں گے چاہے بظاہر خوش نما نظر آتے ہوں۔

اللہ تعالیٰ انہیں اعمال کو قبول کرتا ہے جو اس کی رضا کے لئے انجام دیے جائیں۔ اگر ان سے مقصود غیر اللہ کی خوشنودی ہو تو ان اعمال کی ظاہری خوش نمائی کے باوصف اللہ تعالیٰ ان کا اجر نہیں دے گا۔ فرض کیجئے کہ ایک قابل طبیب تن دہی سے مریض کا علاج کرتا ہے

Marfat.com

لیکن بدقسمتی سے علاج ایسا الٹا پڑتا ہے کہ مریض کی جان چلی جاتی ہے کوئی شخص طبیب کو الزام نہیں دے گا۔ اس کے برعکس اگر کوئی ظالم طبیب جان بوجھ کر مریض کو دوا کے بہانے زہر پلائے اور وہ زہر الٹا تریاق ہو جائے تو راز کھلنے پر مریض شکریہ ادا کرنے کے بجائے اس کا دشمن ہو جائے گا۔

اللہ تعالٰے نفسِ عمل سے زیادہ نیت کو ملحوظ رکھتا ہے۔ حدیثِ زیرِ نظر میں ہجرت کی مثال دی گئی ہے۔ ہجرت کے لفظی معنی ہیں ترک کرنا لیکن شرع میں ہجرت سے مراد ہے اس شہر کو چھوڑنا جس سے اہل اسلام کی جنگ ہو اور وطن اسلام میں جاکر آباد ہونا۔ ترکِ وطن ایک بہت بڑی قربانی ہے لیکن اس کا ثواب اسی صورت ملتا ہے کہ مقصود اللہ تعالٰے کی رضا اور دینِ اسلام کی خدمت ہو۔ اگر مہاجر کا مقصد فقط یہ ہو کہ اس شہر میں کفار کا غلبہ ہے اور میری تجارت ختم ہو جائے گی لہذا اسلامی شہر میں چلا جاؤں یا فلاں اسلامی شہر کو جب تک ہجرت نہ کروں فلاں عورت نکاح کرنے پر آمادہ نہیں ہو گی تو اسے اس ہجرت کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس کی نیت نہیں اس کا عمل نہیں۔ چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ عمل بلا نیت سے نیت بلا عمل بہتر ہے۔

حدیث قدسی ہے کہ جب کسی مسلمان نے نیکی کا ارادہ کیا اور (مجبوراً) اسے نہ کر پایا تو اللہ تعالٰے اس کے نام ایک نیکی لکھ لے گا اور اگر برائی کی نیت کی اور (جان بوجھ کر) اس پر عمل نہ کیا تو جب بھی اس کی ایک نیکی لکھی جائے گی (حدیث نمبر ۳۷)

اس موضوع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ مزید ارشادات بھی ہیں۔ مثلاً

Marfat.com

ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ پر تشریف لے گئے وہاں ایک بار صحابہؓ سے فرمایا کہ مدینہ میں چند ایسے لوگ ہیں کہ تمہارے ہر مرحلہ اور ہر وادی میں تمہارے ساتھ ہیں۔ وہ تمہارے اجر میں شریک ہیں۔ انہیں بیماری نے جہاد سے روک رکھا ہے[1]۔

اللہ تعالے تمہارے بدنوں کو اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے[2]۔

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کوئی شجاعت کی خاطر لڑے، یا حمیت کی خاطر یا نمائش کی خاطر تو ان میں سے کون چیز اللہ کی راہ میں محسوب ہوگی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جو آدمی اس لئے جنگ کرے کہ اللہ تعالے کا کلمہ بلند ہو وہی راہِ خدا میں ہے[3]۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا کہ اگر دو مسلمان تلواریں لے کر لڑیں تو قاتل و مقتول دونوں دوزخی ہوں گے۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ قاتل تو دوزخی ہوا لیکن مقتول کیوں دوزخ میں جائے گا؟ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ قاتل کو قتل کرنا چاہتا تھا[4]۔

اگر کسی آدمی نے بھول چوک یا غلطی سے بغیر قصد کے گناہ کیا تو اسے سزا نہیں ملے گی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالے نے میری خاطر میری امت سے بھول چوک اور دوسروں کے جبر کے تحت کئے ہوئے کاموں سے درگزر فرمایا ہے۔ (حدیث نمبر ۱۳۹)

نماز کی بڑی فضیلت ہے لیکن اس پر ریا اور نمائش کا غلبہ ہو تو الٹا موجبِ عذاب ہوگی۔ یہی حال دیگر مناقانہ اعمال کا ہے کیونکہ دل میں جو نیت

---

[1]، [2]، [3] ریاض الصالحین باب اوّل بحوالہ مسلم [4] ریاض الصالحین باب اول بحوالہ صحیحین۔

Marfat.com

کارفرما ہے وہ بدہے۔

دل کے قصد و نیت کو اعمال میں مرکزی مقام حاصل ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بدن میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب سنور ے تو سارا بدن سنور جاتا ہے اور بگڑے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے ــــ یہ دل ہے (حدیث نمبر ۶)

لازم ہے کہ نیت خالص اور مستحکم ہو اور اس کے سامنے ایک نصب العین ہو۔ ڈانواں ڈول نیت کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ ایسی نیت کا انسان نہ دنیا میں بھروسے کا ہوتا ہے نہ دین میں۔ ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، مجھے کوئی ایسی بات بتلایئے کہ آپ کے سوا اور کسی سے نہ پوچھوں، حضور نے جواب دیا، کہہ: میں اللہ پر ایمان لایا پھر ثابت قدم رہ (حدیث نمبر ۲۱)

جس کی نیت یا عزم پختہ ہو اس پر کوئی نیک بات گراں نہیں گزرتی۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہر حکم اس کے لئے آسان ہوتا ہے۔ نیک خیالات اور نیک کام اس سے خود بخود یوں ظاہر ہوتے ہیں جیسے سورج سے روشنی کی شعاعیں۔ برے خیالات اس سے سہمے رہتے ہیں اور گناہ مغلوب رہتے ہیں۔

ایسے آدمی کا دل نیکی کی کسوٹی اور نیک اعمال کا مفتی ہوتا ہے۔ برائی اسے کھٹکتی ہے اور نیکی سے وہ تسکین پاتا ہے (حدیث نمبر ۲۷)

وہ نیک اعمال میں اس قدر مجذوب اور بے خود ہوتا ہے کہ وہ بری تو کیا بے کار چیزوں کے قریب بھی نہیں جاتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انسان کے اسلام کا ایک حسن یہ ہے کہ جو بات اس کے مطلب کی نہیں اسے ترک رکھتا ہے (حدیث نمبر ۱۲)

کوئی دل محبت سے خالی نہیں ہوتا۔ ہر انسان کو دنیا کی مختلف چیزوں

Marfat.com

سے محبت ہوتی ہے کسی سے کم کسی سے زیادہ۔ ان سب محبتوں پر ایک مرکزی غالب اور حکمران محبت ہوتی ہے جو انسان کے اخلاق پر اپنی چھاپ لگاتی ہے۔ مثلاً کسی کی غالب محبت دولت سے ہوتی ہے، کسی کی اولاد سے، کسی کی سوسائٹی سے۔ اس کے کردار کا ہر گوشہ اور زاویہ اس مرکزی محبت سے متاثر ہوتا ہے۔ یہی اس کا ایمان ہوتا ہے۔ ایک مسلمان کی غالب محبت اللہ تعالےٰ سے ہونی چاہیے اور اس کی تمام آرزوئیں اور تمنائیں اس محبّت کی محکوم ہوں۔ ہادیٔ اکبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک اس کی خواہش میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہو (حدیث نمبر ۴۱) یہ محبت انسان کے کردار اور شخصیت کو ایک خاص رنگ عطا کرتی ہے جسے قرآنِ حکیم نے صِبغۃُ اللہ (اللہ کا رنگ) کہا ہے۔

انسان دنیا سے کٹ کر نہیں رہ سکتا۔ اسے دنیا میں زندگی بسر کرنے کا حکم ہے۔ وہ لامحالہ دنیا کی بعض اشیاء سے محبت رکھے گا۔ اسلام میں اس سے ممانعت نہیں لیکن اسے چاہیے کہ اپنی سب محبتوں کو اللہ کی محبت کے تابع رکھے۔ جو محبت اس محبت سے ٹکرانے لگتا ہے اسے فنا کر دے۔ جس چیز سے تعلق رکھنے کا حکم اللہ نے دیا ہے اس سے تعلق رکھے اور جس سے تعلق توڑنے کا حکم دیا ہے اس سے رشتہ نہ جوڑے جو چیز اللہ کو پیاری ہے اسے محبوب جانے۔ اگر وہ اس کوشش میں کامیاب ہو جائے تو اللہ بھی اسے محبوب جانے گا۔ اس کے ہر اشارے میں اللہ کا اشارہ اور ہر ادا میں اللہ کی ادا نظر آئے گی۔ حدیث قدسی ہے کہ جس نے میرے کسی ولی کے ساتھ عداوت کی تو میں اسے جنگ کی خبر دیتا ہوں۔ بندہ جن چیزوں کے ذریعے میرا قرب چاہتا ہے۔ ان میں میرے نزدیک فرائض سب سے زیادہ پیارے ہیں اور نوافل کے ساتھ

Marfat.com

میرا بندہ میرا قرب چاہتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اسے چاہنے لگتا ہوں۔ تو جب میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو ہو جاتا ہوں اس کا کان جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بینائی جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو ضرور اسے عطا کروں گا۔ اور اگر وہ میرے پاس پناہ مانگے تو ضرور اسے پناہ دوں گا (حدیث نمبر ۳۰) یہی مضمون ایک اور حدیث میں یوں ادا ہوا ہے کہ جس نے چالیس روز بھی اللہ کے ساتھ پورا اخلاص رکھا حکمت کی نہریں اس کے دل سے چل کر زبان پر رواں ہو جاتی ہیں [۱]

دنیا سے اسی قدر محبت رکھی جائے جس قدر اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے۔ یہ دنیا اس لئے ہے کہ انسان روحانی تکمیل میں اس سے کام لے نہ کہ روح کو اس کی بھینٹ چڑھا دے اور اس کا غلام بن جائے انسان دنیا میں رہے لیکن اس کا اسیر نہ ہو۔ یہی زہد ہے۔ زہد سے مراد ترکِ دنیا نہیں بلکہ یہ ہے کہ انسان کے سامنے اپنا نصب العین ہر وقت روشن رہے اور وہ دنیا کی شیرینیوں میں کھو نہ جائے۔ ایک صحابیؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ایسے کام کی طرف میری رہنمائی فرمائیں کہ جب میں اس پر عمل کروں تو اللہ تعالےٰ مجھے چاہے اور لوگ بھی چاہیں۔ حضور نے فرمایا دنیا سے بے رغبت ہو جا۔ اللہ تعالےٰ تجھے چاہے گا اور لوگوں کے پاس جو کچھ (مال و مرتبہ وغیرہ) ہے اس میں بے رغبت ہو جا تو لوگ تجھے چاہیں گے (حدیث نمبر ۳۱) آپؐ کا ایک اور ارشاد ہے کہ تو دنیا میں یوں رہ گویا تو اجنبی یا راہ گیر

---

[۱] الترغیب والترہیب جلد اوّل باب اوّل

Marfat.com

ہے (حدیث نمبر ۹)

انسانیت کی فلاح اس میں ہے کہ ہر انسان کے دل میں ایک ہی مرکزی محبت ہو یعنی سب مشترکہ طور سے اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہوں اور اس کے دین کے فرماں بردار ہوں۔ یہ عالمی پیمانہ پر نیک نیتی ہوگی۔ اس کے بغیر دنیا کے سامنے کوئی متحدہ نصب العین نہیں ہو سکتا اور نہ انسانی برادری کی تعمیر ہو سکتی ہے۔ اسلام انسانی برادری کی بنیاد اسلامی اخوت پر رکھتا ہے جس کا اصل الاصول خلوص یعنی نیک نیتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بار صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا کہ دین خلوص کا نام ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا، خلوص کس کے لئے ہو؟ فرمایا، اللہ تعالیٰ کے لئے، اس کی کتاب کے لئے، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، مسلمانوں کے اماموں کے لئے اور ان کے عوام کے لئے (حدیث نمبر ۱۰)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن آپس میں ایک عمارت کی مثال ہیں جس کا ایک حصّہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے[1] مسلمان باہمی محبت، مرحمت اور شفقت میں ایک جسم کے مانند ہیں۔ ایک عضو بیمار ہو تو کل جسم بے خواب اور بخار آلودہ ہو جاتا ہے[2] لہٰذا اہل اسلام کا ایک دوسرے کے درد میں شریک ہونا اور خیر خواہ ہونا لازم ہے ورنہ ان کا شیرازۂ اخوت بکھر جائے۔ رہبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے بھی وہ (بھلائی) نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے (حدیث نمبر ۱۳) ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کے ساتھ پسندیدہ روش رکھنی چاہیے

---

[1]، [2] ریاض الصالحین باب تحریم حرمات المسلمین ..... الخ

Marfat.com

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لوگوں کے ساتھ عمدہ برتاؤ رکھ (حدیث نمبر ۱۸) آپ کی حدیث ہے کہ آپس میں حسد نہ کرو، محض دوسرے کے لئے قیمت بڑھانے کو بولی نہ دو۔ آپس میں بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو اور تم میں سے کوئی آدمی دوسرے آدمی کے سودے پر سودا نہ کرے۔ اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس کا ساتھ چھوڑتا ہے، نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اسے حقیر جانتا ہے (آپ نے تین بار سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) تقویٰ یہاں ہے۔ ایک مرد کو اتنا ہی شر بہت ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور آبرو حرام ہے (حدیث نمبر ۳۵) اس حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت کے دوران دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تقوےٰ یہاں ہے۔ مراد یہ ہے کہ دل جو تقوےٰ کا مرکز ہے اسی کے چاہنے سے ایک انسان سچا مومن ہو سکتا ہے ہم نے یہ دیکھا ہے کہ نیک نیتی یا اخلاص کا مقام بھی دل ہے یعنی تقویٰ اور اخلاص بہت حد تک ایک ہیں۔

باہمی خلوص کا کمال امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا) ہے۔ مخلص وہی ہے جو دوسروں کو بھی نیک دیکھنا چاہتا ہے۔ حدیث نبوی ہے کہ تم میں سے جس نے کوئی برائی دیکھی وہ اسے ہاتھ سے روکے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی (بھی) استطاعت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ (دل کے ساتھ برا جاننا) کمزور ترین ایمان ہے (حدیث نمبر ۳۴) مراد یہ ہے کہ نیکی کی ہلکی نیت اور خواہش کرنا ایمان کے حلقہ میں داخل ہونا ہے لیکن انسان کمال ایمان کے درجہ میں جب پہنچتا ہے کہ اس کی نیت پختہ ہو اس صورت میں نیت خود بخود عمل کا روپ دھار لیتی ہے۔

Marfat.com

(۲)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ

سے عمر بیٹا خطاب (کا) راضی ہو اللہ

(روایت ہے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ

تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ

تعالےٰ سے وہ (اس سے) کہا جب کہ ہم بیٹھے ہوئے

سے آپ نے کہا کہ ایک دن جب کہ ہم

عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

پاس رسول اللہ اللہ اس پر رحمت بھیجے اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس بیٹھے

سَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا

سلامتی بھیجے ایک دن جب نمودار ہوا ہم پر

تھے اچانک ہم پر ایک شخص نمودار ہوا

رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ

آدمی بہت سفیدی لباس (کی) بہت

بہت سفید لباس والا (اور) بہت

Marfat.com

سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ اَثَرُ

سیاہی بالوں (کی) نہ نظر آتا تھا اس پر اثر

سیاہ بالوں والا اس پر سفر کا کوئی اثر نظر نہیں

السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى

سفر (کا) اور نہ پہچانتا (تھا) ہم سے کوئی حتّٰی کہ

آتا تھا اور ہم میں سے اسے کوئی نہیں پہچانتا تھا حتّٰی کہ وہ

جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

بیٹھا طرف نبی صلی اللہ علیہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کے سامنے قریب[1]

وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلَى رُكْبَتَيْهِ

و سلم پھر ملائے گھٹنے اپنے طرف گھٹنے اس کے

بیٹھا اور ملائے اپنے گھٹنے حضورؐ کے گھٹنوں سے

وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ وَقَالَ

اور رکھیں ہتھیلیاں اپنی پر رانیں اپنی[2] اور کہا

اور اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے اور کہا کہ

[1] اِلٰی کا لفظ یہاں دو معنی دے رہا ہے ایک سامنے اور دوسرے قریب [2] نسائی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جبرئیل نے ہاتھ حضور کے گھٹنوں پر رکھے جیسا کہ ابتدائے اسلام میں دستور تھا لیکن امام نووی نے لکھا ہے کہ جبرئیل اپنی رانوں پر ہاتھ رکھ کر مؤدب بیٹھے

Marfat.com

يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِي عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ

اے محمد خبر دے مجھے بابت اسلام تو کہا

اے محمد مجھے بتائیے کہ اسلام کیا ہے ۔ تو

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ

اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا

اسلام کہ تو شہادت دے کہ نہیں معبود مگر

اسلام یہ ہے کہ تو لا اِلٰہ اِلّا اللہ محمد

اللهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ وَ

اللہ اور کہ محمد رسول اللہ (ہیں) اور

رسول اللہ کی شہادت دے اور تو

تُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَ تُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَ تَصُوْمَ

تو قائم کرے نماز اور تو دے زکوٰۃ اور تو روزے رکھے

نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور تو رمضان میں

رَمَضَانَ وَ تَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ

رمضان اور تو حج کرے بیت اللہ اگر استطاعت ہو تیری

روزے رکھے اور تو بیت اللہ کا حج کرے اگر اس کی طرف تو

Marfat.com

اِلَیۡهِ سَبِیۡلًا قَالَ صَدَقۡتَ قَالَ

طرف اس کے رستہ کہا سچ کہا تو نے کہا

رستہ (کے سفر) کی استطاعت رکھے (وہ شخص) بولا آپ نے سچ کہا۔ عمرؓ کہتے ہیں

فَعَجِبۡنَا لَهٗ یَسۡاَلُهٗ وَیُصَدِّقُهٗ قَالَ

تو تعجب کیا ہم نے بسبب اسکے سوال کرتا ہے اس سے اور تصدیق کرتا ہے اس کی کہا

کہ ہم تعجب سے دیکھتے تھے کہ وہ حضور سے سوال کرتا ہے اور (بے تامل) تصدیق

فَاَخۡبِرۡنِیۡ عَنِ الۡاِیۡمَانِ قَالَ اَنۡ

تو خبر دو مجھے بابت ایمان کہا کہ

کرتا ہے۔ پھر کہا کہ مجھے ایمان کے بارہ میں بتایئے۔ (حضور نے) فرمایا

تُؤۡمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَ

تو ایمان لائے ساتھ اللہ اور فرشتے اس کے اور کتابیں اس کی اور

(ایمان یہ ہے) کہ تو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر

رُسُلِهٖ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَتُؤۡمِنَ بِالۡقَدۡرِ

رسول اس کے اور یوم آخر اور تو ایمان لائے ساتھ قدر

اور اس کے رسولوں پر اور یوم آخرت پر اور تو ایمان لائے قدر پر

خَیۡرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقۡتَ۔

خیر اس کی اور شر اس کا کہا سچ کہا تو نے

اس کی خیر کے اور اس کے شر پر۔ کہا، آپ نے سچ فرمایا۔

Marfat.com

قَالَ فَاَخۡبِرۡنِیۡ عَنِ الۡاِحۡسَانِ قَالَ

کہا تو خبر دے مجھے بابت احسان کہا

(پھر) اس نے کہا مجھے احسان کے بارے میں بتائیے حضور نے فرمایا

اَنۡ تَعۡبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنۡ

کہ عبادت کرے تو (اللہ کی) گویا تو دیکھتا ہے اسے تو اگر

(احسان یہ ہے کہ تو عبادت کرے اللہ کی گویا تو اسے دیکھتا ہے اور اگر تو

لَمۡ تَکُنۡ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ قَالَ

نہ دیکھ پایا تو نے اسے تو یقیناً وہ دیکھتا ہے تجھے کہا

اسے نہیں دیکھ پاتا تو (یہ جان) کہ وہ یقیناً تجھے دیکھتا ہے۔ اس نے کہا

صَدَقۡتَ قَالَ فَاَخۡبِرۡنِیۡ عَنِ السَّاعَۃِ

سچ کہا تو نے کہا تو بتلا مجھے بابت گھڑی (قیامت کی)

آپ نے سچ فرمایا (پھر) بولا کہ (اب) مجھے قیامت کی گھڑی کے بارے میں بتلایئے

قَالَ مَا الۡمَسۡئُوۡلُ عَنۡہَا بِاَعۡلَمَ مِنَ

کہا نہیں سوال کیا گیا جس سے اس کے بارے میں۔ زیادہ جاننے والا سے

حضور نے فرمایا جس سے یہ سوال کیا گیا ہے وہ (اس بات کو) سوال کرنے

السَّائِلِ قَالَ فَاَخۡبِرۡنِیۡ عَنۡ اَمَارَاتِہَا

سائل کہا تو خبر دے مجھے بابت نشانیاں اس کی

والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ اس نے کہا تو مجھے اس کی نشانیوں کی خبر دیجیے

Marfat.com

قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَ اَنْ

کہا کہ جنے لونڈی پالنے والی اپنی اور کہ

(حضور نے) فرمایا (نشانیاں یہ ہیں) کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے اور تو

تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ

تو دیکھتا ہے برہنہ پا برہنہ بدن فقراء چرواہے

دیکھے کہ برہنہ پا برہنہ تن اور فقیر چرواہے چھوٹی بھیڑ

الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ ثُمَّ

چھوٹی بھیڑ بکریاں ایک دوسرے سے اونچے ہوتے ہیں میں تعمیر پھر

بکریوں کے تعمیرات میں ایک دوسرے سے بالا ہوتے ہیں پھر وہ چلا

انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ يَا عُمَرُ

وہ چلا گیا تو رہا بہت دیر پھر کہا اے عمر!

گیا۔ آپ بہت دیر رہے پھر فرمایا اے عمر!

اَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَ

کیا تو جانتا ہے کون سائل میں نے کہا اللہ اور

کیا تم جانتے ہو کہ سائل کون تھا؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور

رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ

رسول اس کا زیادہ باخبر کہا یہ جبرئیل

اس کا رسول اعلم ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ جبرئیل تھا۔ تمہارے

لہ بعض روایات میں بَنْتٌ ہے نہ یا ثمانیۃ

اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ رواہ مسلم

آیا تمہارے پاس	تعلیم دیتا ہے تمہیں	دین تمہارا	روایت کی اس کی	مسلم
پاس آیا تاکہ تمہیں	دین کی تعلیم دے		اس کی روایت کی ہے مسلم نے	

فرہنگ

ثیاب جمع ہے ثوب (لباس) کی۔ رکبہ گھٹنا۔ رکبتان دو گھٹنے۔ رکبتاہٗ اس کے دو گھٹنے۔ رکبتیہ اس سے مفعول ہے۔ کف ہتھیلی۔ کفیہ اس کی دو ہتھیلیوں کو۔ فخذ ران۔ فخذیہ اس کی دو رانوں کو۔ ملائکہ جمع ہے مَلَک (فرشتہ) کی۔ کتب جمع ہے کتاب کی۔ رُسل جمع ہے رسول کی۔ اَمارات جمع ہے اَمارت (نشانی) کی۔ وَلَدَ اس نے جنا۔ تلد وہ جنتی ہے۔ رب پالنے والا ربّہ پالنے والی یا مالکہ۔ حفاۃ جمع ہے حاف (برہنہ پا) کی عراۃ جمع ہے عاری (برہنہ تن) عالۃ جمع ہے عائل (فقیر) کی۔ رِعاء جمع ہے راعی کی۔ راعی کی جمع رُعاۃ بھی ہے۔ شاء جمع ہے شاۃ (چھوٹی بھیڑ یا بکری) کی۔ بنیان کے معنی ہیں (۱) تعمیر کرنا۔ (۲) عمارت)

شرح حدیث (۲)

ایمان۔ اسلام۔ احسان۔ قیامت

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ہمراہ مسجد میں رونق افروز تھے کہ اچانک ایک اجنبی شخص نمودار ہوا۔ اس کا لباس بہت سفید تھا اور بال نہایت سیاہ تھے (بعض روایتوں میں ہے کہ وہ شخص نہایت خوش شکل تھا اور عمدہ ترین خوشبو میں لپٹا ہوا

Marfat.com

تھا) اس اجنبی کو صحابہؓ میں سے کوئی شخص نہیں جانتا تھا۔ اس کے بدن پر گرد و غبار کا بھی نشان نہیں تھا جس سے کہہ سکتے کہ پردیسی ہے سفر کر کے آیا ہے۔ وہ آکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روبرو ہو کر بیٹھا۔ اپنے گھٹنے جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھٹنوں سے ملائے اور نہایت ادب سے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے (بعض روایتوں میں ہے کہ اس نے ہاتھ حضور کے گھٹنوں پر رکھے جیسا کہ اس زمانے میں یہ ایک تعظیمی دستور رہتا) اس نے حضور سے درخواست کی کہ مجھے بتائیے اسلام کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ اسلام یہ ہے کہ تو (۱) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دے (۲) نماز قائم کرے اور (۳) زکوٰۃ دے اور (۴) رمضان کے روزے رکھے اور (۵) اگر مقدور ہو تو حج ادا کرے۔ اجنبی نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم حیرت سے دیکھتے تھے کہ وہ شخص سوال کرتا ہے اور بے تامل تصدیق کرتا ہے۔ حیرت یہ تھی کہ ایک ناآشنا شخص یوں آیا جیسے اس مجلس کا خوگر تھا۔ نہ مدینہ کا باشندہ تھا اور نہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سفر طے کر کے آیا ہے۔ حضور کے نہایت قریب جا بیٹھا لیکن بہت ادب سے پھر بغیر کسی (تعارفی) تمہید کے سوال کر دیا اور حضور کو خطاب بھی نام سے کر کیا۔ حضور نے جب جواب دیا تو تفصیل پوچھے بغیر بے تامل تصدیق کی۔ اس کے بعد مزید سوال و جواب ہوئے جیسا کہ حدیث میں گزر چکا ہے۔

اس واقعہ کے تین روز بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق کو بتایا کہ یہ اجنبی شخص درحقیقت جبریل تھے۔ انہوں نے تم لوگوں کے سامنے آکر اس لئے متعلمانہ سوال کیے کہ تم دین کی بنیادی باتیں سن کر آگاہ ہو جاؤ۔

Marfat.com

اس حدیث کو حدیث جبریل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسلام کے مبادی میں اس کو بہت اہمیت حاصل ہے اس میں مندرجہ ذیل امور بتائے گئے ہیں:

(۱) حقیقتِ اسلام
(۲) حقیقتِ ایمان
(۳) احسان
(۴) قیامت کی علامت

ہم ان عنوانوں پر کچھ مختلف ترتیب سے تفصیلی نگاہ ڈالیں گے۔

ایمان ایمان کے لغوی معنی فقط تصدیق کے ہیں۔ اصل مادہ کی رُو سے اس کے معنیٰ ہیں امن دینا۔ گویا تصدیق کرنے والا بیان کرنے والے کو تکذیب سے مامون کرتا ہے۔ تصدیق کے ضمن میں اعتراف اور اقرار بھی آجاتا ہے لہذا اصطلاحی مفہوم دل کا یقین اور قبول کرنا ہے

اب سوال اٹھتا ہے کہ کیا ایمان کے مفہوم میں زبان کا اقرار بھی شامل ہے؛ اس کا جواب یہ ہے کہ زبانی اقرار کو چونکہ بعینہٖ دل کی تصدیق نہیں کہہ سکتے اس لئے اس کو ایمان کی حقیقت میں شمار نہیں کیا جا سکتا لیکن اگر کوئی عذر (مثلاً گونگا پن) نہ ہو تو زبان کا اقرار لازم ہے۔ اس کے بغیر ہم کسی شخص کو مومن نہیں کہہ سکتے اور نہ اس پر اسلام کے احکام جاری ہو سکتے ہیں۔ جو شخص بغیر عذرِ معقول کے ایمان کا زبانی اقرار نہیں کرتا وہ لامحالہ غیر مومن ہے۔

محض علم رکھنا یا جاننا ایمان نہیں کہلا سکتا جب تک اس کے ساتھ اعتراف و اقرار نہ ہو۔ قرآن حکیم میں مشرکین کے بارے میں ارشاد ہے (فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ (البقرہ۔۸۹)

Marfat.com

(جب ان کے پاس حق آیا جسے انہوں نے پہچان لیا اس سے انکار کیا)
علم ایمان کا رکن نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ علم جوں جوں بڑھے گا، ایمان بھی اتنا ہی زیادہ مضبوط ہوگا۔ گہرا اعتراف اور پختہ اقرار اسی صورت میں ممکن ہے کہ جس چیز پہ ایمان ہو اس کے بارہ میں زیادہ معرفت حاصل ہو۔

قرآن حکیم میں بار ہا وضاحت آتی ہے کہ ایمان کا تعلق دل سے ہے گویا ایمان دل کی وابستگی کا نام ہے۔

پہلی حدیث کی توضیح میں ہم دیکھ آئے ہیں کہ ہر انسان کی نیتیں اور ارادے ایک مرکزی نصب العین کے مطیع ہوتے ہیں۔ ایک مسلمان کا غالب نصب العین اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ یہی ایمان کا پہلا جزو ہے جو مسلمان کے خیالات و کردار کی قیادت کرتا ہے اور انہیں نظم و ضبط میں رکھتا ہے۔

انسان کی نیت، خیال یا ارادہ ذہنی یا عملی کردار کی صورت اختیار کرنے کے لئے بے چین رہتا ہے۔ یہی حال ایمان کا ہے۔ جس چیز پر کوئی شخص ایمان رکھتا ہے۔ اس کے بارہ میں سوچنے یا عمل کرنے پر وہ اپنے کو مجبور پاتا ہے۔ اس لئے فکری اور عملی زندگی کی بنیاد ایمان پر ہے یہ دین کا حرفِ آغاز ہے۔ اعمال (اسلام) کا درجہ بعد میں ہے اگرچہ ایمان اور عمل کا اتنا گہرا ربط ہے کہ انہیں ایک دوسرے سے جدا کرنا اسی طرح محال ہے جس طرح شعلہ سے روشنی کو لیکن ذہنی تجزیہ اور احکام کی خاطر ہم انہیں الگ الگ تصور کر سکتے ہیں چنانچہ احادیث میں کہیں تو ایمان کو عمل پر مشتمل بتایا گیا ہے اور کہیں عمل سے الگ محض قلبی چیز۔ ایمان کا ثبوت ظاہری عمل ہی سے مل سکتا ہے لیکن ظاہری اعمال ایمان کا قطعی ثبوت نہیں۔ دل کی نیت

Marfat.com

اللہ تعالےٰ کے سوا کون جان سکتا ہے؛ ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ فلاں عمل منافق یا کافر کی نشانی ہے لیکن کسی مسلمان کو تعین سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے چونکہ برا کام کیا ہے اس لیئے وہ کافر یا منافق ہے یہ فیصلہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ عام نقطہ نظر سے ہر وہ آدمی مؤمن ہے جو اسلام کی بنیادی چیزوں کا اقرار کرتا ہے۔

دین کی بنیادی چیزیں جن پر ایمان رکھنا ضروری ہے کئی ہیں۔ اس لیئے مومن کی مختصر اور قطعی تعریف مشکل ہے اسی طرح جیسے انسان کی مختصر اور قطعی تعریف مشکل ہے۔ جو شخص ایمان کے ان مبادیات میں سے کسی ایک سے انکار کرے یا ان کا استخفاف (سبک جاننا) کرے وہ کافر ہوتا ہے۔

ایمان کے مبادیات کو اصطلاح میں ضروریاتِ دین کہتے ہیں۔ ان میں پانچ چیزوں کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ان کو اجزائے ایمان کہتے ہیں۔ اجزائے ایمان پانچ ہیں۔ (۱) اللہ تعالےٰ پر ایمان (۲) فرشتوں پر ایمان (۳) آسمانی کتابوں پر ایمان (۴) رسولوں پر ایمان۔ (۵) یوم آخرت پر ایمان۔ حدیث زیرِ نظر میں ایک اور جزو بھی نظر آتا ہے یعنی قدر۔ اسے ضروریاتِ دین میں تو شمار کیا جا سکتا ہے لیکن ایک علیحدہ جزوِ ایمان نہیں کہہ سکتے۔ قدر کا مسئلہ توحید کے تحت قدرتِ الٰہی کے ذیل میں آتا ہے۔

مذکورہ اجزائے ایمان دیگر ادیان میں بھی کم و بیش نظر آتے ہیں۔ لیکن دینِ اسلام میں انہیں یہ امتیاز حاصل ہے کہ جس چیز پر ایمان رکھنے کا حکم ہے اس کے بارے میں ایک صحیح تصور موجود ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کو عیسائی بھی مانتے ہیں لیکن وہ اس کے ساتھ دیگر خداؤں کو بھی شریک جانتے ہیں اسلام کسی کو اس کا برابر یا شریک نہیں مانتا۔ اجزائے ایمان کا مختصر بیان درج ذیل ہے۔

Marfat.com

(۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان :- اللہ تعالیٰ ذات، صفات اور افعال میں وحدہٗ لاشریک ہے۔ اس کی الوہیت میں کسی کا حصّہ نہیں۔ اس کی صفات اور کسی کو حاصل نہیں۔ اگر کسی مخلوق میں ان صفات کا عکس ہے تو اللہ تعالےٰ کا عطا کردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور باقی سب اس کے محتاج ہیں، طاقت، دولت اور زندگی کا دیگر ساز و سامان اگر کسی کے پاس ہے تو محض اللہ تعالےٰ کا عطیہ ہے۔ کوئی شخص اللہ تعالےٰ کے ساتھ مستقل شرکت نہیں رکھتا۔

اللہ تعالےٰ کو ذات وصفات اور افعال میں وحدہٗ لاشریک ماننے کو توحید کہتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کی ذات ایک ہے اور صفات بے شمار۔ مخلوق کو ان صفات کا اندازہ بھی محال ہے۔ اس کی صفات کو سمجھنا ہمارے بس میں نہیں۔ البتہ کچھ صفات ایسی ہیں جنہیں ہم تھوڑا بہت سمجھ سکتے ہیں۔ یہ ۹۸ ہیں۔ ان صفات کی رو سے قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ۹۸ صفاتی نام آئے ہیں۔ ایک نام ذاتی ہے یعنی اللہ۔ ان ننانوے ناموں کو اسمائے حسنیٰ (خوب صورت نام) کہتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کی ان تمام صفات کو جمع کر دو تو اسے ایک جامع نام قدرت کا دیا جا سکتا ہے یعنی اللہ تعالےٰ کو رحم، سمع، بصر، علم، قہر، جبر، مغفرت وغیرہ پر کامل قدرت حاصل ہے۔ اسی قدرت کے بل وہ ہر چیز پر چھایا ہوا ہے۔ کوئی شے اس کے دائرہ قدرت سے باہر نہیں۔ ہماری مجبوریاں ایک طرف ہماری آزادیاں بھی اس کی قدرت کا کرشمہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت کے پہرہ میں انسان کبھی مختار نظر آتا ہے اور کبھی مجبور۔ اس حقیقت کو تسلیم کرنا قدر پر ایمان لانا ہے۔ ہماری حرکت کا اثر ہو یا عناصر کی تاثیر، جو واقعہ بھی ہم سے سرزد ہوتا ہے

Marfat.com

یا ہمیں پیش آتا ہے اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہوتا ہے۔ یہ واقعہ خیر (بھلا) ہو یا شر (ہمارے لئے ناپسندیدہ) اسے قدر سے منسوب کرنا چاہیے۔

قدر سے متعلق خیر کو "بھلا" کے معنی میں لینا درست ہے لیکن شر کو "برا" کے معنی میں لینا درست نہیں۔ یہاں شر سے مراد ہو گی تلخ یا ناپسندیدہ چیز یعنی جو ہماری خواہش یا مسرت کے موافق نہیں۔

قدر کا مسئلہ نہایت دقیق ہے اس کی گتھیاں کبھی نہیں سلجھ سکتیں اس لئے اس کا آخری کھوج لگانے کی جستجو عین دیوانگی ہو گی۔ البتہ اس سلسلہ میں قرآن و حدیث میں کچھ مسائل کے جواب ملتے ہیں لیکن ان مختصر صفحات میں ان کو رقم کرنے کی ضرورت نہیں۔

(قدر پر مزید بحث کے لئے دیکھو شرح حدیث نمبر ۴)

۲۔ **فرشتوں پر ایمان**:۔ فرشتے ایک نوری لطیفہ مخلوق ہے۔ اللہ تعالےٰ کی کائنات میں یہ کارندوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی فطرت میں گناہ کا میلان نہیں۔ یہ کھانے پینے اور زندگی کی دیگر حاجتوں سے سبکدوش ہیں

فرشتوں کے بارہ میں بہت غلط فہمیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ بعض مذاہب میں ان کو خدا کا درجہ ملا اور بعض میں دیوتاؤں کا۔ عربوں نے انہیں خدا کی بیٹیاں کہا۔ الغرض ان کے بارہ میں طرح طرح کے توہمات پھیل گئے اسلام نے ان کی ماہیت و مقام کو واضح کر دیا۔ اور بتایا کہ انسان ایمان و اسلام کی بلندیوں کو پالے تو وہ فرشتوں سے بھی اشرف ہو جاتا ہے۔

(۳) **اللہ تعالےٰ کی کتابوں پر ایمان**:۔ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی سابقہ کتب ناپید ہو گئیں اور اپنی اصلیت کھو چکیں لیکن ان کی مرکزی تعلیمات اب بھی قرآن حکیم میں محفوظ ہیں۔ سابقہ کتابوں پر ایمان محض تصدیق کی حد تک ہے۔ عمل فقط قرآن حکیم پر لازمی ہے۔

Marfat.com

جب ہم اللہ تعالٰے کی بھیجی ہوئی سب کتابوں کی تصدیق کرتے ہیں تو گویا اس اصول پر ایمان لاتے ہیں کہ انسان کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالٰی کی طرف سے کتابی ہدایت ضروری ہے۔

(۴) اللہ کے رسولوں پر ایمان :- اللہ تعالٰی نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ہر ملک و قوم میں نبی بھیجے۔ یہ سب راست گو اور معصوم تھے۔ ان کی صداقت اور نبوت میں ہم کوئی تفریق نہیں کر سکتے۔ لیکن جہاں تک کلی فضیلت کا تعلق ہے جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ سب پر فائق ہے۔

(۵) یوم آخر پر ایمان :- قیامت۔ بعث، حشر، یوم الدین، صراط کا پل اور جنت و دوزخ سب یوم آخر میں شامل ہیں۔

انسان کا بدن مر جاتا ہے لیکن روح نہیں مرتی۔ قیامت کے بعد مردے زندہ کئے جائیں گے۔ ان کے اعمال کا محاسبہ ہوگا اور وہ جنت یا دوزخ میں بھیجے جائیں گے۔

اگر آخرت پر ایمان نہ ہو تو ہر آدمی اس دنیا کی زندگی کو آخری زندگی سمجھ بیٹھے اور اخلاقی تقاضوں کی ایک نہ سنے۔

اسلام ایمان کے بعد دوسرا درجہ اسلام کا ہے۔ اسلام کے لغوی معنی ہیں فرماں برداری۔ شرع میں اس سے مراد ہے: اعمال کو دین و شریعت کے بموجب بجا لانا۔ اعمال میں پانچ چیزوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ کلمہ شہادت، نماز، زکوٰۃ، صیام رمضان اور حج۔ حدیث نمبر ۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پانچ چیزوں پر اسلام کے ایوان کی تعمیر ہوتی ہے اس لئے ان کو ارکانِ اسلام کہا جاتا ہے۔

(۱) کلمہ شہادت : کلمہ شہادت کے معنی ہیں گواہی کا کلمہ یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ کہنا۔ اشہد کا لفظ

Marfat.com

نہ کہا جائے اور فقط لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا جائے تب بھی اسے کلمہ شہادت کہیں گے۔ اسے کلمۂ طیبہ بھی کہتے ہیں۔
کلمہ شہادت قلبی ایمان کا زبانی اظہار ہے بلکہ ایک قسم کی تبلیغ ہے کیونکہ گواہی ہمیشہ کوئی بات جتانے یا منوانے کو ہی دی جاتی ہے۔
کلمہ شہادت میں دو چیزوں کی گواہی ہے۔ ایک اللہ تعالٰے کی وحدت اور دوسرے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت۔ پانچ اجزائے ایمان میں سے فقط ان دو کی شہادت کے لازم ہونے کی وجہ غالباً یہ ہے کہ مقصود آخری اللہ تعالٰے ہے لیکن اس کی پہچان ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہی ہوتی ہے اس لئے حضور کی رسالت کی گواہی بھی اللہ تعالٰے کی الوہیت کے ہمراہ ضروری ٹھہری
(۲) صلوٰۃ۔ نماز بجالانے کے لئے اقامت کا لفظ استعمال ہوا ہے یعنی نماز کو تمام ارکان و شروط کے ساتھ صحیح وقت پہ اور صحیح طور سے زندگی بھر ادا کیا جائے۔
(۳) زکوٰۃ۔ شرع کے مقرر کردہ نصاب اور شرح کے بموجب زکوٰۃ کا ادا کرنا فرض ہے۔ جو آدمی یہ فرض ادا نہ کرے وہ آخرت میں عذاب پائے گا۔
(۴) صوم:۔ صوم کے لغوی معنی ہیں رکنا۔ اصطلاحاً اس سے مراد ہے سحر کے مقرر وقت سے لے کر مغرب کے ایک مقررہ وقت تک کھانے پینے اور گناہ کی باتوں سے رکنا۔ رمضان کا سارا مہینہ بالغ اور عاقل آدمی کو سوائے عذر معقول کے روزے رکھنے کا حکم ہے۔
(۵) حج:۔ زندگی بھر فقط ایک بار فرض ہے بشرطیکہ بیت اللہ کے سفر کی استطاعت ہو یعنی صحت ہو اور زادِ راہ کا انتظام ہو سکے۔

Marfat.com

احسان اعمال کو خوبی اور رعنائی کے ساتھ انجام دینے کو احسان کہتے ہیں۔ احسان وہ عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو اور اس کے بندوں کو بھا جائے۔

احسان کے ایک تو عام متعارف معنی ہیں کہ کسی کے ساتھ بھلا کیا جائے اور دوسرے وہ معنی جن میں حدیث زیر نظر میں یہ لفظ آیا ہے۔ مومن جو عمل بھی کرتا ہے اس سے تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت جتنی گہری ہوگی اسے اللہ تعالےٰ کا اسی قدر گہرا دھیان رہے گا۔ اوّل تو ہر وقت دل کی آنکھ سے اس کا نظارہ کرتا رہے گا ورنہ کم از کم اسے یہ خیال ضرور ہوگا کہ اللہ تعالےٰ مجھے ہر حال میں دیکھ رہا ہے۔ وہ جو نیکی بھی کرے گا اسے عمدہ سے عمدہ تر صورت میں انجام دینے کی کوشش کرے گا۔ زیر نظر حدیث میں وارد ہے کہ جب تو اللہ تعالےٰ کی عبادت کرے تو اس طرح کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ عبادت کا لفظ بہت وسیع ہے۔ لغت میں اس کے معنی ہیں اللہ تعالےٰ کے کل احکام بجا لانا۔ لیکن اصطلاح میں اس سے مراد مخصوص عبادات ہیں۔ اگر عبادت کے اصطلاحی معنی لئے جائیں تو احسان کے معنی ہوں گے: عبادت کو نہایت دل لگی اور خضوع و خشوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا تصور باندھ کر ادا کرنا

قیامت کی علامات حضرت جبریل نے پیغمبر برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قیامت کے وقت کو پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس بارہ میں، میں اور تم دونوں برابر ہیں۔ قرآن حکیم میں بھی واضح الفاظ میں آیا ہے کہ قیامت کا علم صرف اللہ تعالےٰ کو ہے۔

حضرت جبرئیل کے سوال پر حضور نے قیامت کی یہ علامات بتائیں:۔

Marfat.com

۱۔ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی یعنی بیٹی بڑی ہو گی تو کمائی کر کے ماں کی پرورش کرے گی۔ اور اس کے ساتھ یوں سلوک کرے گی جیسے ماں اس کی لونڈی ہے۔

۲۔ چھوٹی چھوٹی بکریاں چرانے والے برہنہ پا، برہنہ تن اور قلاش چرواہے اونچے اونچے محلوں کے مکین نظر آئیں گے۔

ان حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نظام معاشرت ایسا زیر و زبر ہوگا کہ قیامت کے زلزلہ کے بغیر اور کوئی چیز اسکے ہموار نہ کر سکے گی۔

ان کے ساتھ کی چند اور علامات بھی احادیث میں مذکور ہیں مثلاً

لئیم ابن لئیم (خاندانی کمینہ) قوم کا سردار ہوگا۔

بھلے لوگ پست ہوں گے اور شریر لوگ اونچے ہوں گے۔

---

(۳)

عَنْ	اَبِیْ	عَبْدِ الرَّحْمٰنِ	عَبْدِ اللهِ	بْنِ
سے	ابو	عبدالرحمٰن	عبداللہ	بن
(روایت ہے)	ابو عبدالرحمٰن	عبد اللہ	بن	عمر
عُمَرَ	بْنِ	الْخَطَّابِ	رَضِیَ اللهُ	عَنْهُمَا
عمر	بن	خطاب	راضی ہوا (ہو) اللہ سے	وہ دو
بن الخطاب		رضی اللہ	عنہما	سے

Marfat.com

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

کہا میں نے سنا رسول اللہ رحمت بھیجے

انہوں نے کہا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بُنِيَ الْاِسْلَامُ

ان پر سلامتی بھیجے کہتا ہے بنایا گیا اسلام

سلم کو کہتے سنا ہے کہ اسلام کی بنا رکھی گئی

عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا

پر پانچ شہادت کہ نہیں معبود مگر

ہے پانچ چیزوں پر (یہ بیان) کہ: اشھد ان

اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اللہ اور کہ محمد بندہ اس کا اور رسول اس کا

لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ

وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ

اور قائم کرنا نماز اور دینا زکات

اور نماز قائم کرنا اور زکات دینا اور

وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

اور حج بیت اللہ اور روزے رکھنا رمضان

بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا

Marfat.com

اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیّ وَ مُسْلِمٌ

مسلم	اور	بخاری	اس کی	تخریج کی

بخاری اور مسلم نے اس روایت کی تخریج کی ہے۔

شرحِ حدیث (۳)

ارکانِ اسلام

بُنِیَ الاسلامُ علی خَمْسٍ یعنی اسلام کی تعمیر پانچ چیزوں پر ہوئی ہے۔ ویسے تو اسلام کے معنی بہت وسیع ہیں جیسا کہ سابقہ حدیث کی شرح میں گزر چکا ہے لیکن زیرِ نظر حدیث میں مذکورہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جو عمارت کے ارکان (ستونوں) کا حکم رکھتی ہیں۔ ان سے بے نیاز ہو کر کوئی آدمی اسلام کے دیگر احکام میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی ارکانِ اسلام ہی میں محدود رہ جائے اور دیگر احکامِ دین کی پروا نہ کرے کیونکہ نرے ستون کسی کام کے نہیں ہوتے۔ مثلاً حدیث نمبر ۲۲ سے ثابت ہوتا ہے کہ آدمی جنت کا حقدار جبھی ہوتا ہے کہ ارکانِ اسلام کی تعمیل کے علاوہ وہ یہ بھی کرے کہ حرام چیزوں کو حرام سمجھے اور حلال کو حلال جانے۔ کسی کا حق نہ مارے اور حدود کے اندر رہے۔

Marfat.com

(۴)

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

سے ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن

(روایت ہے) ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود

مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ

مسعود راضی ہو اللہ اس سے کہا

رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے انہوں نے کہا

حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

بیان کیا ہم سے

کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے

وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ

اور وہ سچا جس سے سچ کہا گیا

بیان فرمایا اور آپ سچے ہیں اور آپ سے (اللہ کی جانب سے) سچ کہا

اِنَّ اَحَدَكُمْ یُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِیْ

کہ یقیناً ایک تم سے ترکیب پاتا ہے مادۂ خلق اس کا میں

گیا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کا مادۂ خلق اس کی

Marfat.com

بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا نُطْفَۃً

شکم ماں اس کی چالیس روز نطفہ کی صورت میں

ماں کے بطن میں ترکیب پاتا ہے چالیس روز نطفہ کی صورت

ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَۃً مِّثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ

پھر ہوتا ہے علقہ مانند وہ پھر

پھر منجمد خون ہوتا ہے اسی طرح (چالیس روز)، پھر

یَکُوْنُ مُضْغَۃً مِّثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ

ہوتا ہے گوشت کا لوتھڑا مثل اس کے پھر

گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے اسی طرح (چالیس روز) پھر

یُرْسَلُ اِلَیْہِ الْمَلَکُ فَیَنْفُخُ فِیْہِ

بھیجا جاتا ہے طرف اس کے فرشتہ تو وہ پھونکتا ہے اس میں

اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے اور وہ اس میں (انسانی)

الرُّوْحَ فَیُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ، یَکْتُبُ

روح پھر اسے حکم دیا جاتا ہے ساتھ چار کلمے وہ لکھتا ہے

روح پھونکتا ہے پھر اسے چار کلموں کے لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے ۔ وہ لکھتا ہے

رِزْقَہٗ وَ اَجَلَہٗ وَعَمَلَہٗ وَ شَقِیٌّ اَمْ[1]

رزق اس کا اور اجل اس کی اور عمل اس کا اور شقی یا

اس کا رزق اور اس کی اجل اور اس کا عمل اور (یہ بات کہ وہ) شقی ہے یا

[1] یا اَوْ

سَعِیْدٌ فَوَ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰـہَ

سعید تو قسم اللہ کی جو نہیں معبود

سعید ہے تو قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود

غَیْرُہٗ اِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ

سوا اس کے یقیناً ایک تم سے عمل کرتا ہے ساتھ عمل اہل

نہیں تم میں سے یقیناً کوئی اہل جنت کے (سے) عمل کرتا

الْجَنَّۃِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَہٗ وَ

جنت حتیٰ کہ نہیں ہوتا درمیان اس کے اور

ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک

بَیْنَھَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ

درمیان اس کے مگر ایک ہاتھ تو سبقت کرتا ہے پر اس کے

ہاتھ (فاصلہ) رہ جاتا ہے تو اس پر نوشتہ غالب آ جاتا

الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ

نوشتہ پھر وہ عمل کرتا ہے ساتھ عمل اہل نار

ہے اور وہ اہل دوزخ کے سے عمل کرتا ہے۔

فَیَدْخُلُھَا وَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ

پھر داخل ہوتا ہے اس میں اور یقیناً ایک تم سے عمل کرتا ہے ساتھ عمل

اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور یقیناً تم میں سے کوئی اہل دوزخ کے

Marfat.com

اَھلِ النَّارِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَہٗ

اہل نار حتیٰ کہ نہیں ہوتا درمیان اس کے

سے عمل کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور دوزخ کے

وَ بَیْنَھَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ

اور درمیان اس کے مگر ایک ہاتھ پھر سبقت کرتا ہے پر اس کے

درمیان صرف ایک ہاتھ (کا فاصلہ) رہ جاتا ہے تو نوشتہ اس پر

الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ

نوشتہ تو وہ عمل کرتا ہے ساتھ عمل اہل

غالب آتا ہے اور وہ اہل جنت کے سے عمل کرتا

الْجَنَّۃِ فَیَدْخُلُھَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

جنت اور داخل ہوتا ہے اس میں روایت کی اس کی بخاری

ہے اور اس میں داخل ہو جاتا ہے اس کی روایت کی ہے

وَمُسْلِمٌ

اور مسلم

بخاری اور مسلم نے۔

Marfat.com

شرح حدیث نمبر۴

تقدیر

(دوسری حدیث سے پیوستہ)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم صادق و مصدوق ہیں۔ یعنی آپ کا قول و عمل سچا ہے اور آپ پر جو وحی یا الہام نازل ہوا وہ بھی سچا ہے، حضورؐ کا ارشاد ہے کہ انسان ماں کے شکم میں پہلے چالیس روز نطفہ کی شکل میں رہتا ہے اور مزید چالیس روز لیس دار مادہ کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ گوشت کا لوتھڑا بنتا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ کے حکم سے فرشتہ آکر اس میں انسانی روح پھونکتا ہے اور چار باتیں اس کے بارہ میں لکھتا ہے

(۱) اس کا رزق کتنا ہوگا۔

(۲) اس کی اجل کب آئے گی۔

(۳) اس کا عمل کیا ہوگا اور کیسا

(۴) وہ شقی ہوگا یا سعید۔ شقی اسے کہتے ہیں جس کا انجام نامبارک ہو اور سعید جس کا انجام نیک ہو۔

سعید (نیک انجام) شخص عمر بھر چاہے برائی کرتا رہے لیکن مرنے سے قبل کوئی ایسی وزن دار نیکی کر جاتا ہے جو کل برائیوں کو مٹا ڈالتی ہے اور شقی (بدانجام) شخص چاہے عمر بھر نیکی کرے بالآخر وہ ایسی برائی کا مرتکب ہو جاتا ہے جو اس کی سب نیکیوں کو چاٹ لیتی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا نوشتہ اس پر غالب رہتا ہے۔ پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ ہم کام کاج چھوڑ کر تقدیر پر شاکر کیوں نہ ہو بیٹھیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی سوالوں کے جواب

Marfat.com

ہیں جو ارشادات فرمائے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سعید کے لئے نیکی آسان ہے اور شقی کے لئے بدی۔ اس لئے نیکی کرتے جاؤ۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جواب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سعید کی نیت نیک ہوتی ہے اور شقی کی نیت نیک نہیں ہوتی۔ سعید سے اگر برے کام عمر بھر بھی سرزد ہوں تو یہ اس کی طبع کے موافق نہیں ہوں گے اور اس کو بہت دشوار ہوں گے۔ اس کی طبیعت ان کے خلاف جدوجہد کرتی رہے گی اور بالآخر اس سے کوئی ایسا کارِ خیر ظاہر ہوگا جو اس کی سب برائیوں کو مغلوب کر دے گا۔ شقی کا معاملہ برعکس ہے۔

یہاں جس کتاب (نوشتہ) کا ذکر ہے اس سے علمِ الٰہی کے احاطہ کا ثبوت ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ہے اور بے کنار۔ اس سے ماضی و مستقبل کی کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ یہ اس کی قدرت علیہ ہے جس سے قطعاً انکار نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے ازلی علم کو اصطلاح میں قضا کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کا ارادہ۔ اسی علم و ارادہ کے مطابق تخلیق شروع ہوئی۔ علماء کی اصطلاح میں اس دوسرے مرحلہ کو قدر کہتے ہیں۔ یہ محض علمی نکتہ آرائیاں ہیں ورنہ قضا اور قدر میں حقیقی تفریق محال ہے۔ ہم قضا کو قدر اور قدر کو قضا کہہ سکتے ہیں۔

قدر کے لغوی معنی ہیں مقدار یا پیمانہ۔ مثلاً قرآن حکیم میں ارشاد ہے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ (اپنے رب کے نام کی تسبیح کر جس نے تخلیق کی مقدار مقرر کی اور اسے ہدایت دی) ایک اور آیت میں ہے وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ[1] (اور ہم نے اس میں سفر کے راستے اور منزلیں) متعین کیں۔

---

[1] سبا - ۱۸

مخلوق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جسے اختیار حاصل نہیں اور دوسری وہ جسے اپنے اعمال پر کچھ اختیار حاصل ہے۔ اس دوسری نوع میں جن و انس ہیں۔ مخلوق کی ان دونوں قسموں کے لئے تقدیر مقرر ہے لیکن کچھ تفاوت ہے۔ غیر مختار اشیاء کی تقدیر کا ذکر قرآن حکیم میں جہاں آیا ہے وہاں اس کے لغوی معنی لئے جائیں گے یعنی مقدار اور پیمانہ۔ مثلاً
وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝
وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ ...... الایۃ (سورج ایک مستقل رستہ پر چلتا ہے یہ عزیز و حکیم اللہ کی تقدیر ہے اور چاند کی ہم نے منزلیں (پیمانہ سے) مقرر کردیں) یہاں قضا اور تقدیر میں کوئی فرق نہیں۔

انسان کی تقدیر کو لغوی معنی میں نہیں لیا جا سکتا۔ یہ قضا سے کچھ متمیز ہے۔ انسان تخلیق وغیرہ کے لحاظ سے تو قدر کے شکنجے میں ہے لیکن اعمال کے لحاظ سے وہ بہت حد تک آزاد ہے وہ اس آزادی کے بدولت شمس و قمر کے برعکس اپنی زندگی میں تبدیلی پیدا کر سکتا ہے
إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ۔
(اللہ تعالےٰ اس وقت تک کسی قوم کا حال نہیں بدلتا جب تک وہ اپنا حال نہ بدلے)

اللہ تعالےٰ کی قضا انسان کے بارے میں بھی ہے لیکن اللہ تعالےٰ اس قضا کا پابند نہیں، اگر ہم اللہ تعالےٰ کو ہر چیز کا پابند کہیں تو اس کو گویا محدود ماننے کر گستاخی کے مرتکب ہوں گے۔ وہ اس قضا کو بدل دیتا ہے۔ اگرچہ یہ تبدیلی بھی اس کے ازلی علم میں موجود ہے وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا (اور ہر چیز کو ہم نے نوشتہ میں ضبط کر رکھا ہے)

قضا کی تبدیلی کے متعلق حدیث میں واضح الفاظ ہیں۔ مثلاً
لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ

Marfat.com

الدُّعَاءُ ترجمہ: قضا کو نہیں پھیرتی مگر دعا اور عمر کو نہیں بڑھاتی مگر نیکی
اور لَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ وَإِنَّ الرَّجُلَ
لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ۔ نہیں بڑھاتی ہے عمر کو مگر نیکی اور نہیں ٹوٹتی ہے تقدیر کو مگر دعا اور بندہ گناہ کرے تو رزق اس پر حرام کیا جاتا ہے۔ ایک اور حدیث ہے کہ جو آدمی رزق کی فراخی اور عمر کی درازی چاہتا ہے وہ رشتہ داروں سے سلوک رکھے۔
ان احادیث میں قدر و قضا کے الفاظ ایک معنی میں آتے ہیں ان سے مندرجہ ذیل حقائق ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) قضا میں تبدیلی ممکن ہے۔

(۲) عمر نیکی سے بڑھتی ہے۔

(۳) رزق نیکی سے بڑھتا ہے اور گناہوں سے گھٹتا ہے۔

عمر اور رزق کے نوشتہ کا ذکر حدیث زیر نظر میں آچکا ہے۔ اگرچہ ان کی قضا ایک دفعہ ہو چکی ہے لیکن اس قضاء کو اللہ تعالیٰ نے قطعی نہیں قرار دیا اور جب چاہے بندے کے اعمال کو دیکھ کر بدل دیتا ہے۔ تاہم ہمیں اس کی مشیت کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ مشیت اس نے ہمیں بھی عطا کی ہے لیکن اسے اللہ نے اپنی مشیت کے تابع رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو نہ تو بے بس بنایا ہے اور نہ اپنی طرح قہار اور جبار۔ اس لئے انسان کبھی مایوسی کا شکار ہوتا ہے اور کبھی خودسری اور خود فریبی کا۔ اس افراط و تفریط سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تقدیر پر عقیدہ رکھنا نہایت ضروری قرار دیا ہے۔ مَا اَصَابَ مِنْ

لہ ترمذی الواب القدر   لہ مسند خوارزمی باب ثانی

لہ ریاض الصالحین بحوالہ صحیحین

Marfat.com

مُصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ
اَنْ نَّبْرَاَھَا اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ ۝ لِکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی
مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰکُمْ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ
کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ[1] (زمین میں یا تم پر کوئی مصیبت نہیں آتی مگر وہ نوشتہ میں تھی اس سے قبل کہ ہم نے دنیا کو پیدا کیا۔ یہ بات اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔ یہ اس لیے کہ جو بات تم کھو دو اس پر مایوس نہ ہو جاؤ اور نہ پھول جاؤ اس پر جو اللہ نے تمہیں دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی فخر اور غرور کرنے والے کو نہیں چاہتا)

ایک طرف تو قدر کا عقیدہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہم دنیا کی کامیابیوں پر پھول کر آپے سے باہر نہ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کو فراموش نہ کر دیں۔ اور دوسری طرف یہ کہ جب ہم کسی مقصد میں ناکام ہوں تو ہمیں تسلی رہے کہ اللہ کو یہی منظور تھا کہ ہم اس نیک مقصد کو نہ پا سکے لیکن ہماری نیکی کہیں نہیں گئی۔ اللہ تعالیٰ کوشش اور نیت کو قبول کرتا ہے۔ نیت کبھی ناکام نہیں ہوتی۔

حدیث زیرِ بحث کو بھی اسی عقیدہ اور نظریہ کے تحت سمجھنا چاہیے کسی ایک حدیث کی صحیح شرح اس کی ہم مضمون دیگر احادیث یا قرآن حکیم کی آیات کی روشنی ہی میں ہو سکتی ہے۔

---

[1] حدید رکوع ۳۔

Marfat.com

(۵)

عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ عَبْدِ اللّٰهِ

سے ام المومنین ام عبداللہ

(روایت ہے) ام المومنین ام عبداللہ عائشہ رضی اللہ

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ

عائشہ راضی ہو اللہ اس سے اس نے کہا کہا

عنہا سے آپ نے بیان کیا کہ فرمایا

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ رحمت بھیجے اللہ اس پر اور سلامتی بھیجے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے کہ

مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا

جس نے ایجاد کی میں امر ہمارا یہ جو

جس نے ہمارے اس امر (شرع) میں ایسی بات ایجاد کی جو

لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ رواه البخاری

نہیں اس سے تو وہ رد

اس سے (مستنبط) نہیں تو وہ (بات) رد ہے روایت کی اس کی بخاری

Marfat.com

وَ مُسْلِم

اور مسلم

اور مسلم نے

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ مَنْ عَمِلَ عَمَلاً

اور میں روایت مسلم کی جس نے کیا عمل

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے ایسا کام کیا

لَیْسَ عَلَیْہِ اَمْرُنَا فَھُوَ رَدٌّ۔

نہیں اس پر حکم ہمارا تو وہ رد

جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ (کام) رد ہے

شرح حدیث نمبر ۵

سنت نبوی کی پیروی قیامت تک واجب ہے

حدیث نمبر ۲۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہایت اثر انگیز خطبہ میں فرمایا کہ میرے بعد بہت اختلاف اٹھے گا تم میری سنت کو اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھام رکھنا اور خلافِ دین نئی باتوں سے بچنا کیونکہ ہر خلافِ دین بدعت (نئی بات) گمراہی ہے۔

قرآن حکیم اور سنت نبوی قیامت تک امت مسلمہ کے لئے ہدایت کا کام دیں گے ان سے جدا ہونا اسلام سے جدا ہونا ہے۔

Marfat.com

سنت نبوی کی دائمی پیروی پر قرآن حکیم میں کئی آیات ہیں مثلاً

(۱) قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ[1]

(اے نبی کہہ دیجئے اگر تمہیں خدا سے محبت ہے تو میری پیروی کرو اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرے گا۔

(۲) مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ[2] (جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی)

(۳) لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا[3]

(تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں زندگی کا بہترین نمونہ ہے ، اس کے لئے جو یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور خدا کو کثرت سے یاد کرتا ہے)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اپنی سنت کی دائمی پیروی کا بارہا حکم دیا ہے۔

(۱) صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ (جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھو تم بھی نماز پڑھو۔)

(۲) خُذُوْا عَنِّیْ مَنَاسِکَکُمْ (مجھ سے مناسک سیکھو)

(۳) جس نے میری سنت سے منہ موڑا اس سے میرا کوئی واسطہ نہیں[4]

(۴) میں اس شخص کے لئے بھی رسول ہوں جو اس وقت زندہ ہے اور اس کے لئے بھی جو بعد میں پیدا ہو گا[5]

(۵) جان لو کہ مجھے قرآن اور اس کے مانند اور بھی احکام دئیے گئے ہیں

---

[1] آل عمران - ۳۱ [2] النساء - ۸۰ [3] الاحزاب

[4] مشکوٰۃ [5] کنزالعمال ج ۱۰۷ ۱۵۱۳

Marfat.com

عین ممکن ہے کہ کوئی پر شکم شخص تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور اس سے میری کوئی حدیث بیان کی جائے تو کہے کہ اللہ کی کتاب کو تھام لو۔ اس میں جو چیز حلال ہے اسے حلال جانو اور جو حرام ہے اسے حرام سمجھو۔ سن لو کہ اہلی گدھے اور شکاری درندوں کا گوشت تم پر حرام ہے۔[1]

(۶) جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ہمراہ ہوگا۔[2]

(۷) جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھے زندہ کیا۔[3]

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کی اشاعت، حفاظت اور کتابت کے بارے میں تاکیدی احکام دئے ہیں تاکہ لوگ حدیث کو بھلا نہ بیٹھیں یا اس میں آمیزش نہ کر دیں۔

سنتِ نبوی ایک تو حدیث کی کتابوں میں محفوظ رہ گئی اور دوسرے خلفائے راشدین کی زندگیوں کے مشترکہ نقوش میں۔ اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میرے بعد میرے خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامنا۔ ان کی سنت درحقیقت سنت نبوی ہی کا عکس تھا۔

قرآن، سنت نبوی اور سنت صحابہ وہ تین سرچشمے ہیں جن سے اسلام کے احکام پھوٹتے ہیں۔ انہی کو حدیث زیر نظر میں اَمرُنَا (ہمارا امر یا دین) کہا گیا ہے۔ افراد امت مشترکہ یا انفرادی طور سے جو فیصلہ کریں گے وہ انہیں کے خطوط اور قواعد پر ہوگا۔ جو چیز ان

---

[1] ابوداؤد کتاب السنہ، ترمذی کتاب العلم [2] مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی

[3] ترمذی ابواب العلم

Marfat.com

الگ ہوگی اسے بدعت (نئی بات) کہیں گے۔ اسلام میں یہ قطعاً مردود ہے۔ اس پر عمل کی اجازت نہیں۔

بدعت سے اختلاف اور گروہ بندی پیدا ہوتی ہے۔ ہر مبتدع شخص کا ایک الگ نقطۂ نظر ہوتا ہے اس لئے اختلاف لازم ہے۔ اس سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ قرآن، سنتِ نبوی اور سنتِ صحابہؓ کے ساتھ وابستگی رہے۔

خلافِ شرع بدعت کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گمراہی کہا ہے (حدیث نمبر ۲۸) اور اس کا بہت عذاب بتایا ہے۔ مثلاً آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ اگر کسی نے ایسی بدعت کو کھڑا کیا جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہے تو اس کی گردن پر اس بدعت کے پیروؤں کی برائی کے مساوی گناہ ہوگا۔[1]

اگر دین کو افراد کی اپنی اپنی مرضی پر چھوڑ دیا جائے تو اختلافات و بدعات کی کثرت ہو جائے گی۔ اس ہلاکت سے بچنے کا واحد حل یہ ہے کہ سنت النبی کو مضبوطی سے تھام لیا جائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی ان میں صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا، وہ کون سا فرقہ ہوگا؟ فرمایا، جو میری اور میرے صحابہؓ کی راہ پر ہوگا۔[2]

---

[1] ترمذی ابواب العلم [2] ترمذی کتاب العلم، ابوداؤد کتاب السنہ وغیرہ

Marfat.com

(۶)

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ النُّعْمَانِ بْنِ

سے ابو عبداللہ النعمان بن

(روایت ہے) ابو عبداللہ النعمان بن بشیر

بَشِیْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ سَمِعْتُ

بشیر راضی ہو اللہ تعالےٰ ان دو سے کہا سنا میں نے

رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے (انہوں نے کہا) میں نے

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کہتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو فرماتے سنا کہ

اِنَّ الْحَلَالَ بَیِّنٌ وَاِنَّ الْحَرَامَ

یقیناً حلال واضح اور یقیناً حرام

یقیناً حلال واضح ہے اور یقیناً حرام

بَیِّنٌ وَبَیْنَھُمَا اُمُوْرٌ مُشْتَبِھَاتٌ

واضح اور درمیان ان دو کے امور مشتبہ

واضح ہے اور ان دو کے درمیان (کچھ) مشتبہ چیزیں ہیں

Marfat.com

لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ

نہیں جانتا انہیں بہت سے لوگ تو جو

جنہیں لوگوں میں سے بہت نہیں جانتے تو جو

اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ

بچا شبہات تو ہے اس نے برأت چاہی لئے دین اس کا

شخص شبہات سے بچا تو اس نے اپنے دین کی اور

وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ

اور عزت اس کی اور جو پڑا میں شبہات

عزت کی برأت چاہی اور جو شبہات میں پڑا

وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِيْ يَرْعٰى

پڑا میں حرام مانند چرواہا چراتا ہے

تو وہ اس چرواہے کے مانند حرام میں پڑا جو رکھ

حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَّرْتَعَ

گرد رکھ قریب ہے کہ چرائے

کے گرد (چراتا) ہے عین قریب ہے کہ وہ اس میں چرائے

فِيْهِ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ

اس میں خبردار اور یقیناً لئے ہر بادشاہ

جان لو کہ ہر بادشاہ کی رکھ ہوتی ہے۔

Marfat.com

حِمًى اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ

رکھ خبردار اور یقیناً رکھ اللہ کی ممنوعات اس کی

اور جان لو کہ اللہ کی رکھ اس کی ممنوعات

اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً

خبردار اور یقیناً میں بدن لوتھڑا

ہیں اور جان لو کہ یقیناً بدن میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے

اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ

جب صحیح ہوا صحیح ہوا بدن وہ سب

جب یہ سنورا تو سارا بدن سنورا اور

وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ

اور جب بگڑا تو بگڑا بدن وہ سب

جب یہ بگڑا تو سارا بدن بگڑا

اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ۔ رواہ البخاری

خبردار اور یہ دل روایت کی اس کی بخاری

جان لو کہ یہ دل ہے اس کی روایت کی بخاری

وَمُسْلِمٌ

اور مسلم

اور مسلم نے

؎ بعض روایات میں واؤ نہیں ہے ؎ دونوں کی روایات میں کہیں کہیں اختلاف ہے۔

Marfat.com

شرح حدیث نمبر ۶

تقویٰ

حدیث زیر نظر تقوے کی وضاحت کرتی ہے۔ قرآنی اصطلاح میں تقوے کا مفہوم ہے خدا کے خوف سے اپنی حدود کے اندر رہنا اور کسی پر زیادتی نہ کرنا۔

ہر ذی حیات چیز کے دل میں رجا (امید) اور خوف کے جذبات بیک وقت کارفرما رہتے ہیں۔ پرندہ دانہ چگنے کے لئے نکلتا ہے تو ایک طرف اس کے دل میں رزق حاصل کرنے کی امید جاگزیں ہوتی ہے اور دوسری طرف ضرر رساں جانداروں کا خدشہ طاری رہتا ہے۔ امید اور خوف کے متحدہ جذبات ہی انسان کو میدان زندگی میں اتر کر حادثات اور خطرات سے جان بچاتے ہوئے آگے بڑھتے رہنے کی راہ دکھاتے ہیں۔ امید فقط آگے بڑھنا جانتی ہے۔ گرد و پیش پر نگاہ نہیں ڈالتی۔ تقوے ماحول کا جائزہ لیتا ہے۔ رستہ کو قدم قدم پر جانچتا ہے۔ اور ضرر رساں اشیاء سے پہلو بچاتا ہے۔ اگر امید پر خوف کا پہرہ نہ ہو تو انسان عاقبت بینی اور انجام شناسی سے بے پروا ہو کر تباہی کی آغوش میں چلا جائے۔

تقوے شخصیت و کردار کی تشکیل میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن حکیم اور احادیث نبوی میں وضاحت سے بتایا گیا ہے کہ تقویٰ کا مقام دل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اجسام کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے[1]

---

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

حدیث زیر نظر میں ارشاد ہے کہ سینہ میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ یہ تندرست ہو تو تمام بدن تندرست رہتا ہے اور اگر یہ مریض ہو جائے تو سارا بدن بیمار پڑ جاتا ہے ــــ جان لو یہ دل ہے۔

تقوے کا اولین تقاضا یہ ہے کہ انسان اس بات کا علم حاصل کرے کہ اللہ تعالے نے اس کے لئے کیا حدود مقرر کی ہیں۔ اس کے لئے کیا رخصتیں اور کیا پابندیاں ہیں۔ وہ حرام کو حرام اور حلال کو حلال سمجھے کیونکہ قانون اور اخلاق کا زیادہ انحصار حلال و حرام کے تعین ہی پر ہے۔

حلال و حرام کے احکام واضح ہیں۔ البتہ ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ تقوے کا تقاضا ہے کہ انسان مشتبہ چیزوں سے بچ کر رہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی ایسی بات پر عمل کر بیٹھے جو اس کے نزدیک تو محض مشکوک ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک حرام اور لوگوں کی نگاہ میں باعث ننگ ہو۔

جو آدمی مشکوک چیزوں سے پرہیز نہیں کرتا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو سرکاری چراگاہ کے کنارے اپنا ریوڑ چراتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ اس کا کوئی چرندہ اچانک سرکاری چراگاہ میں چلا جائے اور حکومت کے کارندے چرواہے کو پکڑ لیں۔ اللہ تعالیٰ کی منع کردہ اشیاء کا بھی یہی حال ہے۔ ان کے اور حلال چیزوں کے درمیان بہت فاصلہ ہے اور ان کے درمیان مشکوک چیزیں ہیں۔ لہذا مشکوک چیزوں سے بچنا چاہیے اگر کوئی سفید سفوف پڑا ہو تو کوئی معقول آدمی بغیر تحقیق کے اسے نہیں پھانکے گا۔ عین ممکن ہے یہ زہر ہی ہو۔ جو کام دل میں تردد پیدا کرے اس سے بچنا چاہیے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو چیز تیرے دل میں کھٹکے اور تیرے دل میں تردد کرے وہ گناہ ہے۔ اس

Marfat.com

موضوع پر بعض احادیث درج ذیل ہیں۔

(۱) دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ (جو چیز تجھے شک میں ڈالتی ہے اسے چھوڑ اور اس چیز کو لے جو تجھے شک میں نہیں ڈالتی (حدیث نمبر ۱۱)

(۲) انسان جبھی متقین کے زمرہ میں داخل ہوتا ہے کہ وہ کھٹکے کی چیز کو اس لئے چھوڑ دے کہ اس میں خرابی نہ ہو[1]

(۳) ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رستہ میں ایک کھجور پڑی ہوئی ملی۔ آپؐ نے فرمایا اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی ہے تو اسے کھا لیتا[2] آپؐ کو اور اہل بیت کو صدقہ کھانا منع تھا اس لئے آپؐ نے کھجور نہ کھائی۔

(نیز دیکھو صفحہ ۱۴۵)

(۷)

عَنْ	أَبِي	رُقَيَّةَ	تَمِيمِ	بْنِ	أَوْسٍ
سے	ابو	رقیہ	تمیم	بن	اوس
(روایت سے)	ابو	رقیہ	تمیم	بن	اوس الداری

الدَّارِيِّ	رَضِيَ	اللّٰهُ عَنْهُ	أَنَّ	النَّبِيَّ
الداری			کہ یقیناً	نبی
رضی	اللہ	عنہ سے	کہ	نبی اکرم

[1] ریاض الصالحین باب الورع وترک الشہوات بحوالہ ترمذی

[2] ریاض الصالحین باب الورع وترک الشہوات (متفق علیہ)

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

صلی اللہ علیہ و سلم کہا

صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا

اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ

دین خلوص ہم نے کہا کس کے لئے کہا

کہ دین خلوص ہے۔ ہم نے پوچھا، کس کے لئے؟ فرمایا،

لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِكِتَابِهٖ وَ

اللہ کے لئے قوی اور جلیل ہے[1] اور لئے کتاب اس کی اور

اللہ عزّ و جل کے لئے اور اس کی کتاب کے لئے اور

لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لئے رسول اس کا صلی اللہ علیہ و سلم

اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے لئے

وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ

اور لئے امام مسلمین اور عوام ان کے

اور مسلمانوں کے خلفاء کے لئے اور ان کے عوام کے لئے

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

روایت کیا اسے مسلم

روایت کی اس کی مسلم نے

[1] جملہ خبریہ ہے

فرہنگ:۔
ائمہ جمع ہے امام (پیشوا، حکمران) کی۔ عامہ (عوام)

شرح:۔
اس حدیث کی شرح حدیث نمبر ۱ کے ذیل میں آچکی ہے۔

---

(۸)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ

(روایت ہے) عبداللہ بن عمر (راضی ہوا اللہ) تعالٰے عنہما

تَعَالَى عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

تعالٰی ان دو سے کہ یقیناً نبی صلی اللہ

سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ

علیہ و سلم کہا مجھے حکم دیا گیا کہ

نے فرمایا، مجھے (اللہ کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے کہ

اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا اَنْ

جنگ کروں لوگ حتیٰ کہ وہ شہادت دیں کہ

لوگوں سے مقابل کی جنگ کروں حتیٰ کہ وہ گواہی دیں کہ

Marfat.com

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا

نہیں معبود مگر اللہ اور کہ یقیناً محمد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ وَ یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ

رسول اللہ اور قائم کریں نماز اور

اور نماز قائم کریں اور

یُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ

دیں زکات توجب کیا انہوں نے وہ

زکات ادا کریں توجب وہ یہ (کام) کریں تو

عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ

بچا لیا مجھ سے خون ان کا اور اموال ان کے

مجھ سے بچا لیں گے اپنا خون اور اپنے اموال

اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَی

سوائے بحق اسلام اور حساب ان کا پر

سوائے بحق اسلام اور ان کا حساب اللہ کے

اللّٰہِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَ مُسْلِمٌ

اللہ روایت کی اسکی بخاری و مسلم

ذمے ہے ۔ اس کی روایت کی بخاری اور مسلم نے

Marfat.com

شرح حدیث نمبر ۹

کلمہ گو سے جہاد نہیں ہو سکتا

حدیث زیر نظر ان ایام کی ہے جب کفار نے بہا کر کے جا بجا اہلِ اسلام کے خلاف جنگ کے محاذ برپا کر رکھے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جواب میں تلوار اٹھائی۔ کفار اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے جب تک جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے عرب کو زیرِ نگیں نہ کر لیا۔ نتیجہ یہ کہ عرب کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لوگوں نے بلا جبر کلمہ توحید پڑھ لیا اور ارکانِ اسلام کے پابند ہو گئے۔ اس کے بعد ان سے جنگ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ سوائے اس کے کہ ان میں سے کوئی فرد یا گروہ نماز یا زکوٰۃ کا منکر ہو جاتا یا اسلام کے خلاف کوئی اور ایسی حرکت کرتا کہ اس کے خلاف جنگ لازم ٹھہرتی۔ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں یہ صورت بھی پیدا ہوئی اور ان کو مرتدین کے خلاف جہاد کرنا پڑا۔

غور سے دیکھا جائے تو یہ حدیث ایک پیش گوئی ہے جو حرف بحرف پوری ہوئی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک عرب والوں سے (جوابی) جنگ میں مصروف رہے جب تک وہ دینِ اسلام کے پیرو نہ ہو گئے۔

اس حدیث سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہادیٔ برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غرض یہ تھی کہ جب تک دنیا کلمۂ اسلام نہ پڑھ لے اس وقت تک میں ان سے جنگ کروں گا۔ حضورؐ کی زندگی کے کسی واقعہ سے اس کا ثبوت نہیں ملتا بلکہ آپؐ نے بارہا غیر مسلموں سے جنگ کے بعد ان کے

Marfat.com

اسلام لائے بغیر صلح کی۔ قرآن حکیم میں بھی ارشاد ہے کہ غیر مسلم جزیہ مان لیں تو ان سے جنگ نہ کی جائے۔

صحیح مسلم میں حدیثِ زیر نظر کے الفاظ فتح خیبر کے ذکر میں بھی آئے ہیں کہ جب حضرت علیؓ جھنڈا لے کر روانہ ہوئے تو پوچھا کہ میں کس بات پر ان سے جہاد کروں؟ حضور نے فرمایا عَلٰی اَنْ یَّشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ (اس بات پر جنگ کرو کہ وہ کلمۂ شہادت پڑھیں اور جب انہوں نے ایسا کیا تو وہ اپنے خون اور اموال مجھ سے بچا لیں گے) یہ فقط دعوت اسلام کا اعلان تھا۔ لیکن یہود خیبر نے اس دعوت کو قبول نہ کیا تاہم کچھ شرطوں کے عوض ان سے صلح کر لی گئی۔

مخالفین میں سے کوئی آدمی عین ہنگامِ جنگ میں بھی کلمہ پڑھ لے تو اس پر وار کرنے کی اجازت نہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے لا الہ الا اللہ پڑھا اور بتوں سے انکار کیا تو اس کا خون اور مال، دوسرے مسلمان پر حرام ہو جاتا ہے۔ رہے اس کے اعمال تو اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔ ایک دفعہ ایک صحابی نے حضور سے پوچھا کہ اگر کوئی کافر دورانِ جنگ میرا ہاتھ تلوار سے قطع کر ڈالے اور پھر درخت کی اوٹ میں آ کر کہے کہ میں اسلام لایا تو کیا پھر بھی اسے قتل کر سکتا ہوں؟ حضور نے فرمایا، نہیں۔ صحابیؓ نے عرض کیا کہ اس نے اسلام کا کلمہ پڑھنے سے پہلے میرا ہاتھ قطع کیا تھا۔ فرمایا اسے قتل نہ کرو۔ اگر تم نے اسے قتل کیا تو اس کے قتل سے پہلے جس درجہ میں تم تھے وہ اسے ملے گا اور اس کا درجہ تمہیں۔[1]

---

[1] ریاض الصالحین باب اجراء الاحکام علی الظاہر

Marfat.com

حدیث زیرِ نظر میں مندرجہ ذیل امور پر تاکید ہے۔

(۱) اسلام کا اعتبار زبان کی شہادت سے ہے کسی کے دل کا بھید نہیں ڈھونڈنا چاہیے۔ اس کا محاسبہ اللہ تعالےٰ کرے گا۔ جس نے کلمہ پڑھ لیا وہ بظاہر مسلمان ہے۔ اس سے اسلام کے بعض خاص احکام سے بغاوت کے سوا جہاد نہیں ہو سکتا۔

(۲) کلمہ شہادت پڑھنا، نماز ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا فرض ہیں۔ جو شخص ان سے منکر ہو اس سے جہاد ہو سکتا ہے۔

---

(۹)

عَنْ	اَبِیْ	هُرَیْرَةَ	عَبْدِ الرَّحْمٰنِ	ابْنِ	
سے	ابو	ہریرہ	عبدالرحمٰن	بن	
(روایت ہے)	ابو	ہریرہ	عبدالرحمٰن	ابن	صخر
صُخْرٍ	رَضِیَ	اللّٰہُ	عَنْہُ	قَالَ	سَمِعْتُ
صخر				کہا	سنا۔ میں نے
رضی اللہ تعالےٰ		عنہ	سے	انہوں نے کہا	کہ میں
رَسُوْلَ	اللّٰہِ	صَلَّی	اللّٰہُ	عَلَیْہِ	وَسَلَّمَ
رسول	اللہ	صلی	اللہ	علیہ	و سلم
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم				کو یہ	فرماتے

Marfat.com

يَقُولُ مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ

کہتا ہے جو منع کیا میں نے تمہیں اس سے تو اجتناب کرو اس سے

سنا کہ میں جس چیز سے تمہیں منع کروں اس سے اجتناب کرو

مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَأْتُوا مِنْهُ مَا

اور جو حکم دیا میں نے تمہیں اس سے جو ساتھ سکے

اور جس چیز کا حکم دوں تو مقدور بھر اسے بجا

اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ

استطاعت پاتی تم نے تو صرف ہلاک کیا جو

لاؤ۔ پس تم سے جو پہلے لوگ تھے ان کو

قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ وَاخْتِلَافُهُمْ

پہلے تم سے کثرت سوالات ان کے اور اختلاف ان کا

ہلاک کیا صرف ان کے سوالات کی کثرت نے

عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ

پر انبیاء ان کے روایت کی اس کی بخاری اور

اور انبیاء سے اختلاف نے ۔ اس کو روایت کیا بخاری

مُسْلِمٌ

مسلم

اور مسلم نے

Marfat.com

شرح حدیث نمبر ۹

بے کار سوالات کی ممانعت

حدیث نمبر ۸ کی شرح میں ہم نے دیکھا ہے کہ سنتِ نبوی کی پیروی ضروری ہے۔ حدیث زیر نظر میں جناب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں جس بات سے منع کروں اس سے رک جاؤ اور جس بات کا حکم دوں اس پر طاقت بھر عمل کی کوشش کرو اور سوالات کی کثرت سے بچو۔[1]

یہاں جن سوالات سے منع کیا گیا ہے وہ غیر ضروری سوالات ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالے نے فرض لازم قرار دیئے ہیں ان کو ضائع نہ کرو۔ کچھ حدود مقرر کیں، ان سے آگے نہ نکلو۔ بعض چیزیں حرام ٹھہرائیں۔ ان کی حرمت نہ توڑو اور بعض چیزوں سے خاموش رہا، تم پر رحم کی خاطر، بھول چوک سے نہیں، ان کو نہ کریدو (حدیث نمبر ۳۰)
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تک میں تمہیں اپنے حال پر رہنے دوں تم بھی مجھے اپنے حال پر رہنے دو۔[2] آپ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالےٰ کو تمہارے لئے قیل وقال اور کثرتِ سوال پسند نہیں ہے[3]

جن امور میں اہل اسلام کو واضح احکام مل چکے ہیں ان میں کرید کر کے مشکل پہلو نہیں ڈھونڈنے چاہییں۔ ہادئ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم دنیا والوں کے بوجھ اور گلے کے طوق اتارنے آئے تھے جو بوجھ اور طوق حضور نے دور کر دئے ذہن کو ان کی طرف مائل نہ کیا جائے۔ حدیث

---

[1] صحیفہ ہمام بن منبہ۔ [2] ترمذی ابواب العلم [3] مسلم کتاب الاقضیہ

Marfat.com

شریف میں ہے کہ جب حج کا حکم نازل ہوا تو لوگوں نے اٹھ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا ہر سال؟ حضور چپ رہے لوگوں نے پھر عرض کیا، کیا ہر سال؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا[1] آپ کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس نے کوئی سوال پوچھا اور اس کے جواب میں کوئی چیز حرام ٹھہرائی گئی[2] آپ نے مشکل مسائل اٹھانے سے بھی منع فرمایا ہے[3] صحابہ کرامؓ کا قاعدہ تھا کہ حضور سے بہت کم مسائل پوچھتے تھے اور جب کوئی اجنبی بدو آکر حضورؐ سے بے محابا سوال کرتا تھا تو وہ متعجب ہوتے تھے[4]

بعض سابقہ امتوں نے بھی سوالات کی کثرت کی۔ ان کو جواب ملے اور وہ ان پر عمل نہ کر سکیں تو تباہ ہو گئیں۔ بنو اسرائیل کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم ملا تھا جس کا ذکر سورۂ بقرہ میں ہے۔ اگر وہ نہ پوچھتے کہ گائے کیسی ہونی چاہیے تو جو گائے وہ چاہتے ذبح کر سکتے تھے لیکن انہوں نے سختی کی تو ان پر بھی سختی کی گئی[5]

---

(۱۰)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی

			ہریرہ	ابو	سے
عنہ	تعالٰے	اللہ	رضی	ابو ہریرہ	(روایت ہے)

[1] ترمذی ابواب تفسیر القرآن [2] حجۃ اللہ البالغہ [3] شرح اربعین ابن حجر [4] شرح اربعین ابن حجر [5] حجۃ اللہ البالغہ

Marfat.com

عَنۡهُ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

کہا کہا رسول اللہ صلی اللہ

سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى طَيِّبٌ

علیہ و سلم کہ یقیناً اللہ تعالیٰ پاکیزہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے

لَا يَقۡبَلُ اِلَّا طَيِّبًا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى

نہیں قبول کرتا مگر پاکیزہ اور یقیناً اللہ تعالیٰ

صرف پاکیزہ چیز کو قبول کرتا ہے اور یقیناً اللہ تعالےٰ

اَمَرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ

حکم دیا مومنوں (کو) ساتھ جو حکم دیا ساتھ اس کے

نے حکم دیا ہے مومنین کو اس کا جس کا حکم انبیاء

الۡمُرۡسَلِيۡنَ فَقَالَ تَعَالٰى: يَا اَيُّهَا

رسول پس کہا اللہ تعالیٰ اے

کو دیا تھا - پس اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اے

الرُّسُلُ كُلُوۡا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعۡمَلُوۡا

انبیاء کھاؤ سے پاک چیزیں اور کام کرو

انبیاء ! طیب چیزیں کھاؤ اور نیک عمل

Marfat.com

صَالِحًا وَقَالَ تَعَالٰى: يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ

نیکوکارانہ اور کہا اللہ تعالیٰ اے جو

کرو اور اللہ تعالیٰ نے کہا، اے جو ایمان لائے

اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

ایمان لائے کھاؤ سے پاکیزہ چیزیں جو دیں ہم نے تمہیں

ہو ان پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں دیں

ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ

پھر ذکر کیا آدمی طویل کرتا ہے سفر

پھر آپ نے ذکر کیا (اس) شخص کا (جو) لمبا سفر کرتا ہے

اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى

الجھے بالوں والا غبار آلود پھیلاتا ہے۔ دونوں ہاتھ اس کے طرف

الجھے بالوں والا ہے اور غبار آلود ہے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا

السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ

آسمان اے رب میرے اے رب میرے اور خوراک اس کی

کر کہتا ہے کہ اے میرے رب، اے میرے رب اور اس کی

حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ

حرام اور پینا اس کا حرام اور لباس اس کا

خوراک حرام ہے اور اس کا پینا حرام ہے اور اس کا لباس

Marfat.com

حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی

حرام	اور	کھلایا گیا	ساتھ	حرام	تو کہاں سے یہ

حرام ہے اور اسے حرام کی غذا دی گئی تو ایسے ہیں اس

یُسْتَجَابُ لِذٰلِکَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

اس کو جواب ملے گا	روایت کی اس کی	مسلم

کی دعا کہاں سے قبول ہوگی اس کو روایت کیا مسلم نے

شرح حدیث نمبر ۱۱

رزق طیب

پاکیزہ رزق کا حکم سب شریعتوں میں رہا ہے۔ یہ حکم اس قدر اہم ہے کہ سابقہ انبیاء کو بھی تاکید سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملتا رہا کہ حلال کی کمائی کھاؤ۔ امتِ محمدیہ کو بھی حلال کی روزی کمانے کا حکم ہے۔

حرام کی کمائی دل کو پتھر بناتی ہے اور حلال رزق سے گداختہ کرتا ہے۔ گداختہ دل خلقِ خدا کے لئے مہر و محبت اور رحمت و رافت سے معمور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے دل والے انسان کی دعا ضرور قبول کرتا ہے۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ خدا سے درخواست کیجئے کہ مجھے مستجاب الدعوات بنائے

لہ کتاب الزکاۃ

Marfat.com

حضورؐ نے فرمایا۔ اے سعد اپنے رزق کو پاک رکھ تیری دعا ہمیشہ قبول ہو گی قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جس آدمی کے شکم میں ایک نوالہ بھی حرام جائے اس کی دعا چالیس روز تک قبول نہیں ہوتی اور جو گوشت حرام مال سے بنا ہے آگ اس کی زیادہ حق دار ہے ایک اور حدیث ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے کپڑے میں نماز پڑھے جس کی قیمت کا دسواں حصہ بھی حرام ہو تو اس کی نماز قبول نہیں ہو گی۔[1]

زیرِ نظر حدیث میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے حاجی یا مجاہد شخص کی مثال دی ہے جو سفر کی طویل صعوبتیں کاٹ کر آتا ہے اور نہایت لجاجت اور زاری سے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر اللہ کو پکارتا ہے۔ اس کی دعا نہیں سنی جائے گی کیونکہ اس کا کھانا پینا اور لباس حرام ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ مظلوم اور مسافر کی دعا اور والد کی بد دعا بیٹے پر ضرور سنی جاتی ہے[2] لیکن حرام خور مسافر کی دعا قبول نہیں ہوتی زبانِ نبوی ہے کہ قیامت کے دن آدمی کے ساتھ سب سے پہلے جھگڑنے والے اس کے عیال ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے کہیں گے کہ اے اللہ! تو اس سے ہماری داد لے۔ ہم ناواقف تھے اس نے ہمیں حرام روزی کھلائی۔ ہمیں جو کچھ سکھانا اس پر فرض تھا اس نے نہ سکھایا اور ہم جاہل رہ گئے[3]

---

[1] شرح اربعین ابن حجر [2] ترمذی ابواب الدعوات [3] اردو ترجمہ کیمیائے سعادت باب دوم نکاح

Marfat.com

(۱۱)

عَنْ اَبِی مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ

سے ابو محمد الحسن بن علی

(روایت ہے) ابو محمد الحسن بن علی بن

بْنِ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا

بن ابی طالب راضی ہو اللہ ان دو سے

ابی طالب رضی اللہ عنہما رسول اللہ

سِبْطِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

صلی اللہ علیہ و سلم کا نواسہ

وَسَلَّمَ وَ رَیْحَانَتُہٗ قَالَ حَفِظْتُ

و سلم اور خوشبودار نہال اس کا کہا یاد کی ہیں نے

اور خوشبودار نہال انہوں نے کہا کہ میں

مِنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے (یہ بات)

Marfat.com

وَسَلَّمَ دَعْ مَا يَرِيْبُكَ[لے] اِلٰى مَا

و سلم رہنے دے جو شک میں ڈالتا ہے تجھے طرف جو

یاد کی کہ چھوڑدے جو بات تجھے شک میں ڈالتی ہے (اور مائل ہو اس کی) طرف جو

لَا يَرِيْبُكَ رَوَاهُ النَّسَائِىُّ وَالتِّرْمِذِىُّ

نہیں شک میں ڈالتا تجھے روایت کی اس کی نسائی اور ترمذی

تجھے شک میں نہیں ڈالتی۔ روایت کی اس کی نسائی اور ترمذی نے

وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اور کہا حدیث حسن صحیح

اور ترمذی نے کہا کہ حسن صحیح حدیث ہے۔

شرح:۔ اس کی شرح حدیث نمبر ۶ کے نیچے تقویٰ کے عنوان میں گزر چکی ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۰۵

---

(۱۲)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى

سے ابو ہریرہ

(روایت ہے) ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لے یا یُرِیْبُکَ (راب، اراب سے) لیکن یَرِیْبُ فصیح تر ہے۔

Marfat.com

عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ

سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ

علیہ و سلم کہا سے حسن اسلام

نے فرمایا کہ آدمی کے اسلام کی خوبی سے ہے ایک یہ

الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ حدیث

آدمی چھوڑنا اس کا جو نہیں مطلب رکھتا ہے اس کیلئے حدیث

بات ہے کہ چھوڑ دے اس بات کو جو اس کے لئے مطلب نہیں رکھتی یہ حدیث

حسن رواہ الترمذی وغیرہ ھٰکذا

حسن روایت کی اس کی ترمذی وغیرہ اس طرح

حسن ہے اس کی ترمذی وغیرہ نے اس طرح روایت کی ہے

فرہنگ:۔

عَنیَ: مطلب رکھا یعنی مطلب رکھتا ہے اسی سے معنی کا لفظ ہے

شرح:۔

اس کی شرح حدیث نمبر ا کے نیچے نیت کے عنوان سے گزر چکی ہے دیکھو صفحہ ۶۱ ۔ اس حدیث کا مرکزی تخیل یہ ہے کہ جس چیز کا تعلق تمہاری زندگی کے نصب العین اور اچھائی سے نہ ہو اس پر توجہ نہ دو۔

Marfat.com

(۱۳)

عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

سے ابو حمزہ

(روایت ہے) ابو حمزہ (حمزہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو)

عَنْہُ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ

عنہ انس بن مالک رضی اللہ

انس بن مالک رضی اللہ

تَعَالٰی عَنْہُ خَادِمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی

تعالیٰ عنہ خادم رسول اللہ صلی

تعالیٰ عنہ خادم رسول اللہ صلی اللہ

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ

اللہ علیہ و سلم کہ یقیناً رسول اللہ

علیہ و سلم سے کہ رسول اللہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ لَا

صلی اللہ علیہ و سلم کہا نہیں

صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ تم میں

Marfat.com

يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ

ایمان رکھتا کوئی تم سے حتیٰ کہ چاہے لئے بھائی اسکا

ے کوئی آدمی (اس وقت تک کامل) ایمان نہیں رکھتا جب تک

مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ رواہ البخاریؒ

جو چاہتا ہے لئے جان اپنی روایت کی اسکی بخاری

اپنے بھائی کیلئے وہ (بھلائی) نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے روایت کی اسکی بخاری

ومسلمؒ

اور مسلم

اور مسلم نے

شرح:
اس حدیث کی شرح حدیث نمبرا کے نیچے نیت کے عنوان سے گزر چکی ہے

---

(۱۴)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

سے ابن مسعود

(روایت ہے) ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

صلی اللہ رسول کہا کہا

سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ

اللہ علیہ و سلم نہیں حلال ٹھہرتا خون

علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان آدمی کا خون حلال

امْرِئٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلٰثٍ الثَّيِّبُ

آدمی مسلم مگر ساتھ ایک تین شادی شدہ

نہیں ٹھہرتا مگر ان تین چیزوں میں سے ایک سے شادی شدہ

الزَّانِیْ وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ

زانی اور جان بدلے جان اور چھوڑنے والا

زانی اور جان کے بدلے جان اور دین کو

لِدِيْنِهٖ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ رَوَاهُ

کو دین اس کا جدا ہونے والا لئے جماعت روایت کی اس کی

چھوڑنے اور جماعت سے جدائی کرنے والا۔ اس کو روایت

الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ

بخاری اور مسلم

کیا ہے بخاری اور مسلم نے

Marfat.com

شرح حدیث نمبر ۱۴

مسلمان کے قتل کا جواز کن صورتوں میں ہے

سابقہ احادیث میں گزر چکا ہے کہ مسلمان کا خون دوسرے مسلمان پر روا نہیں سوائے حق اسلام کے۔ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ حق اسلام سے کیا مراد ہے۔ تین صورتیں بتائی گئی ہیں جن میں مسلمان کو قتل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ اختیار حکومت کو حاصل ہے۔ کوئی شخص قانون اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا ورنہ وہ قصاص میں دھر لیا جائے گا۔ یہ تین صورتیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ شادی شدہ زانی ہو یا زانیہ، ان کے خلاف اگر عدالت کو ثبوت بہم پہنچ جائے تو حاکم عدالت مجرم کو سنگساری کی سزا دے گا ایک کھلے میدان میں حاکم عدالت، گواہ اور شہر کے عوام جمع ہوں گے اور مجرم پر پتھر برسا کر اسے ہلاک کر دیں گے۔

۲۔ نفس بالنفس یعنی جان کے بدلے جان۔ اس کو قصاص کہتے ہیں اگر کوئی شخص اسلامی حکومت کے کسی باشندے کو جان بوجھ کر ناحق قتل کر دے، عدالت میں ثبوت مل جائے اور مقتول کے ورثاء صلح پر راضی نہ ہوں تو مجرم کو قتل کیا جائے گا۔

۳۔ دین کو چھوڑنے والا اور جماعت سے کٹنے والا۔ اگر کوئی شخص دین اسلام سے پھر جائے اور حکومت سے بغاوت کرے یا ملک میں فساد پھیلائے تو گرفتار ہونے پر حکومت اسے قتل کر دے گی بشرطیکہ وہ تائب نہ ہو۔ اگر اس نے بغاوت کے دوران کسی کا مال لوٹا ہو یا کسی کو قتل کیا ہو تو تائب ہونے پر بھی وہ اس جرم سے معاف نہیں ہوگا۔

Marfat.com

(۱۵)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

سے ابو ہریرہ

(روایت ہے) ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ

عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

سے رسول اللہ صلی اللہ

سے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ

علیہ و سلم کہا جو تھا (ہے) ایمان رکھتا ہے

نے فرمایا جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ

بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا

ساتھ اللہ اور یوم آخر تو وہ کہے بھلا

پر اور یوم آخر پر وہ بھلی بات کہے

اَوْ لِیَصْمُتْ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ

یا وہ خاموش ہو اور جو تھا (ہے) ایمان رکھتا ہے ساتھ اللہ

ورنہ خاموش ہو اور جو ایمان رکھتا ہے اللہ پر

Marfat.com

وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ جَارَہٗ وَ

اور یوم آخر تو وہ تکریم کرے اسکے پڑوسی (کی) اور

اور یوم آخر پر تو اپنے پڑوسی کی تکریم کرے اور

مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ

جو تھا (ہے) ایمان رکھتا ہے ساتھ اللہ اور یوم

جو ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور یوم آخر پر

الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

آخر تو تکریم کرے مہمان اپنے (کی) روایت کی اسکی بخاری

تو اپنے مہمان کی تکریم کرے۔ روایت کیا اسے بخاری

وَ مُسْلِمٌ

اور مسلم

اور مسلم نے

فرہنگ:۔

ضیف کا لفظ واحد اور جمع دونوں کے لئے ہے۔ اس سے جمع بھی آتی ہے یعنی اضیاف

شرح حدیث نمبر ۱۵

نیک کلام۔ پڑوسی کی تکریم۔ مہمان کی تکریم

دوسری حدیث کی شرح میں ہم دیکھ آئے ہیں کہ شرعی اصطلاح میں

Marfat.com

ایمان اور اسلام کو الگ کیا جا سکتا ہے لیکن عملاً ان کا جدا ہونا مشکل ہے۔ ایمان کو شعلہ سے اور اسلام کو شعلہ کی روشنی سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ اگرچہ شعلہ اور روشنی پر الگ الگ غور ہو سکتا ہے لیکن عملاً ان کو جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے قرآن وحدیث میں جہاں یہ وضاحت بخوبی ملتی ہے کہ ایمان دل کے عقیدہ کا نام ہے اور اسلام عملی اطاعت کو کہتے ہیں وہاں بارہا اہم اعمال کو ایمان کی شاخوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ایمان کا تعلق اصلاً دل سے ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی حقیقت کو فقط اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ہم کسی ایسے شخص کے بارے میں جو اسلام کا کلمہ پڑھتا ہو یہ حکم نہیں لگا سکتے کہ وہ صاحب ایمان نہیں البتہ بعض اعمال ایسے ضرور ہیں جن کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کفر کی علامات یا منافقت کے نشان ہیں۔ انفرادی طور سے ہم کسی شخص میں یہ اعمال دیکھ کر اس کے ایمان کی کمی بیشی کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

ایمان جس قدر مضبوط ہو اعمال اتنے ہی عمدہ ہوتے ہیں۔ ایمان اور عمل ایک دوسرے کی تقویت کرتے ہیں۔ نیک اعمال کا شمار نہیں لیکن ان میں بعض اعمال ایسے ہیں جو مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ حدیث زیر نظر میں ان میں سے تین چیزوں کی ہدایت کی گئی ہے: نیک کلام پڑوسی کی عزت افزائی اور مہمان کی تعظیم۔

نیک کلام | نیک کلام پر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا تاکید فرمائی ہے۔ حدیث نمبر ۲۹ کے آخر میں بتایا گیا ہے کہ کلام گویا کل اعمال کا مایۂ خمیر ہے۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو زبان کی بدلگامی کا یہ نتیجہ بھگتیں گے کہ دوزخ میں انہیں منہ کے بل گرایا

Marfat.com

جائے گا۔ اس موضوع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند مزید ارشادات درج ذیل ہیں۔

۱۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے پوچھا کہ کون مسلمان افضل ہوتا ہے۔ آپ نے جواب دیا جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان مامون رہیں۔

۲۔ جو آدمی بے سوچے سمجھے منہ سے بات نکالتا ہے وہ آگ کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جتنا مشرقین کے درمیان فاصلہ ہے۔

۳۔ ایک صحابیؓ نے پوچھا کہ میرے لئے سب سے زیادہ اندیشہ کی چیز کیا ہے؟ حضورؐ نے زبان کو ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا "یہ"

۴۔ اللہ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلام نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر کثرتِ کلام سے دل سخت ہو جاتا ہے اور سنگ دل آدمی اللہ تعالیٰ سے سب کے مقابلہ میں دور تر ہوتا ہے۔

۵۔ جسے اللہ تعالیٰ نے دو جبڑوں اور ٹانگوں کے شر سے بچایا وہ جنت میں داخل ہوا۔

۶۔ ایک صحابیؓ نے پوچھا نجات کیا ہے؟ حضورؐ نے جواب دیا کہ زبان کو کھلا نہ چھوڑ۔ اپنے گھر میں قناعت کر اور اپنی خطا پر رو۔

۷۔ صبح ہوتی ہے تو انسان کے سب اعضاء اس کی زبان کی خوشامد کرتے ہیں کہ دیکھ ہمارے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں تو سیدھی ہوئی تو ہم بھی سیدھے ہیں اور تو ٹیڑھی ہوئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہیں۔[۱]

---

[۱] یہ ساتوں حدیثیں ریاض الصالحین باب تحریم الغیبۃ والامر بحفظ اللسان سے لی گئی ہیں۔

Marfat.com

۸۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کی بہت مذمت فرمائی ہے اور اسے لاش کا گوشت کھانے کے برابر بتایا ہے۔

حدیث زیرِ نظر میں ارشاد ہے کہ جہاں تک ہو سکے اچھی بات منہ سے نکالو اور اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو خاموش رہو۔

پڑوسی کی تکریم (عزت افزائی) پڑوس کی حد اپنے مکان سے چاروں طرف چالیس گھر تک ہے[1]۔ اس وسیع دائرہ میں اسلام انتہائی حسن سلوک اور ایثار کا حکم دیتا ہے۔ قرآن حکیم بتاتا ہے کہ خویش و بیگانہ سب پڑوسی تمہاری مروت کے مستحق ہیں[2]۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اقربیت کے لحاظ سے ان کے حقوق میں فرق مدارج ہوگا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کافر ہمسایہ کا ایک حق، مسلمان کے دو اور قرابت دار کے تین ہیں۔ اگر یہ تفریق نہ ہو تو پھر جس کا گھر جتنا قریب تر ہوگا اس کا حق اسی قدر زیادہ ہوگا۔

ہمسایہ کے حقوق کا اندازہ مشکل ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہیں کیا معلوم ہمسایہ کا حق کیا ہے۔ اللہ کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ہمسایہ کے حقوق ادا کرنے کی توفیق اسے ہی حاصل ہوتی ہے اللہ کی رحمت جس کے شامل حال ہو[3]۔ فرمودۂ نبوی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوگا جب تک وہ اپنے پڑوسی کے لئے بھی وہ چیز عزیز نہ جانے جو اسے خود محبوب ہے[4]۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی سے

---

[1] شرح اربعین ابن حجر جمع الفوائد [2] سورۃ النساء ۳۶ [3] اردو ترجمہ کیمیائے سعادت رکن دوم اصل پنجم شرح اربعین [4] اردو ترجمہ کیمیائے سعادت رکن دوم اصل پنجم شرح اربعین [5] مسلم کتاب الایمان

Marfat.com

حسنِ سلوک رکھے[1] اللہ تعالےٰ کے ہاں بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کے حق میں بہتر ہے[2] قیامت کے دن کتنے ہی پڑوسی اپنے پڑوسیوں کے گلے پڑیں گے۔ اور کہیں گے کہ انہوں نے ہم پر بھلائی کا دروازہ بند کردیا تھا[3]

حدیث زیرِ نظر میں جس چیز کی خصوصی تاکید ہے وہ تکریم (عزت افزائی) ہے۔ تکریم میں حسنِ سلوک کے سبھی گوشے آجاتے ہیں۔ اہلِ محلہ سے خوش کلامی اور خندہ جبینی سے پیش آنا، ان کی عزت کی حفاظت کرنا، ان کو دعوت پر بلانا یا ان کے ہاں تحفے بھیجنا سب تکریم میں شامل ہیں۔

حدیث شریف ہے کہ چوری حرام ہے لیکن دس گھروں کی چوری سے بڑھ کر ہمسایہ کے گھر کی چوری ہے[4] حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ! فلاں عورت کے نماز، روزہ اور خیرات کا بڑا چرچا ہے لیکن زبان سے پڑوسیوں کو بہت دق کر رکھا ہے فرمایا وہ آگ میں جائے گی۔ پھر اس نے کہا کہ فلاں عورت کے بارے میں سنتے ہیں کہ نماز روزہ واجبی طور سے ادا کرتی ہے معمولی کپڑوں کا صدقہ بھی دیتی ہے اور پڑوسیوں کے حق میں بدزبان نہیں۔ فرمایا وہ جنت میں جائے گی[5] ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا! اللہ کی قسم وہ مومن نہیں۔ پوچھا گیا، یا رسول اللہ! کون؟ فرمایا، وہ شخص جس کے شر سے اس کا پڑوسی مامون نہیں[6] تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے

---

[1] مسلم کتاب الایمان [2] ترمذی ابواب البر والصلہ [3] ادب المفرد از بخاری ص۲ [4] ادب المفرد بخاری ص۱۶ [5] جمع الفوائد [6] بخاری کتاب الادب۔

Marfat.com

۵۔ اپنے پڑوسی کو دکھ نہ دے[1] اسلام صرف پڑوسی پر ستم کرنے ہی سے نہیں روکتا بلکہ حکم دیتا ہے کہ اگر پڑوسی سے کوئی تکلیف پہنچے تو حتی الوسع درگذر کرو۔ ایک صحابی آپؐ کے پاس پڑوسی کی شکایت لے کر آئے آپؐ نے فرمایا جاؤ اور صبر کرو" وہ دو تین بار پھر آئے آخر آپؐ نے فرمایا (گھر کا سامان رستہ پر ڈال دو (گویا گھر سے نکل رہے ہو) انہوں نے ایسا ہی کیا۔ گزرنے والوں نے پوچھا کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے پڑوسی کی بدسلوکی کا ذکر کیا۔ لوگوں نے پڑوسی کو برا بھلا کہا۔ وہ ان کے پاس آیا اور کہا کہ آپ مکان میں تشریف لے جائیے آئندہ آپ میری کوئی ناگوار حرکت نہ دیکھیں گے[2]

باعزت محلہ داری کا تقاضا ہے کہ ایک دوسرے کی وقتاً فوقتاً دعوت کی جائے اور تحفے تحائف بھیجے جائیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حضرت ابوذرؓ سے فرمایا کہ جب تو کچھ پکائے تو شوربہ زیادہ بنا اور اس میں سے کچھ اپنے پڑوسیوں کو بھیج[3] آپ نے ایک بار مسلمان عورتوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ کوئی عورت اپنی ہمسایہ عورت کے ملنے کوئی ہدیہ حقیر نہ جانے، چاہے بکری کا کھر ہی ہو[4]۔ مراد یہ ہے کہ حسب توفیق گھر میں جو میسر آئے اس سے پڑوس والوں کی خاطر داری کرو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی سے حسن سلوک کو اخلاق کی کسوٹی قرار دیا ہے۔ ایک دفعہ صحابہؓ نے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ہمیں کیسے معلوم ہو کہ ہمارے اعمال اچھے ہیں یا برے! فرمایا، جب پڑوسی کو تم اپنی نسبت اچھا کہتے سنو تو سمجھو اچھا کر رہے ہو، جب برا کہتے

---

[1] بخاری کتاب الادب، ابوداؤد [2] ادب المفرد ص، ابوداؤد [3] مسلم کتاب البر والصلہ
[4] بخاری کتاب الادب، بخاری کتاب الہبہ

Marfat.com

سنو تو سمجھو کہ برا کر رہے ہو۔[1] آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبریل مجھے ہمسایہ سے حسنِ سلوک کی اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ اسے میرا وارث بنا دیں گے۔

مہمان کی عزت افزائی — مہمان امیر ہو یا غریب، فراخ دلی اور خوش مزاجی کے ساتھ اس کی آؤ بھگت کرنی چاہیے

مہمان کی ضیافت انبیاء کی سنت رہی ہے اور اس کا شمار اخلاقِ فاضلہ میں رہا ہے۔ حضرت ابراہیم کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ کھانے سے پہلے میل دو میل تک مہمان کی تلاش کرتے تھے

ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان نوازی پر اس قدر تاکید فرمائی کہ بعض علماء نے مہمان نوازی کو صرف ایک اخلاقی ہدایت ہی نہیں بلکہ واجب جانا۔ ایک بار ایک صحابیؓ نے آپؐ سے پوچھا کہ اگر میں کسی کے پاس جاؤں اور میری تواضع نہ کرے تو کیا جب وہ میرے پاس آئے تو میں اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کروں؟ فرمایا، نہیں۔ اس کی تواضع کرو۔[2]

جناب ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم مہمانوں کی تواضع کے فرائض خود انجام دینے میں بہت مسرت پاتے تھے اور ادنیٰ ترین لوگوں کی مہمانداری بھی جی لگا کر کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک اجنبی کافر آیا اور حضورؐ کے ہاں مہمان ٹھہرا۔ آپؐ نے حکم دیا کہ اس کے لئے ایک بکری دوہی جائے مہمان سارا دودھ پی گیا۔ آپؐ نے دوسری بکری دوہنے کا حکم دیا۔ کافر اسے بھی ختم کر گیا۔ اسی طرح سات بکریوں کا دودھ چڑھا گیا۔ آپؐ

---

[1] سیرۃ النبی جلد ۶ سید سلیمان ندوی بحوالہ ابن ماجہ [2] بخاری کتاب الادب۔ ترمذی ابواب البر والصلہ [3] ترمذی کتاب البر والصلہ

Marfat.com

نے اسکی ناشائستگیوں کو نہایت فراخ دلی سے گوارا کیا۔ وہ بہت متاثر ہوا اور اگلی صبح اسلام لے آیا۔

---

(۱۶)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی

سے ابو ہریرہ

(روایت ہے) ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ

عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی

کہ ایک آدمی کہا لئے نبی صلی

سے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ

اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِیْ، قَالَ

اللہ علیہ و سلم نصیحت کر مجھے کہا

علیہ و سلم سے عرض کی کہ مجھے نصیحت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا

لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ

نہ غصہ کر تو لوٹایا کئی بار کہا

غصہ مت کر۔ اس نے اپنا سوال بار بار دہرایا آپ نے یہی فرمایا

ؒ مسلم کتاب الاشربہ ۱۶ ۱۳۳

Marfat.com

لَا تَغْضَبْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

نہ	غصہ کر	روایت کی اسکی	بخاری	
غصہ مت	کر۔	روایت کی اس کی	بخاری نے	

فرہنگ :-

اَوْصِنی نصیحت کی۔ اَوْصِ نصیحت کر۔ وصیت کے معنی وصیت بھی ہوتے ہیں اور نصیحت بھی۔

مِرار جمع ہے مَرَّۃ (ایک بار) کی۔ مَرَّۃ کی جمع مرّات بھی ہے

شرح حدیث نمبر ۱۶

غصہ کی ممانعت

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ سوال کا جواب سائل کی فہم اور مزاج کے موافق دیا کرتے تھے۔ عامیوں کے سامنے دقیق مسائل بیان نہیں فرماتے تھے اور انفرادی نصیحتیں ایسی ارشاد فرماتے تھے جو سننے والے پر جلد اثر کریں اور اس کی طبعیت میں جس نوع کی خرابی غالب ہے اس کا تدارک ہو جائے۔ مثلاً کسی ایسے آدمی نے نصیحت کی درخواست کی جس کا میلان جھوٹ کی طرف زیادہ تھا تو ناصح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طبع کا اندازہ لگا کر فرمایا ہمیشہ سچ بولو۔

ایک صحابی ؓ نے آکر درخواست کی کہ مجھے نصیحت فرمایئے آپ نے فراست سے بھانپ لیا کہ ان کی طبعیت میں تیزی ہے آپ نے ارشاد فرمایا، غصہ نہ کیا کر۔ صحابی ؓ کو نصیحت کی گہرائی کا علم نہ تھا۔ برابر اپنا سوال دہراتے گئے۔ لیکن حضور ؐ نے ہر بار یہی فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر۔

Marfat.com

اس نصیحت کی اہمیت صرف سائل کے لئے نہ تھی بلکہ ہر مسلمان کے لئے ہے۔ قرآن حکیم نے بھی کَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ (غصہ کو دبانے والوں) کی بہت فضیلت بتائی ہے۔

غصہ ایک ایسا جذبہ ہے جسے مٹایا نہیں جا سکتا لیکن دبایا جا سکتا ہے۔ اس کا فنا کرنا درست بھی نہیں۔ کیونکہ اس جذبہ کو حدود میں رکھ کر بارہا اس سے بڑے کام لئے جاتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا بھی یہی منشاء تھا کہ بے جا غصہ نہ کیا جائے اور آدمی غصے میں اندھا ہو کر حواس نہ کھو بیٹھے اور نہ ایسی ناکردنی حرکت کر بیٹھے جو قانون کی نگاہ میں قابل گرفت یا اخلاق کی نگاہ میں قابل نفرین ہو۔

غصہ کو قابو میں رکھنا بہت حوصلہ مندی، استقامت اور مردانگی کا ثبوت ہے۔ غصہ سے جلد مغلوب ہونا اعصابی مریضوں کا خاصہ ہے تندرست جذبات اور تنومند اعصاب کے لوگ مغلوب الغضب نہیں ہوتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سخت پکڑ والا آدمی وہ پہلوان نہیں جو دوسروں کو بہت پچھاڑتا ہے۔ بلکہ وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے کو قابو میں رکھتا ہے۔[1]

اگر مزید فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو تو ایذا دینے والوں سے بھی حتی الوسع درگزر کرنا چاہیے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ (اور لوگ معاف کریں اور درگزر کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش کرے)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر کسی کو اپنے ہاتھ سے ذاتی رنجش

---

[1] ریاض الصالحین باب الصبر و باب احتمال الاذی (متفق علیہ)

Marfat.com

نہیں مارا۔ ایک بار حضورؐ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک جاٹ
اور اس نے آپؐ کی چادر کو پکڑ کر اتنی شدت سے کھینچا کہ آپؐ
کے کندھے پر نشان پڑ گیا۔ پھر وہ کھُرے لہجے میں بولا۔ یا محمدؐ! تمہارے
پاس اللہ کا جو مال ہے اس میں سے مجھے کچھ دلوایئے۔ حضورؐ نے اس
کی طرف دیکھا، مسکرائے اور حکم دیا کہ اسے کچھ دیا جائے[1] جناب
رحمۃ للعالمین طائف کے شہر میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے تو شہر کے اوباشوں
نے آپؐ پر پے در پے پتھر برسائے اور بدن مبارک سے خون بہہ
نکلا۔ شہر سے نکلے تو حضرت جبریل حاضر ہوئے اور کہا، آپ کہیں تو یہ
پہاڑ ان پر گرا دوں۔ آپؐ نے فرمایا، نہیں مجھے توقع ہے کہ ان کی اولاد
میں سے اہل ایمان اٹھیں گے[2]

---

(۱۷)

عَنْ اَبِیْ یَعْلٰی شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ				
سے	ابو	یعلی	شداد	بن اوس
روایت ہے)	ابو	یعلی	شداد	بن اوس

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ			
	عن	رسول	اللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے	(انہوں نے بیان کیا)	رسول	اللہ

[1] رحمۃ للعالمین [2] بخاری کتاب بدء الخلق

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ

صلی اللہ علیہ و سلم کہا کہ یقیناً

صلی اللہ علیہ و سلم سے کہ حضور نے فرمایا کہ

اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اللہ حکم دیا احسان (کا) پہ ہر شے

اللہ تعالٰی نے ہر شے پر احسان کرنے کا حکم دیا ہے

فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا

تو جب تم نے قتل کیا تو اچھا کرو طریق قتل اور جب

جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھے طریقہ سے قتل کرو اور جب

ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ وَلْيُحِدَّ

تم نے ذبح کیا تو اچھا کرو طریق ذبح اور تیز کرے

تم کوئی (جانور) ذبح کرو تو اچھے طریقہ سے اور تم میں سے کوئی آ

اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهُ

کوئی تم سے چھری اس کی اور راحت دے ذبیحہ اپنے کو

(ذبح کرے تو پہلے) اپنی چھری تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو راحت

رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

روایت کی اس کی مسلم

روایت کیا اس کو مسلم نے

[1] صحیح مسلم کے ایک نسخہ میں یہ لفظ ہے دیکھنے میں آیا ہے کہ کتاب الصید باب الامر باحسان الذ

Marfat.com

فرہنگ :-

قِتْلَہ قتل کرنے کا طریقہ ۔ ذِبْحَہ ذبح کرنے کا طریقہ

اراحَ راحت دی ۔ یُرِیْحُ وہ راحت دیتا ہے ۔ لِیُرِحْ وہ راحت دے

شرح حدیث نمبر ۱۷

احسان

احسان کی تعریف دوسری حدیث کی شرح میں آچکی ہے۔

احسان کرنے کا حکم صرف اہل اسلام کے ساتھ نہیں بلکہ دوست دشمن سب کے ساتھ ہے ۔ قرآن حکیم بتاتا ہے کہ اگر تم بدی کی مدافعت نیکی سے کروگے تو تمہارا دشمن بھی تمہارا دلی دوست بن جائے گا ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دوسرے شخص کی رائے کے پیچھے چل کر مت کہو کہ لوگ ہمارے ساتھ احسان کریں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور وہ زیادتی کریں گے تو ہم بھی زیادتی کریں گے ۔ نہیں، یہ موقف اختیار کرو کہ لوگ احسان برتیں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور اگر وہ برائی کا اظہار کریں تو بھی ہم احسان کا سلوک کریں گے۔

حدیث زیر نظر میں دو چیزوں کا ذکر ہے (قتل اور ذبح کرنا) ان کے بارے میں حکم ہے کہ یہ کام تمہیں غرض کی مجبوری سے انجام دینا پڑیں تو حتی الوسع نرم طریقہ سے انجام دو۔

قتل ۔ قتل کے کئی موقعے ہو سکتے ہیں ۔ مثلاً

(۱) موذی جانور مثلاً سانپ ، بچھو وغیرہ کا مارنا ۔ انہیں جان بوجھ کر ظالمانہ طریقے سے مارنا اور طرح طرح کی ایذاؤں سے ہلاک کرنا

ـلـه ترمذی کتاب الصبر والصلہ

Marfat.com

درست نہیں۔ مثلاً اگر کسی موذی جانور کو لاٹھی سے مارا جا سکتا ہو تو اسے جلانے کی قطعاً اجازت نہیں۔

۲- دشمن کو میدانِ جہاد میں مارنا: اسلام سے قبل عرب کے لوگ اپنے دشمنوں کو بڑی بے رحمی سے مارتے تھے۔ ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضا الگ الگ کاٹ دیتے تھے۔ اس کو مثلہ کہتے ہیں۔ بار ہا دشمن کو درخت سے باندھ کر تیر اندازی کی آزمائش کرتے تھے۔ ہادیِ برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کے ان بے رحمانہ طریقوں سے منع فرمایا۔

اگر کسی ظالم نے قتل کا ارتکاب ظالمانہ طریقے سے کیا ہو تو اس صورت میں حکومت کو اسے اسی انداز سے مارنے کی اجازت ہے تاکہ دیگروں کو عبرت ہو۔

بدر کے قیدیوں میں ایک شخص سُہیل نام تھا حضرت عمرؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جناب! اس کے دو دو دانت اوپر نیچے سے توڑ دیں تاکہ پھر آپؐ کے خلاف کسی جگہ خطبہ نہ دے۔ آپؐ نے فرمایا، اگر میں اس کا مثلہ کردوں تو اللہ تعالےٰ بھی میرا مثلہ کرے گا اگرچہ میں نبی ہوں [1] ایک بار آپؐ نے حکم دیا کہ قریش کے فلاں دو کو ملیں تو انہیں جلا دینا۔ پھر فرمایا، نہیں۔ صرف قتل کرنا کیونکہ آگ کا عذاب دینا فقط اللہ تعالےٰ کا حق ہے [2]

ذبح:- جانور کو ذبح کرنا ہو تو اسے ایسے طریقے سے ذبح کیا جائے کہ اسے دکھ زیادہ نہ ہو۔ جانور کو گھسیٹ کر نہ لے جاؤ اگر پیاسا ہو تو پہلے اسے پانی پلاؤ۔ اسے گرا کر اس کی آنکھوں کے سامنے

---

[1] تاریخ طبری [2] شرح اربعین ابن حجر بحوالہ بخاری

Marfat.com

چھری تیز نہ کرو۔ ایک جانور کے سامنے دوسرا جانور ذبح نہ کرو۔ چھری خوب تیز ہو تاکہ جانور کو زیادہ دکھ نہ ہو۔

ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک شخص بکری کو ذبح کرنے کے لئے گرا کر اس کے سامنے چھری تیز کر رہا ہے اور بکری دیکھ رہی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا، کیا تم اسے مرنے سے پہلے ہی بار بار مارنا چاہتے ہو۔ ایک بکری قصاب سے بھاگی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئی۔ قصاب نے اسے ٹانگوں سے پکڑا اور گھسیٹنے لگا۔ حضورؐ نے قصاب سے فرمایا، اے قصاب اسے موت کی طرف نرمی سے لے کر جا۔ ایک صحابیؓ نے حضورؐ سے عرض کیا کہ بکریوں کو ذبح کرتے وقت مجھے ترس آتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا، اگر تم ان پر رحم کرو گے تو اللہ تعالےٰ بھی تم پر رحم کرے گا[1]

(۱۸)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ

سے	ابو	ذر	جندب	بن	جنادۃ

(روایت ہے)	ابوذر	جندب	بن	جنادہ

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ اَبِیْ

اور	ابی

رضی	اللہ	تعالیٰ	عنہ	سے	اور

[1] یہ احادیث شرح اربعین ابن حجر سے لی گئی ہیں

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ رَضِیَ

عبدالرحمٰن معاذ بن جبل

ابو عبدالرحمٰن معاذ بن جبل رضی اللہ

اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ

اللہ رسول سے

تعالٰے عنہ سے (انہوں نے بیان کیا) رسول اللہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقِ

صلی اللہ علیہ و سلم کہا ڈر

صلی اللہ علیہ و سلم سے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ

اللّٰہَ حَیْثُمَا کُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ

اللہ (سے) جہاں کہیں تو ہوا اور پیچھے بھیج بدی (کے)

تو جس جگہ ہو اللہ سے ڈر اور برائی کے پیچھے نیکی

الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا وَخَالِقِ النَّاسَ

نیکی محو کرے گی اسے اور برتاؤ کر لوگوں (سے)

کر وہ (نیکی) اسے مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ

بِخُلُقٍ حَسَنٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ

ساتھ برتاؤ اچھا روایت کی اس کی ترمذی اور کہا

عمدہ برتاؤ کر ۔ بیان کیا اس کو ترمذی نے اور کہا

Marfat.com

حَدِیثٌ حَسَنٌ

حدیث حسن

کہ یہ حدیث حسن ہے۔

شرح حدیث نمبر ۱۸

تقویٰ ۔ توبہ ۔ حُسنِ خُلق

اس حدیث کے ایک راوی حضرت ابوذر غفاریؓ ہیں اور ایک حضرت معاذ بن جبلؓ

اسلام کا ابھی آغاز تھا اور اس کی تبلیغ درونِ پردہ تھی کہ ابوذر غفاری کے کان میں بھنک پڑی ۔ آپ مکہ آئے اور بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوئے ۔ یہ دن اہل اسلام کے لئے سخت آزمائش کے تھے ۔ قریش مکہ اسلام کی اشاعت کو روکنے کے لئے نہایت ظالمانہ ہتھکنڈے برت رہے تھے ۔ ان حالات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ کو ہدایت کی کہ واپس اپنے قبیلہ میں تشریف لے جائیں اور مناسب وقت کا انتظار کریں ۔ حضورؐ نے ابوذر کو ایک جامع نصیحت فرمائی جو اس وقت ہمارے پیش نگاہ ہے ۔ یہی نصیحت آپؐ نے حضرت معاذؓ کو بھی ارشاد فرمائی جب وہ یمن میں عامل ہو کر گئے ۔

اس حدیث میں تین چیزوں پر بہت تاکید ہے (۱) تقوےٰ (۲) توبہ (۳) حسنِ خُلق ۔

تقوےٰ | تقوےٰ کا مادہ وقیٰ ہے جس کے معنی ہیں بچنا ۔ تقوےٰ

Marfat.com

سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا اور برائیوں سے گریزاں رہنا۔ تقویٰ کا تقاضا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا مطیع ہو کر رہے۔ اس کی نافرمانی اور ناشکری نہ کرے اور اسے کسی حال میں نہ بھولے۔

اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ وہ ظاہر و باطن سے آگاہ ہے دل میں جب کوئی خیال اٹھتا ہے تو اس سے قبل کہ ہم خود اس سے آگاہ ہوں اللہ تعالیٰ کو علم ہوتا ہے۔ اس لئے خوفِ خدا ہر حال میں ضروری ہے۔ ہر عمل کی بنا تقوےٰ پر ہونی چاہیے۔ حدیث قدسی ہے کہ میں اس بات کا سزاوار ہوں کہ مجھ سے تقوےٰ رکھا جائے جس نے مجھ سے تقوےٰ کیا اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ جانا اس کے لئے میرے پاس مغفرت ہے[1]

تقویٰ انتہائی احتیاط کا نام ہے۔ حسن بصریؒ کا قول ہے کہ متقین کا تقویٰ اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک وہ حرام کے شبہ میں بہت حلال چیزوں کو بھی ترک نہ کر دیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ آدمی اس وقت تک متقی نہیں ہوتا جب تک مشکوک چیزوں کو چھوڑ کر غیر مشکوک چیزوں کو اختیار نہ کرلے۔ ارشاد نبوی ہے کہ جو شخص شبہات سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیا۔ ایک دن حضرت ابو ذرؓ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے نصیحت فرمایئے۔ حضورؐ نے جواب دیا میں تمہیں تقویٰ کی تلقین کرتا ہوں کیونکہ یہ ہر چیز کی ابتدا ہے۔ ایک دفعہ حضرت ابوسعید خدری نے آپؐ سے نصیحت کی درخواست کی تو ان سے بھی آپؐ نے یہی الفاظ ارشاد فرمائے۔

---

[1] شرح اربعین از ابن حجر

Marfat.com

یزید بن ابی سلمہ نے ایک بار آپ سے عرض کیا، میں نے آپ سے بہت حدیثیں سنی ہیں۔ مجھے خدشہ ہے کہ بعد کی احادیث یاد رکھوں اور پہلی بھول نہ جاؤں۔ آپ کوئی ایسا کلمہ ارشاد فرمایئے جو جامع ہو۔ حضور نے جواب دیا کہ اپنے علم کے مطابق اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ غیور ہے اور اسے غیرت اس بات پر آتی ہے کہ کوئی شخص حرام چیز کا ارتکاب کرے۔

نیکی کی پہلی منزل تقوےٰ ہے اور آخری احسان۔ تقوےٰ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھتے ہوئے برائی سے بچنا اور احسان یہ ہے کہ آدمی اس دھیان سے نیکی کرے کہ گویا اللہ تعالےٰ اس کے سامنے ہے۔ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ اَمَامَكَ (اللہ تعالےٰ کا دھیان رکھ، تو اسے سامنے دیکھے گا) (نیز دیکھو صفحہ ۱۰۵)

توبہ گناہ انسانی فطرت کے آئینہ کو داغدار کرتے ہیں اور نیکی اسے صیقل کرتی ہے۔ آئینۂ فطرت کا جوہر چونکہ پاکیزہ ہے اس لئے نیکی سے اسے بہت رغبت ہے اور برائی کے مقابلہ میں نیکی کا اثر زیادہ سرعت سے قبول کرتا ہے۔ لہذا انسان کو چاہیے کہ اس سے کوئی برائی واقع ہو جائے تو وہ اپنی نجات سے مایوس نہ ہو۔ اگر وہ صدق دل سے توبہ کرے اور نیکی کی طرف جھک جائے تو اس کے سب گناہ مٹ سکتے ہیں اور اس کے آئینۂ اخلاق کا زنگار اکھڑ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں عمل کا اندازہ نیت کے پیمانہ سے ہوتا ہے۔ نیت جتنی قوی ہوگی عمل اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں اتنا وزنی ہوگا۔

---

[1] ریاض الصالحین باب المراقبہ

Marfat.com

اگر کسی نے صدق دل سے جہاد کی تمنا کی لیکن اسے موقع نہ بھی ملا تو جہاد کا ثواب اس کے حساب میں لکھا جائے گا۔ توبہ کا بھی یہی معاملہ ہے۔

حدیث نبوی ہے کہ اللہ تعالےٰ بندے کی توبہ سے اسی طرح خوش ہوتا ہے جیسے ایک ایسا شخص جو دشت میں تھا کہ اس کی سواری بھاگ گئی۔ اس پر کھانے پینے کا سامان تھا۔ وہ مایوس ہو کر درخت کے سایہ میں پڑ گیا اور اس کی سواری اچانک لوٹ آئی[1] اگر گناہ کے بعد ندامت ہو اور اخلاص دل سے ایک آنسو بھی ٹپک پڑے تو یہ آنسو اللہ تعالےٰ کو بہت محبوب ہوتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالےٰ کے خوف سے رونے والے کا آگ میں جانا ایسے ہی محال ہے جیسے دودھ کا پلٹ کر تھنوں میں جانا[2]

حدیث قدسی ہے کہ اے ابن آدم جب تو نے مجھے پکارا اور مجھ سے اچھی امید رکھی تو میں تیری بخشش کردوں گا چاہے تجھ سے کوئی گناہ بھی سرزد ہو۔ اے ابن آدم مجھے پروا نہیں چاہے تیرے گناہ آسمان کے بادلوں تک جا پہنچیں اور تو نے مغفرت مانگی تو میں تجھے بخش دوں گا۔ اے ابن آدم تو زمین کو اپنی خطاؤں سے بھر کر بھی میرے پاس آئے اور مجھے اس حالت میں ملے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو میں زمین کو مغفرت سے بھر کر تیری طرف لاؤں گا (حدیث نمبر ۴۲)

توبہ کے لفظی معنی ہیں لوٹنا۔ یعنی آدمی گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ

---

[1] ریاض الصالحین باب التوبہ [2] ریاض الصالحین باب فضل البکاء من خشیۃ اللہ

Marfat.com

سے دور ہٹ جائے تو پشیمان ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹے۔ جب انسان اللہ کی طرف پلٹتا ہے تو اللہ بھی اس کی طرف التفات کرتا ہے اس التفاتِ الٰہی کو بھی توبہ کہتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ تواب کہلاتا ہے۔

مومن کی توبہ اللہ تعالیٰ فوراً قبول کرتا ہے بشرطیکہ (۱) گناہ پر سچی ندامت ہو۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (اے ایمان والو! اللہ کی طرف اخلاص سے لوٹو) (۲) آدمی گناہ سے کٹ جائے (۳) آئندہ برائی سے بچنے کا پختہ عزم ہو۔ محض زبان کا توبہ مقبول نہیں جب تک نیک بننے کی پوری کوشش نہ کی جائے۔ اگر برائی علانیہ کی ہے تو توبہ بھی علانیہ کرے اور اگر برائی پوشیدہ کی ہے تو پوشیدہ توبہ کرے بدی کا چرچا کرنا درست نہیں۔

ایک صحابیؓ سے کوئی گناہ سرزد ہوا جس کی قانون میں گرفت نہ تھی۔ وہ نادم ہوئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھے سزا دیجئے۔ آپؐ خاموش رہے۔ نماز کا وقت ہوا۔ صحابیؓ نے حضورؐ کے ہمراہ نماز ادا کی اور دوبارہ اپنی درخواست پیش کی۔ آپؐ نے فرمایا، کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ وہ بولے ہاں۔ فرمایا، تو پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارا گناہ بخش دیا۔ دوبارہ نہ کرنا۔[1]

حسن خلق حسن خلق سے مراد ہے لوگوں کے ساتھ پسندیدہ برتاؤ کرنا۔ ان سے خندہ پیشانی سے ملنا، اچھی گفتگو کرنا مشکل میں کام آنا، ان کو بدی اور نقصان سے بچانا اور بہتری میں ان

---

[1] ریاض الصالحین

Marfat.com

کا مددگار ہونا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حسنِ خلق کے پیکر تھے۔ آپؐ کی زبان یا ہاتھ سے کسی کو ضرر نہیں پہنچا۔ آپ ہمیشہ نوعِ انسانی کی فلاح میں کوشاں رہے۔ حسنِ خلق کی تاکید میں آپ سے کئی احادیث منقول ہیں مثلاً[1]

(۱) اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا۔ تم میں بہترین وہ ہیں جو اخلاق میں بہترین ہیں (متفق علیہ)

(۲) قیامت کے دن مومن بندے کے ترازو میں کوئی شے حسنِ خلق سے زیادہ بھاری نہیں ہوگی۔ (ترمذی)

(۳) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بار پوچھا گیا کہ کون سی چیز سب سے زیادہ جنت میں داخل کرنے والی ہے۔ آپؐ نے جواب دیا۔ اللہ کا خوف اور حسنِ خلق (ترمذی)

(۴) اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُہُمْ خُلُقًا (ترمذی) (مومنین میں کامل ترین ایمان والا شخص وہ ہے جو خلق میں احسن ترین ہے)

(۵) مومن اپنے حسنِ خلق کے ساتھ روزہ دار اور نماز گزار شخص کا درجہ پالیتا ہے (ابوداؤد)

(۶) حضورؐ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن میرے نزدیک تم میں محبوب ترین اور قریب ترین لوگ وہ ہوں گے جو اخلاق میں بہترین ہیں (ترمذی)

---

[1] یہ احادیث ریاض الصالحین باب حسن الخلق سے لی گئی ہیں۔

Marfat.com

(۱۹)

عَنْ حِبْرِ اَبِی الْعَبَّاسِ عَبْدِ اللّٰہِ

سے حبرالامت ابو العباس عبداللہ

(روایت ہے) حبرالامت (امت کے عالم) ابوالعباس عبداللہ

بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا

بن عباس ان دو سے

بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے

قَالَ کُنْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

کہا میں تھا پیچھے نبی صلی اللہ

انہوں نے کہا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا غُلَامُ اِنِّیْ

علیہ و سلم تو کہا اے لڑکے یقیناً میں

کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا کہ آپ نے فرمایا، اے لڑکے اللہ تعالیٰ

اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ

سکھاتا ہوں تجھے کلمے دھیان رکھ (اللہ کا) دھیان رکھے گا تیرا

کا دھیان رکھ، وہ تیرا دھیان رکھے گا

Marfat.com

احْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَكَ اِذَ

دھیان رکھ اللہ (کو) تو پائے گا اسے سامنے تیرے جب

اللہ کا دھیان رکھ تو اسے اپنے سامنے دیکھے گا۔ جب

سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ

تونے سوال کیا تو سوال کر اللہ (سے) اور جب تونے مدد ما

تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کر اور جب مدد مانگے

فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ

تو مدد مانگ ساتھ اللہ اور جان لے کہ یقیناً امت

تو اللہ سے مدد مانگ اور جان لے کہ اگر قوم اس

لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْكَ بِشَیْءٍ

اگر جمع ہوئی پر کہ نفع دیں تجھے ساتھ کوئی

بات پر مجتمع ہو جائے کہ تجھے کسی چیز کا نفع پہنچائیں

لَمْ یَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ

نہ نفع دیا تجھے مگر ساتھ شے ہے لکھا اسے اللہ

تو تجھے کسی چیز کا نفع نہیں دے سکتے سوائے اسکے جو اللہ

تَعَالٰی لَكَ وَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ

تعالیٰ (نے) لئے تیرے اور اگر وہ جمع ہوئے پر کہ

تیرے لئے لکھ دیا اور اگر اس بات پر جمع ہو جائیں

Marfat.com

يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ

ضرر دیں تجھے ساتھ شے نہ ضرر دیا تجھے مگر ساتھ شے ہے

تجھے کسی بات کا ضرر دیں تو تجھے ضرر نہیں دیں گے کسی

كَتَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ

لکھا اسے اللہ تعالیٰ (نے) خلاف تیرے اٹھائے گئے قلم

چیز کا سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے خلاف لکھ دی۔ قلم اٹھا دیئے

وَجَفَّتِ الصُّحُفُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

اور سوکھ گئے اوراق (روایت کی اس کی ترمذی

گئے اور صحیفے سوکھ گئے۔ روایت کیا اسے ترمذی نے اور

وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيْحٌ) (وَفِيْ رِوَايَةِ

اور کہا حسن صحیح اور میں روایت

کہا حسن صحیح ہے) (اور غیر ترمذی کی

غَيْرِ التِّرْمِذِيِّ) اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ

سوائے ترمذی دھیان رکھ اللہ (کا) تو دیکھے گا اسے

روایت میں ہے) اللہ کا دھیان رکھ تو اسے سامنے

اَمَامَكَ تَعَرَّفْ اِلَى اللّٰهِ فِي الرَّخَاءِ

سامنے تیرے محبت کر طرف اللہ میں کشادگی

دیکھے گا۔ کشادگی میں اللہ کی طرف مائل ہو

Marfat.com

يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ وَ اعْلَمْ اَنَّ مَا

پہچانے گا تجھے میں شدت اور جان کہ یقیناً جو

وہ شدت میں تیری پہچان رکھے گا اور جان لے کہ یقیناً

اَخْطَاكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ وَمَا

چوکا تجھ سے نہ ہوا کہ پاتے تجھے اور جو

جو بات تجھ سے چوک گئی وہ تجھ تک پہنچنے والی نہ تھی اور جو

اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَ

پہنچا تجھے نہ ہوا کہ چوکے تجھ سے اور

بات تجھے پہنچی وہ تجھ سے چوکنے والی نہ تھی اور

اعْلَمْ اَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ وَ اَنَّ

جان کہ یقیناً مدد ساتھ استقامت اور کہ یقیناً

جان لے کہ مدد استقامت کے ساتھ ہے اور یقیناً

الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ وَ اَنَّ مَعَ

کشائش ساتھ تنگی اور کہ یقیناً ساتھ

تنگی کے ساتھ کشائش ہے اور یقیناً مشکل کے

الْعُسْرِ يُسْرًا۔

مشکل آسانی

ساتھ آسانی ہے۔

شرح حدیث نمبر ۱۹

یقین و توکّل

حدیث نمبر ۴ کی شرح میں ہم تفصیلاً دیکھ آئے ہیں کہ قرآن حکیم میں تصریح سے بتایا گیا ہے کہ عقیدۂ قدر پر ایمان لانا اس لئے ضروری ہے کہ انسان ثابت قدم رہے۔ اگر اسے کسی کام میں ناکامی بھی ہو جائے تو دل نہ ہارے بلکہ اس یقین کے ساتھ نئے سرے سے جد و جہد کا آغاز کر دے کہ میرا کام فقط کوشش و محنت کرنا ہے انجام اس عزیز و قدیر اللہ کے ہاتھ ہے جس کی مشیت کے بغیر دنیا میں کچھ نہیں ہوتا اور رہا ثواب تو وہ کبھی ضائع نہیں جاتا۔ اللہ تعالےٰ انسان کی نیت اور کوشش کو دیکھتا ہے اور اس کے اندازہ سے ثواب عطا کرتا ہے۔ اس لئے اس عارضی دنیا کی ناکامی پر ہمت کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیے۔ یہی توکل ہے۔ توکل سے مراد یہ نہیں کہ آدمی ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے کہ تمہیں جو ملتا ہے وہ اس دنیا کی عارضی متاع ہے اور جو اللہ تعالےٰ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے ان کے لئے جو ایمان لائے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے ہیں (۴۲ : ۳۶) قرآن حکیم میں منافقین کی طرف اشارہ کر کے اہلِ ایمان سے خطاب ہے کہ جب تمہیں کوئی اچھی بات حاصل ہوتی ہے تو ان کو برا لگتا ہے اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پیش آئے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا معاملہ پہلے ہی تھام کر مستحکم کر لیا تھا اور پھر وہ منہ موڑ جاتے ہیں اور فرحاں ہوتے ہیں۔ کہیے کہ وہی مصیبت ہم پر آتی ہے جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دی ہے۔ وہی ہمارا مولا ہے۔

Marfat.com

اور مومنوں کو اللہ پر بھروسا کرنا چاہیے (۹ : ۵۰ - ۵۱) ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ ایک سچا مومن اللہ تعالیٰ کی قدرت پر پورا بھروسہ رکھتا ہے ۔ وہ اس کی مدد پر انحصار رکھتا ہے اور اس کے احکام کو خوشی سے بجالاتا ہے چاہے اسے کتنے ہی مصائب کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے ۔ اسے یقین ہوتا ہے کہ انجام اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے کسی بندے کے تصرف میں نہیں ۔ وہ ماسوا اللہ سے نہیں ڈرتا وہ خدا سے رشتہ توڑ کر اوروں سے تعلق نہیں جوڑتا ۔ ارشادِ خداوندی ہے کہ شیطان کا زور ان پر نہیں چلتا جو ایمان لاتے ہیں اور خدا کا بھروسہ کرتے ہیں (۱۶ : ۹۸ - ۹۹)

قرآن حکیم میں آیا ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ تمہارا مددگار ہو تو کون تمہیں مات دے سکتا ہے اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو کون ہے جو اس کے بعد تمہارا مددگار ہو سکتا ہے ۔ بس اللہ تعالےٰ کی ذات پر بھروسہ کرنا چاہیے (۳ : ۱۵۹) حدیث زیرِ نظر اس ارشادِ خداوندی کی مزید توضیح کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ توکل تن آسانوں کی افیون نہیں بلکہ جانبازوں کی شمشیرِ جگر دار ہے ۔

اللہ تعالےٰ انہی کی مدد کرتا ہے جو عمل کے دھنی ہوتے ہیں اور حوادث سے نہیں ڈرتے ۔ حدیث زیرِ نظر میں ارشاد ہے کہ مدد استقامت کے ساتھ، کشاکش پریشانی کے ساتھ اور آسانی مشکل کے ساتھ وابستہ ہے ۔ اگر آدمی ثابت قدم رہے تو اللہ کی مدد عجیب عجیب طور سے پہنچتی ہے ۔ حضرت ابراہیم کو جب آگ میں پھینکنے لگے تو آپ کی زبان پر یہ کلمے تھے حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (اللہ مجھے کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے) آگ ٹھنڈی ہو کر چمن کی صورت لہلہا اٹھی ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ایک درخت

Marfat.com

کے نیچے تنہا محو خواب تھے۔ ایک کافر آگیا۔ آپ کی تلوار کو جو درخت میں لٹک رہی تھی تھام لیا۔ آپ کو جگایا اور کہا، اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ حضورؐ نے فرمایا، اللہ تعالےٰ۔ یہ سن کر کافر کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور حضورؐ نے اٹھا لی۔ انسان اللہ تعالےٰ کی نصرت پر کامل یقین رکھے اور اس کے احکام اور ہدایات کے بموجب محنت کرے تو اس پر رزق کے دروازے اچانک کھلتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے، کہ اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرو جیسے توکل کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح رزق دے گا جیسے پرندے کو دیتا ہے۔ صبح تم خالی پیٹ گھر سے نکلو اور شام کو شکم سیر ہو کر آؤ۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رزق کی تلاش میں گھر سے نکلنا ضروری ہے۔ پرندے کو بھی آشیانے میں رزق نہیں پہنچتا بلکہ اسے بھی حتی الوسع تلاش میں جان کھپانی ہوتی ہے۔

اسلام کی تاریخ دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ مٹھی بھر مسلمانوں نے لاکھوں دشمنانِ اسلام کے منہ موڑ دیئے تھے۔ بارہا محض تکبیر کی گونج سے دشمن کی فوج حواس باختہ ہو گئی اور ہتھیار ڈال دیئے۔

توکل ہمیں توحید کا یہ سبق سکھاتا ہے کہ اللہ کی قدرت میں کوئی ساجھی نہیں کسی کے پاس اگر کچھ طاقت و قدرت ہے تو وہ از بس محدود ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ۔ وہ جب چاہے واپس لے سکتا ہے اس لئے مومن انسان رزق اور حاجت روائی کا اصل سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو سمجھتا ہے۔ اس کے بندوں تک کام آپڑے تو صاحبِ ایمان شخص کسی بندے کو خدا نہیں سمجھتا۔ اس کے آگے سجدہ نہیں کرتا، نہ اپنے کو ذلیل کرتا ہے اور نہ گھٹیا رستے پر چلتا ہے۔ مومن کا عقیدہ ہے کہ جو چیز اللہ تعالےٰ کو منظور ہے وہ مل کر رہے گی اور جو اسے منظور نہیں

Marfat.com

وہ کبھی نصیب نہ ہو گی۔ اگر سب دنیا ایک طرف ہو جائے تو بھی
اللہ کی مشیت کو شکست نہیں دے سکتی۔ جو اللہ کا ہو جائے اللہ تعالیٰ
اس کا ہو جاتا ہے۔ اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ (اللہ کا دھیان رکھ یعنی
اس کو یاد رکھ اور اس کے احکام بجالا وہ تمہاری حفاظت کرے گا)
جو لوگ اللہ تعالیٰ کا بھروسہ چھوڑ کر مخلوقِ خدا کا سہارا لیتے ہیں
ان کو اللہ تعالیٰ مشرک شمار کرتا ہے چاہے وہ زبان سے کلمہ گو
ہوں۔ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بار صحابہ کرامؓ سے فرمایا
کہ میری امت سے ستر ہزار اشخاص بغیر حساب و عذاب کے جنت میں
داخل ہوں گے۔ یہ کہہ کر حضور گھر تشریف لے گئے۔ صحابہؓ کرام بیٹھے
سوچنے لگے کہ یہ ستر ہزار اشخاص کون ہوں گے۔ طرح طرح کے خیال
دوڑانے لگے کہ اتنے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے اور پوچھا کیا سوچ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا تو حضور نے
فرمایا کہ یہ ستر ہزار اشخاص وہ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہ کرتے ہیں نہ
کرواتے ہیں اور فال گیری نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے
ہیں[1]

قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ
وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا
وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ۔ (سچے مومن صرف وہ ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا
جائے تو ان کے دل کانپ اٹھیں۔ اور جب اس کی آیات کی تلاوت
کی جائے تو ان کا ایمان بڑھ جائے اور وہ اللہ پر توکّل رکھتے ہیں۔

---

[1] ریاض الصالحین باب فی الیقین والتوکّل

Marfat.com

(۲۰)

عَنْ اَبِی مَسْعُودٍ عُقْبَہ بن عَمْرٍو الْاَنْصَارِیِّ

سے ابو مسعود عقبہ بن عمرو الانصاری

(روایت ہے) ابو مسعود عقبہ بن عمرو الانصاری

الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

البدری کہا کہا رسول

و البدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ

اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِنَّ مِمَّا

اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقیناً سے جو

صلی اللہ علیہ و سلم نے کہ لوگوں نے سابقہ

اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّۃِ الْاُوْلٰی

پایا لوگ سے کلام نبوت پہلی

نبوت سے جو حاصل کیا اس میں سے (ایک یہ بات) ہے

اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

جب نہ حیا کی تو نے تو کر جو چاہا تو نے

کہ جب تو نے حیا نہ کی تو تیرے جی میں جو آئے کر

Marfat.com

رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

روایت کی اس کی بخاری

روایت کی اس کی بخاری نے۔

شرح حدیث نمبر ۲۰

حیا

ہر متمدن سوسائٹی میں انسانوں کے بے لگام جذبات اور میلانات پر بندشوں اور اشاعات کا پہرہ ہوتا ہے۔ طفلانہ حرکات کو جو اول اول بے قابو جذبات کا پرتو ہوتی ہیں سلیقہ کی چھڑی اور اصلاح کی قمچی سے سدھار کر شریفانہ بنایا جاتا ہے۔ اخلاق کے ضابطے، قانون کی حد بندیاں، معاشرہ کے اطوار، نشست و برخاست کے سلیقے، کھانے پینے کے تکلفات، گفتگو کے آداب اور میل جول کی رسمیں آخر قدرتی رجحانات پر پابندیوں کے مختلف نام ہی تو ہیں جن کے بدولت انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے۔ دیگر مخلوقات اور انسان کے درمیان ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ وہ اپنے جذبات کے اسیر ہوتے ہیں اور انسان جذبات کی غلامی سے بہت اشرف (بلند تر) ہے صحیح معنی میں اشرف المخلوقات وہی ہے جو دین و شریعت اور معاشرہ کی پابندیوں کو خوشی سے تسلیم کرتا ہے۔ ان پابندیوں کی روح حیا ہے۔

حیا وہ بنیادی پابندی ہے جسے انسان خود اپنے پر عائد کرتا ہے اس سے اخلاق کی سب شاخوں کی تراش و خراش ہوتی رہتی ہے، کیونکہ زندگی کے کسی ایک شعبہ میں بھی نظم و ضبط کی تربیت ہو تو وہ دیگر

Marfat.com

شعبوں میں بھی ضرور اپنا اثر دکھاتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اَلْحَیَاءُ لَا یَأْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ[۱] حیا سے بھلائی ہی بھلائی ملتی ہے، یعنی انسان اپنی حدود کے اندر رہنا سیکھ لیتا ہے کسی کے حقوق پر ڈاکہ نہیں ڈالتا۔ اسے ہمیشہ اپنی اور دیگروں کی ناموس کا دھیان رہتا ہے

حیاء کی اخلاق میں اس قدر بنیادی حیثیت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایمان کا حصہ قرار دیا ہے[۲]۔ یعنی جیسے ایمان انسان کے تمام اخلاق کا سرچشمہ ہے ایسے ہی حیا بھی انسان کو نہ صرف برائیوں سے روکتی ہے بلکہ اس بات سے بھی منع کرتی ہے کہ وہ نیکی میں کوتاہی کرے۔

حیا کے جامع اور ہمہ گیر منافع کے پیش نظر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث زیر نظر میں ارشاد ہے کہ حیا سب سابقہ شریعتوں کا ماحصل ہے صداقت، دیانت اور امانت کی طرح اس پر بھی ہر شریعت میں تاکید رہی ہے۔ حیا انسان کو مجبور کرتی ہے کہ وہ دین و اخلاق کی کل پابندیوں کو قبول کرے۔

---

(۲۱)

عَنْ	اَبِیْ	عَمْرٍو	وَقِیْلَ	اَبِیْ	عَمْرَةَ
سے	ابو	عمرو	(اور کہا گیا	ابو	عمرہ)
روایت ہے	ابو	عمرو	(یا	ابو	عمرہ)

[۱] بخاری [۲] شرح اربعین از ابن حجر

Marfat.com

سُفْيَانَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ

سفیان ابن عبداللہ

سفیان ابن عبداللہؓ رضی اللہ

تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

کہا میں نے کہا یا رسول اللہ

تعالیٰ عنہ سے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

قُلْ لِّي فِي الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْاَلُ

کہہ مجھے میں اسلام قول نہ سوال کروں

اسلام کی کوئی ایسی بات فرمایئے کہ آپ کے سوا

اَحَدًا غَيْرَكَ قَالَ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ

کوئی سوا تیرے کہا کہہ میں ایمان لایا ساتھ اللہ

کسی اور سے نہ پوچھوں ۔ حضور نے فرمایا کہہ میں اللہ پر ایمان

ثُمَّ اسْتَقِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

پھر استقامت کر روایت کی اس کی مسلم

لایا اور پھر ثابت قدم رہ ۔ روایت کیا اس کو مسلم نے

شرح : اس حدیث کی شرح پہلی حدیث کی شرح میں آچکی ہے ۔ دیکھو صفحہ

ؔ صحیح مسلم کے ایک اور نسخہ میں ہے لا اسال عنہ احدًا غیرک

Marfat.com

(۲۲)

عَنْ اَبِی عَبْدِ اللّٰهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

سے ابو عبداللہ جابر بن عبداللہ

(روایت ہے) ابو عبداللہ جابر بن عبداللہ

الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا

الانصاری

الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ

اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی

یقیناً ایک شخص پوچھا رسول اللہ صلی

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَیْتَ اِذَا

اللہ علیہ و سلم پھر کہا کیا آپکی رائے ہے جب

سے سوال کیا اور پوچھا کہ آپ کی اس بارہ میں

صَلَّیْتُ الْمَکْتُوْبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ

نماز پڑھی میں نے فرض نمازیں اور روزہ رکھا رمضان

کیا رائے ہے کہ میں فرض اور واجب نمازیں پڑھوں اور رمضان کے روزے رکھوں

Marfat.com

وَ اُحْلِلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ

اور حلال ٹھہرایا میں نے حلال اور حرام ٹھہرایا میں نے حرام

حلال کو حلال جانوں اور حرام کو حرام جانوں

وَلَمْ اَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ شَيْئًا اَدْخُلُ

اور نہ زیادہ کیا پر وہ (اس پر) کچھ میں داخل ہوں گا

اور اس پر کچھ نہ بڑھاؤں تو کیا جنت میں جاؤں گا؟

الْجَنَّةَ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

جنت کہا ہاں روایت کی اس کی مسلم

حضور نے فرمایا، ہاں۔ روایت کیا اس کو مسلم نے

شرح حدیث نمبر ۲۲

فرائض اور حلت وحرمت کی نگاہ داشت

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو مسلمان نماز ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث اس وقت کی ہے جب زکوٰۃ اور حج فرض نہیں ہوئے تھے۔

ارکانِ اسلام پر عمل کرنے اور حرام چیزوں سے بچنے کا صلہ جنت ہے

ارکانِ اسلام دین کی بنیاد ہیں، ان پر عمل کئے بغیر چارہ نہیں، علاوہ ازیں جو مسلمان ممنوعات سے بچتا ہے وہ گویا گناہ کا مرتکب نہیں ہوتا بظاہر

Marfat.com

سائل کا سوال سادہ تھا لیکن اس کا مطلب بہت وسیع ہے۔ گناہوں سے پہلو بچا کر رہنا بہت بڑا اخلاقی کارنامہ ہے۔ حضور نے جس بات کی ضمانت دی ہے وہ جنت ہے لیکن جنت کے بھی درجے ہیں جنت کے مدارج طے کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ نیکی کی ضرورت ہے۔ ارکانِ اسلام کی تعمیل اور حلت و حرمت کی پابندی کے علاوہ جو بھی نفل نیکی ہو سکے اس کو انجام دینا چاہیے۔

---

(۲۳)

عَنْ	اَبِی	مَالِكٍ	الْحَارِثِ	ابنِ عَاصِمٍ
سے	ابو	مالک	الحارث	ابن عاصم

(روایت ہے) ابو مالک الحارث بن عاصم الاشعری

الْاَشْعَرِیِّ	رَضِیَ	اللّٰہُ	تَعَالٰی	عَنْہُ
الاشعری	رضی	اللہ	تعالےٰ	عنہ

رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے انہوں نے کہا

قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ	اللّٰہِ	صَلَّی اللّٰہُ
کہا	کہا	رسول	اللہ	صلی اللہ

کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ

علیہ و سلم طہارت نصف ایمان

نے کہ طہارت نصف ایمان ہے اور

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِيْزَانَ وَسُبْحَانَ

اور الحمد للہ بھرتی ہے ترازو اور سبحان

الحمد للہ کہنا (عمل کے) ترازو کو بھرتا ہے اور سبحان اللہ

اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَاُ

اللہ اور الحمد للہ بھرتے ہیں دیا بھرتی ہے

اور الحمد للہ کے کلمے بھرتے ہیں جو (خلا) آسمانوں

مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

جو درمیان آسمان اور زمین اور

اور زمین کے درمیان ہے اور نماز

اَلصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ

نماز نور اور صدقہ واضح دلیل او

نور ہے اور صدقہ (تمہارے خلوص کی) واضح دلیل ہے

اَلصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَكَ

صبر روشنی اور قرآن ثبوت لئے تیرے

استقامت روشنی ہے اور قرآن (کی پیروی) تمہارے حق میں ثبوت

Marfat.com

اَوْ حُجَّةٌ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ

یا ثبوت خلاف تیرے ہر لوگ سحر کرتا ہے

یا (اس سے غفلت) تمہارے خلاف ثبوت ہے۔ ہر آدمی صبح (کو آنکھ دا) کرتا ہے

فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا

تو خریدار جان اپنی (کا) تو آزاد کرنیوالا اس کا یا ہلاک کرنیوالا اس کا

تو اپنی جان کو خریدتا ہے (اور) پھر اسے آزاد کرتا ہے یا اسے ہلاک کرتا ہے

اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ

روایت کیا ہے اس کو مسلم نے

شرح حدیث نمبر ۲۳

طہور۔ تحمید۔ تسبیح۔ صلاۃ۔ صدقہ۔ صبر

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف دلیل ہے یعنی تمہارا جو کام اس کے موافق ہو وہ درست ہے اور جو اس کے خلاف پڑا وہ غلط ہے جس شخص نے قرآن کے بموجب عمل کیا اس نے عذابِ الٰہی سے برات حاصل کر لی اور جس نے قرآن سے روگردانی کی وہ تباہی کے گڑھے میں گر گیا۔

نیند موت کے مشابہ ہوتی ہے اس وقت انسان کی روح اس سے آزاد ہوتی ہے۔ انسان جاگتا ہے تو اسے اپنی روح پر دوبارہ دسترس

Marfat.com

مل جاتی ہے۔ حدیث زیر نظر میں اسے خریداری سے تشبیہ دی گئی ہے۔ روح کا اللہ تعالےٰ کی رضا کے تابع ہونا اس کی عین آزادی ہے۔ روح اپنی اصل کے اعتبار سے خدا شناس اور حق پرست ہے اس لئے اسے اس فطری میلان کی طرف کھلا چھوڑ دیا جائے تو یہ اس کی آزادی ہوگی اور اگر اس کو ادھر سے روکا جائے تو یہ اس کی غلامی —— بلکہ بربادی ہوگی۔

حدیثِ زیرِ نظر میں قرآن حکیم کی ان تعلیمات کا ذکر آیا ہے: طہور (پاکیزگی)، تحمید، تسبیح، صلاۃ، صدقہ، صبر۔

طہور (پاکیزگی) بدن کی حرکات اور اس کے اسلوبِ نمائش کا انسان کے خیالات اور رجحانات پر بہت اثر پڑتا ہے۔ فوج کی جسمانی ورزشوں کا خیالات کے نظم و ضبط پر بھی عکس اترتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صفیں سیدھی رکھو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا[1] لوگ جس قدر مجلسی زندگی اختیار کریں گے ان میں محبت کے روابط اتنے بڑھیں گے یہی حال صفائی کا بھی ہے۔ بدن صاف رہے تو روح کا بھی صفائی کی طرف میلان ہو جاتا ہے۔

پاکیزگی کو یہاں نصفِ ایمان کہا گیا ہے۔ اگرچہ ایمان تصدیق قلب کا نام ہے لیکن ایمان کو عمل سے جدا کرنا مشکل ہے اس لئے احادیث میں بارہا ان اعمال کو جن کی حیثیت بنیادی ہے ایمان کے شعبے بتایا گیا ہے۔

نماز کا دیباچہ وضوء ہے۔ وضو نہ ہو تو نماز نہیں ہو سکتی۔

---

[1] ریاض الصالحین باب توقیر العلماء

Marfat.com

وضو کی فضیلت میں کئی احادیث آئی ہیں مثلاً۔

وضو کا دھیان ایک مومن ہی رکھتا ہے۔[1]

قیامت کے روز میرے امتی وضو کے آثار سے روشن چہروں اور روشن ہاتھ پاؤں والے کہلائیں گے۔[2]

تحمید و تسبیح زبان سے الحمد للہ کہنے کو تحمید اور سبحان اللہ کہنے کو تسبیح کہا جاتا ہے یہ زبان کی عبادت ہے۔

حدیث نمبر ۱۵ کی شرح میں ہم ایک حدیث لکھ آئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال بہت حد تک زبان کے تابع ہوتے ہیں زبان سے بار بار اللہ تعالٰی کی توصیف و تعظیم ہو تو اعمال میں اللہ تعالٰی کی اطاعت کا رنگ آجاتا ہے۔

تحمید و تسبیح کا حقیقی فائدہ جب ہے کہ ان کے معنی دل میں راسخ ہوں اور جب زبان سے اللہ تعالٰی کی تعریف ہو تو دل میں بھی اس کا دھیان ہو۔

سچے دل سے الحمد للہ کہنے کی اس قدر فضیلت ہے کہ نیک اعمال کا پلڑا اس سے بھر جاتا ہے اور اگر ساتھ ہی سبحان اللہ بھی کہا جائے تو گویا زمین و آسمان کا خلا لبریز ہو جاتا ہے۔

صلاۃ (نماز) نماز کو حدیث زیر نظر میں نور کہا گیا ہے۔ اس کے دو مفہوم ہیں۔ ایک یہ کہ جو لوگ پنج وقتہ نماز پڑھتے ہیں ان کے چہروں پر نور برس رہا ہوتا ہے اور دوسرے یہ کہ نماز روح کے لئے بمنزلہ نور ہے، اسے روشن کرتی ہے اور اسے نیکی کی راہ سجھاتی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ [2] حجۃ اللہ البالغہ

Marfat.com

تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ (نماز یقیناً بے حیائی اور برائی سے منع کرتی ہے) لیکن نماز وہ نماز ہے جو گہرے دل سے مقررہ شرائط اور اوقات کے ساتھ ادا کی جائے۔ فرمانِ نبوی ہے کہ جس نے نماز کی محافظت کی یہ اس کے لئے قیامت کے دن نور، برہان اور نجات ہوگی۔[1]

صدقہ صدقہ سے ایک مراد زکوٰۃ ہے لیکن اس کے عمومی معنی بھی ہو سکتے ہیں یعنی ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کی جائے۔

صدقہ کو یہاں برہان (واضح دلیل) کہا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو کچھ خوشی سے خرچ کیا جاتا ہے وہ انسان کی نیکی کی واضح دلیل ہے۔ اللہ کی راہ میں مال لٹانا بہت بڑی قربانی ہے جس مومن میں یہ وصف ہو اس کی نیکی کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ (نیز حدیث نمبر ۲۵ کی شرح دیکھو)

صبر صبر کے لغوی معنی ہیں اپنے کو روکنا اور سہارنا یا کسی بات پر قائم رکھنا۔ قرآنی اصطلاح میں اس کا بنیادی مفہوم یہی ہے لیکن وہاں اس کے معنی میں وسعت بہت زیادہ ہے۔

صبر کا تار و پود استقامت اور استقلال سے بنتا ہے۔ ہر شخص میں برداشت اور مقاومت کا مادہ طبعی طور پر موجود ہوتا ہے۔ اس ملکہ کو زندہ رکھنا اور اس کا صحیح اور حسبِ موقع استعمال ہی صبر ہے۔ اس جذبۂ پامردی کی ضرورت دشواری میں بھی ہوتی ہے اور آسانی میں بھی۔ تمول میں بھی اور ناداری میں بھی۔ بے سامانی میں بھی اور حشمت و شوکت

---

[1] شرح اربعین از ابن حجر

Marfat.com

میں بھی۔
صبر کو یہاں روشنی کہا ہے کیونکہ جب کسی عمل کی پابندی صبر کے ساتھ کی جائے تو یہ عمل راسخ ہو جاتا ہے اور اعضاء اس کے عادی ہو کر خود بخود اسے انجام دینے لگتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین اعمال وہ ہیں جن پر مداومت کی جائے[1] مداومت کے معنی ہیں کسی چیز پر باقاعدگی سے عمل کرنا۔ نماز کے عنوان میں ہم دیکھ آئے ہیں کہ حقیقی نماز وہی ہے جس پر مداومت ہو۔
صبر کی ایک نمایاں مثال روزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی اتنی قدر و منزلت ہے کہ صحیح حدیث قدسی ہے کہ بنی آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہوتا ہے سوائے روزہ کے۔ روزہ میرے لئے ہوتا ہے اور میں خود اس کی جزا دیتا ہوں۔

---

(۴۲)

عَنْ	اَبِیْ	ذَرِّ	الْغِفَارِیْ	رَضِیَ	اللّٰہُ تَعَالٰی
سے	ابو	ذر	غفاری		
(روایت ہے)	ابو	ذر	غفاری	رضی	اللہ تعالیٰ عنہ

[1] ریاض الصالحین باب فی الاقتصاد فی العبادت

Marfat.com

عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

سے نبی صلی اللہ علیہ و

سے (انہوں نے بیان کیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّهٖ اَنَّهُ

سلم میں جو روایت کرتا ہے اسے سے رب اس کا کہ یقیناً وہ

سے ان (احادیث) میں جو حضور اپنے رب سے روایت کرتے ہیں کہ

قَالَ يَا عِبَادِيْ اِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ

کہا اے میرے بندو یقیناً میں نے حرام ٹھہرایا ظلم

یقیناً اللہ نے کہا: اے بندو میں نے اپنے پر ظلم (کرنا) حرام

عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهٗ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا

پر ذات میری اور کیا میں نے اسے درمیان تمہارے حرام

ٹھہرایا ہے اور تمہارے درمیان (بھی) اسے حرام قرار دیا ہے

فَلَا تَظَالَمُوْا يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ

تو نہ ظلم کرو باہم اے میرے بندو ہر ایک تم میں گمراہ

پس باہم ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو تم میں ہر ایک گمراہ ہے

اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهٗ فَاسْتَهْدُوْنِيْ اَهْدِكُمْ

مگر جو ہدایت دی میں نے اسے تو ہدایت مانگو مجھ سے ہدایت دوں تمہیں

سوائے اس کے جسے میں نے ہدایت دی تو مجھ سے ہدایت مانگو تمہیں ہدایت دوں گا

له یا یروی عن اللہ تبارک و تعالیٰ

Marfat.com

يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ

اے میرے بندو! ہر ایک تم میں بھوکا مگر جو، جیسا

اے میرے بندو! تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے سوائے اس کے

اَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ اُطْعِمْكُمْ يَا

کھلایا میں نے اسے تو کھانا مانگو مجھ سے کھانا دوں تم کو اے

جسے میں نے کھلایا اور مجھ سے کھانا مانگو، تمہیں کھانا دوں گا۔ اے

عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهٗ

میرے بندو ہر ایک تم میں عریاں مگر جو پہنایا میں نے اسے

میرے بندو! تم میں ہر ایک ننگا ہے سوائے اس کے جس کو میں نے لباس

فَاسْتَكْسُوْنِيْ اَكْسُكُمْ يَا عِبَادِي اِنَّكُمْ

تو پہناوا مانگو مجھ سے پہناؤں تم کو اے میرے بندو یقیناً تم

پہنایا تو مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! یقیناً تم

تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَ اَنَا

تم خطا کرتے ہو رات کو اور دن (کو) اور میں

شب و روز خطائیں کرتے ہو اور میں سب گناہ

اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ

بخشتا ہوں گناہ سب تو مغفرت مانگو مجھ سے

بخشتا ہوں تو مجھ سے مغفرت مانگو

Marfat.com

أَغْفِرْ لَكُمْ يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا

بخشوں تم کو اے میرے بندو یقیناً تم نہ پہنچو گے

میں تمہیں مغفرت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم میرے ضرر پر

ضَرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي

ضرر میرے (کو) کہ ضرر دو مجھے اور نہ پہنچو گے تم نفع میرا

دسترس نہیں پاؤ گے کہ مجھے ضرر پہنچاؤ اور میرے نفع پر دسترس نہیں

فَتَنْفَعُونِي يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ

کہ نفع دو مجھ کو اے میرے بندو اگر کہ یقیناً اولین تمہارا

پاؤ گے کہ مجھے نفع پہنچاؤ۔ اے میرے بندو! اگر تم میں اول و آخر

وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا

اور آخرین تمہارا اور انسان تم میں اور جن تم میں ہوئے

سب اور تم میں (کل) انسان اور (کل) جن ایسے ہوں

عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ

پر (مانند) متقی ترین دل آدمی ایک تم سے

جیسے تم میں کوئی متقی ترین دل والا آدمی

مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا

نہ بڑھایا وہ (اس نے) میں سلطنت میری کچھ

تو یہ (بات) میری سلطنت میں کچھ نہیں بڑھائے گی۔

Marfat.com

يَا عِبَادِي لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَ آخِرَكُمْ

اے میرے بندو! اگر کہ یقیناً اولین تمہارا اور آخرین تمہارا

اے میرے بندو! اگر تم اوّل و آخر سب اور

وَ اِنْسَكُمْ وَ جِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى اَفْجَرِ

اور انسان تم میں اور جن تم میں ہوتے پر فاجر ترین

تم میں (کل) انسان اور (کل) جن ایسے ہوں جیسے تم میں کوئی فاجر ترین

قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا نَقَصَ

دل آدمی ایک تم سے نہ گھٹایا

دل والا آدمی تو یہ بات میری سلطنت سے

ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا يَا عِبَادِي

اس لے سے سلطنت میری کچھ اے میرے بندو!

کچھ نہیں گھٹائے گی۔ اے میرے بندو!

لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَ آخِرَكُمْ وَ اِنْسَكُمْ

اگر کہ یقیناً اولین تمہارا اور آخرین تمہارا اور انسان تم میں

اگر تم اوّل و آخر سب اور تم میں (کل) انسان

وَ جِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ

اور جن تم میں کھڑے ہوتے میں میدان ایک

اور (کل) جن ایک میدان میں کھڑے ہوں

Marfat.com

فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ وَاحِدٍ مَسْئَلَتَهُ

اور سوال کیا انہوں نے مجھ سے اور عطا کیا میں نے ہر ایک حاجت اس کی

اور مجھ سے سوال کریں اور میں ہر ایک کی حاجت پوری کر دوں

مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا

نہ گھٹایا اس نے سے جو پاس میرے مگر

تو جو کچھ میرے پاس ہے نہیں گھٹے گا مگر یوں جیسے

كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا دَخَلَ الْبَحْرَ

جیسے گھٹاتا ہے سوئی جب داخل ہوا سمندر (میں)

سوئی سمندر میں داخل ہوتی ہے تو اسے گھٹاتی ہے

يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ

اے بندو میرے صرف وہ اعمال تمہارے

اے میرے بندو! یہ صرف تمہارے اعمال ہیں جن کو حساب

أُحْصِيهَا لَكُمْ ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا

میں گن کر رکھتا ہوں انہیں لئے تمہارے پھر پورے واپس کرونگا تم کو وہی

کرکے تمہارے لئے محفوظ رکھتا ہوں پھر یہی تمہیں پورے پورے واپس کرونگا

فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ

تو جو پایا بھلا تو وہ حمد کرے اللہ (کی)

تو جس نے بھلا پایا وہ اللہ کی حمد کرے

لہ یا کُلَّ اِنْسَانٍ (ہر انسان) عہ یا اُدْخِلَ (داخل کیا گیا)

Marfat.com

وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا
اور جو پایا سوا اس کے تو نہ
اور جس نے اس کے غیر (کچھ) پایا تو صرف

يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
ملامت کرے مگر جان اپنی روایت کی اسکی مسلم نے
اپنی جان کو ملامت کرے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے

شرح حدیث نمبر ۲۴

قدرتِ خداوندی

اس حدیث قدسی میں اللہ تعالےٰ نے اپنی بیکراں ملکوت اور قدرت بیان کی ہے کہ میرے پاس اس قدر ذخیرے ہیں کہ جنّ و انس سب مل کر مجھ سے بیک وقت اپنی خواہشوں کا اظہار کریں اور میں سب کی خواہش بھر عطیہ دے دوں تو میرے خزانوں میں اتنا ہی فرق آئے گا جتنا ایک سمندر کے پانی میں سوئی ڈالنے سے۔ سب کو کھلانے پلانے اور پہنانے والا میں ہوں۔ لہٰذا مجھی سے مانگو اور کسی سے سوال نہ کرو بخشش بھی میرے ہاتھ میں ہے لہذا میرے ہی آگے توبہ کرو۔ میری ملکوت اس قدر عظیم ہے کہ سب دنیا کے لوگ اتحاد کرلیں تو نہ میرا کچھ بگاڑ سکتے اور نہ مجھے فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ میں تمہارے اعمال کا اجر دیتا ہوں۔ اگر تم برا کرو گے

Marfat.com

تو برا پاؤ گے ورنہ میں کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ تم بھی ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

اس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ میں سب کو کھانے، پلانے، پہنانے والا ہوں اس سے مراد یہ ہے کہ میں کھانے، پینے اور پہننے کے ذرائع تم پر آسان کر دوں گا بشرطیکہ تم مجھ پر توکل کرو۔ اس کی توضیح کے لئے توکل کا عنوان دیکھا جائے۔ (دیکھو صفحہ ۱۵۵)

---

(۲۵)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

سے ابی ذر

(روایت سے) ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

اَنَّ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ

کہ یقیناً لوگ سے ساتھی رسول اللہ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِلنَّبِیِّ

صلی اللہ علیہ و سلم انہوں نے کہا لئے نبی

(صحابہ) سے بعض نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ

صلی اللہ علیہ و سلم یا رسول

سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کثیر اموال

اللهِ ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ

اللہ گئے والے کثیر اموال ساتھ ثوابات

والے (کثیر) ثواب لے گئے۔

يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا

وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں اور وہ روزے رکھتے ہیں جیسے

وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں اور وہ روزے رکھتے ہیں جیسے

نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ

ہم روزے رکھتے ہیں اور وہ صدقہ دیتے ہیں ساتھ فالتو اموال انکے

ہم روزے رکھتے ہیں اور وہ (علاوہ ازیں) صدقہ دیتے ہیں فالتو اموال کا۔

قَالَ اَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللهُ لَكُمْ

کہا کیا اور نہیں ہے بنایا اللہ نے تمہارے

فرمایا، کیا اللہ نے تمہارے لئے وہ (چیز) نہیں بنائی

مَا تَصَدَّقُوْنَ بِهٖ اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ

جو تم صدقہ دیتے ہو ساتھ اسکے یقیناً عوض ہر سبحان اللہ کہنا

جس سے تم صدقہ دیتے ہو۔ یقیناً ہر بار سبحان اللہ کہنے کے عوض

Marfat.com

صَدَقَةٌ وَ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَ

صدقہ اور (عوض) ہر اللہ اکبر کہنا صدقہ اور

صدقہ (شمار ہوتا) ہے اور ہر بار اللہ اکبر کہنے کے عوض صدقہ (شمار ہوتا)

كُلِّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ

ہر الحمد للہ کہنا صدقہ اور ہر

ہے اور ہر بار الحمد للہ کہنے کے عوض ایک صدقہ ہے اور ہر بار

تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ

لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ اور حکم ساتھ نیکی

لا الہ الا اللہ کہنے کے عوض ایک صدقہ ہے اور نیکی کا حکم دینا

صَدَقَةٌ وَ نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ

صدقہ اور منع کرنا سے برائی صدقہ

صدقہ ہے اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے -

وَ فِيْ بُضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوْا

اور بیں جماع ایک تم سے صدقہ کہا انہوں نے

اور تمہارے (حلال) جماع کرنے میں صدقہ ہے (صحابہ) بولے

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَاْتِيْ اَحَدُنَا شَهْوَتَهٗ

یا رسول اللہ کیا آتا ہے ایک ہم سے طلب اس کی

یا رسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی اپنی طلب تک پہنچے

Marfat.com

وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا اَجْرٌ قَالَ

اور ہوتا ہے لئے اس کے اس میں اجر کہا

تو کیا اس کو اس میں اجر ملے گا؟ (حضور نے) فرمایا،

اَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ

کیا تمہاری رائے ہے اگر رکھا اسے میں حرام

اگر وہ اسے حرام میں صرف کرتا تو تمہارا کیا خیال ہے

اَكَانَ عَلَيْهِ وِزْرٌ فَكَذٰلِكَ اِذَا

کیا ہوا اس پر بوجھ (گناہ) تو ویسے جب

کیا اس پر گناہ نہ ہوتا تو اسی طرح جب اس

وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ اَجْرٌ

رکھا اسے میں حلال ہوا لئے اس کے اجر

نے اسے حلال میں صرف کیا اس کے لئے اجر ہوا۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

روایت کیا اس کو مسلم

روایت کیا اس کو مسلم نے

فرہنگ:۔

دُثُر مال۔ دُثُور جمع ہے ۔ اُجُور جمع ہے اَجر ثواب کی۔

Marfat.com

شرح حدیث نمبر ۲۵

صدقہ

لفظ صدقہ کا مادہ صدق ہے۔ صدقہ اس خیرات کو کہتے ہیں جو صدقِ دل سے اللہ کی راہ میں دی جائے۔ اس سے نمائش مقصود نہ ہو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کے معنی کو بہت وسعت دی ہے اور اس میں ہر وہ نیکی شامل فرما دی جو صدق نیت سے انجام دی جائے۔ جب غریب صحابہؓ نے آپ سے عرض کیا کہ امیر صحابہ بدنی عبادتوں میں برابر کے شریک ہیں اور علاوہ بریں وہ مالی ایثار کر کے بہت ثواب لے جاتے ہیں ہمارے لئے ان سے برابری کرنے کی کیا سبیل ہو سکتی ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بعض نہایت آسان صدقے بھی میسر فرما دئے ہیں۔ ان پر عمل کرو۔ یہاں تک کہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہنا بھی صدقہ ہے۔ بلکہ زندگی کی ضرورت کا ہر وہ کام بھی صدقہ ہے جس میں برائی نہیں۔ ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر تم اور کوئی نیکی نہیں کر سکتے تو برائی سے ہی رکے رہو۔ یہ بھی صدقہ ہے[1]۔

(حدیث نمبر ۲۴ اور ۲۶ کا مضمون اس سے پیوستہ ہے)

---

[1] ریاض الصالحین باب فی کثرۃ طرق الخیر بحوالہ صحیحین۔

Marfat.com

(۲۶)

عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

سے ابو ہریرۃ

روایت ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

کہا کہا رسول اللہ صلی اللہ

انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ سُلَامٰی مِنَ

علیہ و سلم ہر جوڑ سے

علیہ و سلم نے کہ لوگوں کے ہر جوڑ پر صدقہ

النَّاسِ عَلَیْہِ صَدَقَۃٌ کُلَّ یَوْمٍ

لوگ اس پر صدقہ ہر روز

واجب (ہو جاتا) ہے ہر روز جب کہ

تَطْلُعُ فِیْہِ الشَّمْسُ تَعْدِلُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ

طلوع ہوتا ہے اس میں سورج تو عدل کرتا ہے درمیان دو

سورج چڑھتا ہے۔ تو دو آدمیوں کے درمیان عدل کرے

Marfat.com

صَدَقَةٌ وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهٖ

صدقہ اور تو مدد کرتا ہے آدمی میں سواری اس کی

(تو یہ) صدقہ ہے اور (تو جب) آدمی کو سواری میں مدد دیتا ہے

فَتَحْمِلُهٗ عَلَيْهَا اَوْ تَرْفَعُ عَلَيْهَا

اور تو سوار کرتا ہے اسے اس پر یا تو اٹھاتا ہے اس پر

اور اسے اس پر سوار کرتا ہے یا سواری پر اس کا سامان رکھتا

مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ

سامان اس کا صدقہ اور کلمہ پاکیزہ

ہے (تو یہ) صدقہ ہے۔ اور کلمۂ طیبہ صدقہ

صَدَقَةٌ وَبِكُلِّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا اِلَى

صدقہ اور عوض ہر قدم تو چلتا ہے وہ طرف

ہے اور ہر قدم کے عوض جو تو نماز کی طرف

الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَتُمِيطُ الْاَذٰى

نماز صدقہ اور تو ہٹاتا ہے ایذاء

اٹھاتا ہے صدقہ ہے اور تو ایذاء رساں چیز کو رستہ

عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

سے رستہ صدقہ روایت کیا اسے بخاری

سے ہٹاتا ہے (تو یہ) صدقہ ہے۔ اس کو روایت کیا بخاری

Marfat.com

وَمُسْلِمٌ
اور مسلم
اور مسلم نے

فرہنگ

سُلامیٰ کے معنی اصلاً انگلیوں کی پوریں ہیں۔ بعد میں یہ لفظ سب ہڈیوں اور جوڑوں کے لئے مستعمل ہو گیا۔
تعدلُ تو انصاف سے صلح کرانا ہے (نووی)

شرح حدیث نمبر ۲۷

صدقہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو انسان کے ہر عضو پر ایک نیکی لازم ہو جاتی ہے چاہے یہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو۔ اس حدیث کا مضمون سابقہ حدیث سے پیوستہ ہے۔ یہ حدیث اس قدر واضح ہے کہ مزید وضاحت کی حاجت نہیں۔

(۲۷)

عَنِ	النَّوَّاسِ	ابْنِ	سَمْعَانَ	رَضِيَ	اللهُ
سے	نواس	بیٹا	سمعان		
(روایت ہے)	نواس	ابن	سمعان	رضی	اللہ

Marfat.com

تَعَالیٰ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

سے نبی صلی اللہ

تعالیٰ عنہ سے (وہ روایت کرتے ہیں) نبی اکرم

عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ

علیہ و سلم کہا نیکی حسن خلق

صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضور نے فرمایا کہ نیکی حسن خلق ہے

وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ[1] وَ

اور گناہ جو کھٹکا میں جی اور

اور گناہ وہ ہے جو (تیرے) جی میں کھٹکا اور

کَرِهْتَ اَنْ یَطَّلِعَ عَلَیْهِ النَّاسُ

تونے نہ چاہا کہ مطلع ہو اس پر لوگ

تونے نہ چاہا کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

روایت کیا اسے مسلم

روایت کیا اسے مسلم نے

عَنْ وَابِصَةَ ابْنِ مَعْبَدٍ رَضِیَ اللّٰہُ

سے وابصہ بیٹا معبد

(روایت ہے) وابصہ ابن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[1] یا فی نفسک

Marfat.com

تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

اس سے کہا میں آیا رسول اللہ

سے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ جِئْتَ[1]

صلی اللہ علیہ و سلم تو کہا تو آیا

صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس آیا تو حضور نے فرمایا

تَسْاَلُ عَنِ الْبِرِّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ

تو سوال کریگا بابت نیکی کہا میں نے ہاں کہا

کیا تو نیکی کے بارہ میں سوال کرنے آیا ہے میں نے کہا، ہاں۔ آپ نے فرمایا

اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ اَلْبِرُّ مَا اطْمَاَنَّتْ عَلَیْهِ

پوچھ دل تیرا نیکی جو مطمئن ہوئی اس پر

اپنے دل سے پوچھ، نیکی وہ ہے جس پر

النَّفْسُ وَ اطْمَاَنَّ اِلَیْهِ الْقَلْبُ

جان اور مطمئن ہوا طرف اس کے دل

تیری جان مطمئن ہوئی اور دل اس کی طرف (مائل ہوکر) مطمئن ہوا

وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِی النَّفْسِ وَ

اور گناہ جو کھٹکا میں جی اور

اور گناہ وہ ہے جو جی میں کھٹکا اور

[1] ایک روایت میں اجئت ہے ۔ یا فقال

Marfat.com

تَرَدَّدَ فِی الصَّدْرِ وَاِنْ اَفْتَاكَ

تردد کیا میں سینہ اور اگر بتایا تجھے

اس نے تیرے سینہ میں تردد کیا اور چاہے لوگوں نے

النَّاسُ وَ اَفْتَوكَ حَدِیْث صَحِیْح

لوگ اور بتایا انہوں نے تجھے حدیث صحیح

تجھے بتایا اور (پھر یعنی بار بار) بتایا (اس کے خلاف) ۔ ہم نے اسے

رَوَیْنَاہُ فِی مُسْنَدَیِ الاِمَامَیْنِ اَحْمَد

روایت کیا ہم نے اسے میں مسندیں دو دو امام احمد

صحیح حدیث روایت کیا ہے ۔ امام احمد بن حنبل

بْنِ حَنْبَل وَ الدَّارمی بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ

بن حنبل اور دارمی ساتھ سند عمدہ

اور امام دارمی کی مسندوں میں عمدہ سند سے ہے

شرح حدیث (۲۷)

گناہ و ثواب کی ماہیت

قرآن و حدیث میں گناہ و ثواب کے بارے میں واضح احکام ہیں لیکن بعض صورتیں لاعلمی یا اشتباہ کی وجہ سے ایسی پیش آجاتی ہیں کہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ فلاں کام کو کیا جائے تو گناہ ہو گا یا

Marfat.com

ثواب۔ صاحب ایمان شخص ایسے موقع پر ٹھٹک جاتا ہے اور تامل کرکے قدم اٹھاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسی حالت میں وہ کس بنا پر فیصلہ کرے۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث زیر نظر میں اس مقصد کے لئے ایک نہایت عمدہ کسوٹی بیان فرمائی ہے یعنی دل سے پوچھا جائے اگر دل میں کوئی کھٹکا نہ ہو اور اسے کام کی طرف رغبت ہو تو انجام دے دیا جائے ورنہ رک جانا چاہیے۔

قرآن حکیم سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کی فطرت صاف اور صالح ہوتی ہے۔ اس کا نیکی کی طرف میلان ہوتا ہے۔ لیکن دنیا کی رنگینیاں اس کو آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچنے لگتی ہیں۔ اور وہ گناہوں کی وادی میں گامزن ہو جاتا ہے۔ تاہم جب تک اس کا دل بالکل مردہ نہ ہو جائے اندر ہی اندر سے اسے بار بار نیکی کی پکار سنائی دیتی ہے۔ گناہوں کا احساس اسے ہمیشہ ملول اور متاسف کرتا رہتا ہے۔

قرآن حکیم میں انسان کی روح کے بارے میں ارشاد ہے۔

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝

ترجمہ۔ قسم ہے جان کی اور جس نے اسے درست کیا پھر اس کو بدی اور نیکی سجھائی جس نے اپنی روح کو پاک کیا وہ کامیاب رہا اور جس نے اسے آلودہ کیا وہ غارت ہوا۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روح کو نیکی اور بدی کا فطری طور سے علم ہوتا ہے۔ لیکن روح کے آئینہ پر صحیح عکس اسی صورت میں پڑتا ہے کہ یہ صاف ہو۔ اگر اس پر زنگار چھا جائے تو اسے

Marfat.com

ٹھیک طور سے کچھ بھی سجھائی نہیں دیتا۔ دل پر بدی کے غلاف یکے بعد دیگرے چڑھتے جاتے ہیں۔ بالآخر ایسا وقت آتا ہے کہ ان تہ بہ تہ غلافوں سے نیکی کی شعاعوں کا گزرنا ممکن ہو جاتا ہے گویا دل نیکی کے سفیر کے لئے ایک بندکمرہ ہو جاتا ہے جس پر قفل پڑے ہوں۔

مومن کے دل کی کیفیت اور ہے۔ اس کا آئینہ گناہوں سے داغدار ہو بھی جائے تو اس کی سطح کی صیقل کلیتہً ختم نہیں ہوتی۔ وہ نیکی کی شعاعوں اور بدی کے اندھیرے میں تمیز کرنے کی اہلیت کبھی نہیں کھوتا صاحب ایمان شخص اگر گناہ کر بھی بیٹھے اس کے دل میں ہر گناہ کے ساتھ ایک کانٹا گڑ جاتا ہے جس کی خلش اسے بے چین رکھتی ہے اگر اللہ تعالیٰ اسے نیکی کی توفیق دے تو اسے بہت مسرت ہوتی ہے اور اس کے دل میں اطمینان کی موج اٹھتی ہے۔

مومن کے لئے نیکی اور بدی دونوں کے رستے واضح ہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اسے یہ معرفت عطا فرمائی شکر کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اس معرفت سے فائدہ اٹھائے اور نیکی کی راہ پر چلے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝

یعنی ہم نے انسان کو نیکی اور بدی دونوں کے رستے دکھائے اب وہ چاہے تو شکر گزار رہے اور نیکی پر چلے اور چاہے تو ناشکری کرے اور بدی کی راہ اختیار کرے۔

---

(۲۸)

عَنْ اَبِی نَجِیْحٍ الْعِرْبَاضِ ابْنِ سَارِیَۃَ

سے ابو نجیح عرباض ابن ساریہ

(روایت ہے) ابو نجیح عرباض ابن ساریہ

السلمی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ وَعَظَنَا

السلمی اس سے کہا وعظ کیا ہمیں

السلمی رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

مَوْعِظَۃً وَجِلَتْ مِنْھَا الْقُلُوْبُ وَ

وعظ ڈہل گئے اس سے دل اور

وعظ فرمایا جس سے دل ڈہل گئے اور

ذَرَفَتْ مِنْھَا الْعُیُوْنُ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

بہ گئیں اس سے آنکھیں ہم نے کہا یا رسول اللہ

اور آنکھیں بہ نکلیں۔ ہم نے کہا، یا رسول اللہ

Marfat.com

كَاَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا قَالَ

گویا وہ وعظ وداع کرنیوالا پس نصیحت کریں کہا

یہ گویا الوداع کہنے والے کا وعظ ہے پس آپ نصیحت کیجئے۔ فرمایا!

اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ

میں نصیحت کرتا ہوں تمہیں ساتھ تقویٰ اللہ (کا) اور سننا اور اطاعت

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اللہ سے تقویٰ رکھنے کی (اور حکومت کا حکم) سننے اور بجا لانے کی

وَاِنْ تَاَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ وَ اِنَّهُ

اور اگر امیر ہوا تم پر غلام اور یقیناً وہ

چاہے کوئی غلام تم پر امیر ہو جائے ۔ اور یقیناً تم میں سے

مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا

جو زندہ رہے گا تم سے تو جلد دیکھے گا اختلاف

جو آدمی (میرے بعد) زندہ رہے گا وہ بہت جلد اختلاف دیکھے گا

كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ

بہت تو تم پر ساتھ سنت میری اور سنت خلفا

تو تم پر لازم ہے میری سنت اور سنت میرے خلفائے

الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا

راست رو ہدایت یافتہ

راشدین کی جو ہدایت یافتہ ہیں۔ اس کو

Marfat.com

بِالنَّوَاجِذِ وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ

ساتھ ڈاڑھیں اور بچو ایجاد کردہ امور (سے)

مضبوط پکڑ لو۔ اور خبردار! (خلاف شرع) نئی باتوں سے بچو

فَاِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ رَوَاهُ

تو یقیناً ہر بدعت گمراہی روایت کیا اسے

یقیناً ہر بدعت گمراہی ہے۔ روایت کیا اس کو

اَبُوْدَاؤُدَ وَتِرْمِذِیُّ وَ قَالَ

ابو داؤد اور ترمذی اور کہا

ابو داؤد اور ترمذی نے اور کہا کہ

حَدِيْثٌ حَسَنٌ

حدیث حسن

حدیث حسن ہے۔

فرہنگ :۔

قلوب جمع ہے قلب کی۔ عیون جمع ہے عین (آنکھ) کی۔
سمع وطاعۃ کے معنی ہیں سننا اور ماننا۔ تاکید کے لئے
ان لفظوں کو یک جا لایا جاتا ہے۔ مراد ہے توجہ سے سننا اور
عمل کرنا۔

ناجذ (ڈاڑھ)۔ نواجذ (ڈاڑھیں)

Marfat.com

شرح حدیث نمبر (۲۸)

تقوٰی اطاعتِ امیر سنّت نبوی اور سنّت

خلفائے راشدین

ایک بار جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا رقت انگیز خطبہ ارشاد فرمایا کہ سننے والوں کے دل لرز گئے اور آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا کہ آج آپؐ کے کلام میں الوداع کا انداز نظر آتا ہے۔ آپؐ ہمیں کوئی نصیحت ارشاد فرمایئے۔ حضورؐ نے ان چیزوں کی نصیحت فرمائی (۱) تقوٰے (۲) اطاعتِ امیر (۳) سنتِ نبوی اور سنت خلفائے راشدین کی پیروی۔

تقوٰے کی وضاحت حدیث نمبر ۱۸ کے ذیل میں اور سنت کی وضاحت حدیث نمبر ۵ کے تحت آچکی ہے۔ اب ہمیں مختصراً یہ دیکھنا ہے کہ اطاعتِ امیر سے کیا مراد ہے۔

امیر کا لفظ بہت وسیع ہے۔ یہ لفظ امیر المومنین یعنی خلیفہ کے لئے بھی آیا ہے اور عام امراء یعنی عہدہ داروں کے لئے بھی۔ یہاں حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ امیر کا حکم توجہ سے سنو اور اس کی تعمیل کرو چاہے وہ غلام ہی کیوں نہ ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ چاہے وہ نکٹا حبشی غلام ہو۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ چاہے وہ حبشی غلام ہو جس کا سر چھوہارے کی طرح ہو اور ایک اور روایت میں ہے کہ چاہے وہ ایسا حبشی غلام ہو جس کے دونوں کان کٹے ہوئے ہوں۔

اب سوال یہ ہے کیا ایک غلام امیر المومنین ہو سکتا ہے؟ امت کا

Marfat.com

اس بات پر ہمیشہ اجماع رہا ہے کہ غلام کبھی امیرالمومنین نہیں ہو سکتا۔ لہذا یہاں امیر سے مراد حکومت کا عہدہ دار ہے۔

جب تک حکومت قائم نہ ہو اس وقت تک امن و امان قائم نہیں رہ سکتا۔ اگر حکومت کے احکام کو ٹھکرا دیا جائے تو ہر طرف افراتفری پھیل جائے۔

اطاعتِ امیر کے بارہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت تاکیدی احادیث ہیں مثلاً:۔

(۱) جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ جس نے امیر کی اطاعت نہ کی اس نے میری حکم عدولی کی۔ امیر ڈھال ہوتا ہے جس کے پیچھے جنگ کی جاتی ہے اور اس کی نگرانی میں بچاؤ ہوتا ہے۔ اگر اس نے اللہ تعالےٰ سے تقوےٰ کا حکم دیا اور انصاف کیا تو اسے اس کے عوض اجر ملے گا۔ اگر اس کے برعکس حکم دیا تو اس کا گناہ بھگتے گا۔

(۲) ایک دفعہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط پر بیعت لی کہ ہم تنگی اور سختی، خوشی اور ناخوشی میں امیر کا حکم مانیں گے چاہے ہم پر کسی کو ترجیح ملے۔ ہم حق داروں سے حکومت نہیں چھینیں گے ہر جگہ حق بات کہیں گے اور اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں لوگوں کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے[1]

لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ امیر کی اطاعت فقط نیکی میں ہونی چاہیے اگر وہ بدی کا حکم دے تو انکار کر دیا جائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بارہ میں دو حدیثیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

---

[1] یہ دونوں حدیثیں رسالہ خدام الدین ۲۰ مئی ۱۹۶۰ء میں بحوالہ مسلم و بخاری درج ہیں۔

Marfat.com

(۱) گناہ میں اطاعت نہیں چاہیے۔ اطاعت فقط نیکی میں واجب ہے۔
(۲) مسلم کو خوشی ناخوشی امیر کی اطاعت کرنی چاہیے جب تک امیر بدی کا حکم نہ دے۔ اگر بدی کا حکم دے تو نہ مانے۔

---

(۲۹)

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

سے | معاذ | بن | جبل

(روایت ہے) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے

قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ

کہا | میں نے کہا | یا | رسول | اللہ | خبر دے | مجھے

انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ مجھے ایسا عمل بتلایئے

بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّۃَ وَیُبَاعِدُنِیْ

ساتھ عمل | داخل کرے گا | مجھے | جنت | اور | دور کرے گا | مجھے

جو مجھے جنت میں داخل کرے اور آگ سے دور

عَنِ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ

سے | آگ | کہا | تحقیق | سوال کیا تو نے | بابت

ہٹائے۔ فرمایا، تو نے بڑے (عمل) کو پوچھا ہے

ۓ دونوں حدیثوں کے لئے دیکھو رسالہ خدام الدین مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۶۰ء بحوالہ صحیحین۔
ۓ بامعنی (سے) ۓ ل = ایضاً

عَظِيْمٌ وَاِنَّهٗ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَسَّرَهُ

بڑا اور یقیناً وہ آسان پر جو سہل کیا

اور وہ یقیناً آسان ہے اس پر جس پر اللہ تعالےٰ

اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ

اللہ تعالیٰ اس پر تو عبادت کرتا ہے اللہ (کی) نہ شریک ٹھہراتا ہے

نے آسان کیا ہے۔ تو اللہ کی عبادت کرے۔ اس کے ساتھ

بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَ

ساتھ اسکے کچھ اور تو قائم کرتا ہے نماز اور

کوئی شے شریک نہ ٹھہرائے اور نماز قائم کرے اور

تُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَ

تو دیتا ہے زکاۃ اور تو روزہ رکھتا ہے رمضان اور

زکاۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے اور

تَحُجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ لَهٗ اَلَا اَدُلُّكَ

تو حج کرتا ہے بیت اللہ پھر کہا اسے کیا نہ راہنمائی کروں تیری

بیت اللہ کا حج کرے پھر ان سے فرمایا، کیا بھلائی کے دروازوں

لہ لَ = اِنَّہٗ

ےہ یا یَسَّرَ (آسان) کیا

سے ایک روایت میں اس کے بعد ہے اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔
اگر تو اس کی طرف رستہ کا مقدور رکھے۔

Marfat.com

عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ وَ

پر دروازے بھلائی روزہ ڈھال اور

کی طرف رہنمائی نہ کردوں روزہ ڈھال ہے اور

الصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ

صدقہ بجھاتا ہے خطا جیسے بجھاتا ہے

صدقہ خطا کو بجھاتا ہے جیسے پانی آگ

الْمَاءُ النَّارَ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ

پانی آگ اور نماز آدمی سے

کو بجھاتا ہے۔ اور آدمی کی نماز رات کے

جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ تَلَا تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ

وسط رات پھر تلاوت کی ہٹے رہتے ہیں پہلو ان کے

وسط میں۔ پھر تلاوت کی (جس کا ترجمہ یہ ہے) ان کے پہلو

عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتّٰى بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ

سے بستر سے حتی پہنچا یعملون (تک) پھر

بستروں سے جدا رہتے ہیں ———— حتی کہ یعملون تک پہنچے۔ پھر

قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْاَمْرِ وَ

کہا کیا نہ خبر دوں تجھے ساتھ سر امر اور

فرمایا، کیا تجھے نہ بتاؤں دین کا سر آغاز اور

Marfat.com

عَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ بَلٰی

عمود اس کا اور چوٹی کوہان اس کا کہا میں نے ہاں

اس کا عمود اور اس کے کوہان کی چوٹی؟ میں نے کہا، ہاں

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَأْسُ الْاَمْرِ

اے رسول اللہ کہا سر امر (کا)

یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا، دین کا سر آغاز

اَلْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ

اسلام اور عمود اس کا نماز اور چوٹی

اسلام ہے۔ اس کا عمود نماز ہے اور اس کے کوہان

سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ

کوہان اس کا جہاد پھر کہا کیا نہ خبر دوں تجھے

کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر فرمایا، کیا اس سارے کے قوام

بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ قُلْتُ بَلٰی يَا

ساتھ قوام وہ سب وہ میں نے کہا ہاں اے

کی خبر نہ دوں؟ میں نے کہا، ہاں یا

رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ ثُمَّ قَالَ

رسول اللہ تو پکڑی ۔ زبان اپنی پھر کہا

رسول اللہ۔ آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا

Marfat.com

كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ

روک اپنے پر یہ میں نے کہا اے نبی اللہ کے

اس کو اپنے تک روکے رکھ۔ میں نے کہا، اے اللہ کے نبی!

وَ اِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ

اور یقیناً ہم پکڑے ہوئے عوض جو ہم کلام کرتے ہیں ساتھ اسکے

اور کیا ہم ماخوذ ہوں گے ان باتوں کے عوض جو ہم بولتے ہیں

فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ وَ هَلْ يَكُبُّ

تو کہا کھوئے تجھے ماں تیری اور کیا اوندھا گرائے گا

فرمایا، تیری ماں تجھ کو کھوئے اور کیا لوگوں کو

النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اَوْ

لوگوں (کو) میں آگ پر چہرے انکے یا

آگ میں چہروں کے بل یا نتھنوں پر ان کی زبانوں

قَالَ عَلٰی مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ

کہا پر نتھنے ان کے مگر فصلیں[1] زبانیں ان کی

کی حاصلات کے سوا کوئی (اور) چیز گرائے گی؟

رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

روایت کیا اسے ترمذی اور کہا حسن صحیح

روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا حسن صحیح ہے

[1] حصید یا حصیدہ کھیتی یا فصل کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع حصائد ہے بغیر واؤ کے ... (margin note, partly illegible)

Marfat.com

شرح حدیث نمبر ۲۹

فرائض، نوافل اور فرائض کفایہ کی قدر و قیمت

حضرت معاذ بن جبلؓ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس پر چل کر میں جنت میں داخل ہوں اور آگ سے دور رہوں۔ حضورؐ نے جواب دیا کہ تم نے بہت عظیم بات پوچھی ہے لیکن اس آدمی کے لئے یہ سہل ہے جس پر اللہ تعالےٰ اسے آسان کر دے۔ مراد یہ ہے کہ جب کوئی آدمی اللہ تعالےٰ کا نام لے کر اس بات کا عزم کر لے تو اللہ تعالےٰ اسے اس قدر جذبہ و ذوق عطا کرتا ہے کہ اس کے لئے یہ کام آسان ہو جاتا ہے۔ یہ امر عظیم جس کی نصیحت حضورؐ نے ارشاد فرمائی ہے کئی امور پر مشتمل ہے جن میں بعض فرض ہیں بعض نفل اور بعض فرض کفایہ۔

فرائض (۱) اللہ تعالےٰ کی عبادت خلوصِ توحید سے کی جائے یعنی دل صرف اللہ تعالےٰ کا ہو رہے۔ کسی ہستی سے مرعوب ہو کر اسے معبود نہ بنائے۔

(۲) نماز

(۳) زکوٰۃ

(۴) رمضان کے روزے

(۵) بیت اللہ کا حج بشرطیکہ استطاعت ہو۔

نوافل ان فرائض کے بیان کرنے کے بعد حضورؐ نے نوافل کا ذکر فرمایا اور انہیں خیر (بھلائی) کے دروازوں سے تشبیہ دی یہ نوافل مندرجہ ذیل ہیں:

Marfat.com

(۱) نفل روزے۔ ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ انسان کی ڈھال ہیں، یعنی اسے شر سے روکتے ہیں۔ روزہ میں انسان کھانے پینے اور برائی سے رکا رہتا ہے۔ اگرچہ رمضان کے روزے ہی اخلاقی انضباط کے لئے بہت حد تک کافی ہیں لیکن نفل روزے انسان کو خود ضبطی اور پرہیزگاری کی مزید تعلیم دیتے ہیں۔ لہذا اللہ تعالےٰ نے انہیں ڈھال کہا ہے۔

(۲) صدقہ۔ زکاۃ کا ذکر گزر چکا ہے۔ یہاں صدقہ سے مراد وہ مالی ایثار ہے جو زکاۃ کے علاوہ کیا جاتا ہے۔ صدقہ ایک غیر معمولی قربانی ہوتی ہے۔ یہ انسان کے گناہوں کو اس طرح مٹاتا ہے جیسے آگ پانی کو۔

(۳) وسطِ شب کی نماز۔ یہ نفل نماز ہوتی ہے۔ رات کی ان سکون آمیز گھڑیوں میں جب کہ نیند کا فسوں طاری ہوتا ہے بستر سے اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہی شخص سربسجود ہوتا ہے جسے اللہ تعالےٰ سے واقعی محبت ہو۔ اس کا اللہ تعالےٰ کے ہاں بہت عظیم اجر ہے۔

اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین کا سر اسلام ہے۔ اس کا عمود نماز ہے اور اس کی انتہائی بلندی جہاد ہے۔ اسلام سے یہاں مراد ہے اپنے کو بارگاہِ ایزدی میں سپرد کر دینا اور سراپا اطاعت بن جانا۔ سر کے بغیر بدن زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے جب تک انسان اللہ تعالےٰ کے حضور میں پیکرِ عبودیت نہ بن جائے اس وقت تک وہ دین پر پوری طرح کاربند نہیں ہو سکتا۔

جہاد (فرض کفایہ) جہاد کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کا منتہا کہا ہے۔ جہاد کے لغوی معنی ہیں جد و جہد کرنا۔ اصطلاح میں جہاد سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جنگ کرنا۔ یہاں جہاد کے اصطلاحی معنی ہی مراد ہیں۔ دنیا میں امن کے قیام

Marfat.com

کے لئے جہاد ازبس ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (بقرۃ ۲۵۰) (اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے باز نہ رکھتا تو زمین میں فساد پیدا ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ سب جہانوں پر فضل کرنے والا ہے)

جہاد کی بے اندازہ فضیلت ہے۔ حدیث نبوی میں ہے کہ افضل ترین عمل ایمان باللہ ہے۔ پھر جہاد اور پھر حج مبرور (اچھا ادا کیا ہوا حج)[1] قرآن حکیم میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال اس بات کے عوض خرید لئے ہیں کہ ان کو جنت ملے گی۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں مارتے ہیں اور مرتے ہیں۔ حدیث نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن محاذِ جنگ پر گزارنا دنیا وما فیہا سے بہتر ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ راہ خدا میں جس کسی نے زخم اٹھایا ہے قیامت کے دن جب وہ آئے گا تو اس کا زخم مشک فشاں ہوگا۔ آپ کا ایک اور ارشاد ہے کہ جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔ حدیث ہے کہ جنت میں داخل ہونے والوں میں سے کوئی شخص یہ نہیں چاہے گا کہ واپس جاؤں یا دنیا کی کوئی چیز حاصل کروں لیکن شہید کی جو عزت افزائی ہوگی وہ اسے دیکھ کر کہے گا کہ واپس جاؤں اور دس بار قتل کیا جاؤں[2]

زبان کی حفاظت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زبان کو قابو میں رکھو۔ کتنے ہی لوگ اپنی زبان کی سزا

---

[1] مسلم کتاب الایمان ۱: ۶۲ [2] یہ احادیث ریاض الصالحین باب الجہاد سے لی گئی ہیں۔

Marfat.com

بھگتیں گے اور الٹے منہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ زبان کے بارہ میں مزید توضیح حدیث نمبر ۱۵ کے تحت نیک کلام کے زیرِ عنوان آ چکی ہے (صفحہ ۱۲۹)

---

(۴۰)

عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ جُرْثُوْمِ

سے ابو ثعلبہ الخشنی جرثوم

(روایت ہے) ابو ثعلبہ الخشنی جرثوم

ابْنِ نَاشِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ

ابن ناشر سے

ابن ناشر رضی اللہ عنہ سے (انہوں نے

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

بیان کیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے

قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی فَرَضَ فَرَائِضَ

کہا یقیناً اللہ تعالیٰ لازم ٹھہرائے فرائض

کہ آپ نے فرمایا، یقیناً اللہ تعالیٰ نے فرائض لازم قرار دیے ہیں

Marfat.com

فَلَا تُضَیِّعُوْهَا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا

تو نہ ضائع کرو انہیں اور مقرر کیں حدود تو نہ

پس ان کو ضائع نہ کرو اور کچھ حدود مقرر کیں پس ان سے

تَعْتَدُوْهَا وَحَرَّمَ اَشْیَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا

بڑھو ان سے اور حرام ٹھہرائیں چیزیں تو نہ حرمت توڑو ان کی

آگے نہ نکلو اور بعض چیزیں حرام ٹھہرائیں پس تم ان کی حرمت نہ توڑو

وَسَکَتَ عَنْ اَشْیَاءَ رَحْمَةً لَّکُمْ

اور خاموش رہا سے چیزیں رحمت لئے تمہارے

اور بعض چیزوں سے خاموش رہا تم پر رحمت کی خاطر

غَیْرَ نِسْیَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا حَدِیْثٌ

بغیر بھول تو نہ کریدو ان سے حدیث

بھول سے نہیں پس ان کو نہ کریدو - یہ حدیث حسن ہے اس

حَسَنٌ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَغَیْرُهٗ۔

حسن روایت کی اسکی دارقطنی وغیرہ

کو روایت کیا دارقطنی وغیرہ نے

شرح حدیث نمبر ۳۰

بے کار مباحث سے بچو

اس کی شرح حدیث نمبر ۹ کے ذیل میں آچکا ہے۔

Marfat.com

(۳۱)

عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

سے ابو العباس سہل بن سعد

(روایت ہے) ابوالعباس سہل بن سعد

السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

ساعدی کہا

ساعدی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا

جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

آیا آدمی طرف نبی صلی اللہ

کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

علیہ و سلم اور کہا اے رسول اللہ

پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول میری راہنمائی

دُلَّنِيْ عَلَى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ

رہنمائی کیجئے میری پر کام جب کیا میں نے اسے

فرمایئے ایسے کام کی طرف کہ میں اس پر عمل کروں

Marfat.com

أَحَبَّنِي اللّٰهُ وَ أَحَبَّنِي النَّاسُ فَقَالَ

چاہا مجھے اللہ اور چاہا مجھے لوگوں (سب نے) تو کہا

تو اللہ تعالے مجھے چاہے اور لوگ بھی مجھے چاہیں - حضور نے،

اُزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللّٰهُ وَ

بے رغبت ہو میں دنیا چاہے تجھے اللہ اور

فرمایا، تو بے رغبت ہو دنیا میں اللہ تجھے چاہے گا اور

اُزْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبُّكَ

بے رغبت ہو ہیں جو پاس لوگ چاہیں تجھے

بے رغبت ہو اس (مال و مرتبہ وغیرہ) میں جو لوگوں کے پاس ہے لوگ تجھے

النَّاسُ حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ ابْنُ

لوگ حدیث حسن روایت کیا اسے ابن

چاہیں گے - حدیث حسن ہے - روایت کیا اس کو

مَاجَةَ وَغَيْرُهُ بِأَسَانِيدَ حَسَنَةٍ

ماجہ وغیرہ ساتھ سندوں عمدہ

ابن ماجہ وغیرہ نے عمدہ سندوں کے ساتھ

Marfat.com

شرح حدیث نمبر ۳۱

زہد

اس حدیث میں زہد کی تاکید ہے۔ لغت میں زہد کے معنی ہیں کسی چیز کو حقیر جان کر اس سے منہ موڑنا لیکن شرع میں اس سے مراد ہے: قطعی حلال چیز سے فقط حسبِ ضرورت لینا[1] ہم اسے بے رغبتی کا نام بھی دے سکتے ہیں

زہد کی کچھ تشریح پہلی حدیث کی شرح میں آچکی ہے (دیکھو صفحہ ۶۵)
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بار پوچھا گیا کہ لوگوں میں زاہد ترین شخص کون ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جو قبر اور اس کے امتحان کو نہ بھولا، جس نے دنیا کی زینت کو ترک کیا جس نے باقی کو فانی پر ترجیح دی جس نے فردا کو اپنے ایام میں شمار نہ کیا اور اپنے کو میتوں میں خیال کیا[2] جو شخص دنیا میں دل لگالے وہ اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے اس لئے دنیا کے زیب و زینت میں دل کو نہیں الجھانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ رہے گی اور وہ بھی تم سے پیار کرے گا۔
اگر تم بندوں میں محبوب ہونا چاہتے ہو تو اس کا یہ نسخہ بتایا گیا ہے کہ ان کے ساتھ کوئی تنازع نہ کرو۔ تنازع جبھی اٹھ سکتا ہے کہ بالمقابل دعوے ہوں لیکن اگر تم دنیا والوں کی حرص میں شریک نہ ہوگے اور ان سے کوئی چیز چھیننے کی کوشش نہ کروگے تو وہ تمہیں چاہنے لگیں گے۔

---

[1] شرح اربعین از ابن حجر [2] ایضاً

Marfat.com

دنیا کی زندگی فانی اور رفتنی ہے وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے۔ اور اصل زندگی عالم آخرت کی ہے۔ کاش وہ سمجھتے[1]

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاۗءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ (اور لوگوں کے لئے مرغوب چیزوں کی محبت خوش آئند بنائی گئی ہے جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی۔ یہ دنیا کی عارضی متاع ہے اور اللہ کے پاس تو عمدہ ٹھکانا ہے[2]

بہار عالم کی رعنائی اور دلفریبی انسان کے دامن دل کو تھام کر رستہ منزل حقیقی سے روکنا چاہتی ہے۔ جن کا دل اللہ تعالے سے وابستہ ہو وہ دامن چھڑا کر اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتے ہیں۔ وہ دنیا کے سامانوں سے فقط ضرورت بھر کام لیتے ہیں۔ان کی رنگینیوں پر مفتون نہیں ہوتے۔ یہی زہد ہے جس کا حکم حدیث زیر نظر میں ہے اور جس کے بارہ میں حدیث نمبر ۲۰ میں ارشاد ہے کہ تو اس دنیا میں اپنے کو اجنبی یا راہگیر سمجھ۔ مراد یہ ہے کہ منزل کی طرف گامزن رہو۔ اگر سر راہ ٹھنڈی چھاؤں یا سرمست خوشبو کی راحت میسر آئے تو یہ نہ ہو کہ اسی کو منزل مقصود اور حقیقی زندگی سمجھ لو۔ ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سو کر اٹھے تو بدن میں بدھیاں تھیں۔ حضرت عمرؓ نے

---

[1] پارہ ۲۱ ع ۳۔ اسی مضمون کی ایک آیت پارہ ۷ ع ۱۰ میں بھی ہے۔ [2] پارہ ۳ رکوع ۱۰

Marfat.com

دیکھ کر کہا کہ ہم آپ کے لئے بستر کیوں نہ بنالیں؟ فرمایا، میری مثال اس دنیا میں اس سوار کی ہے جو درخت کے سایہ میں کچھ دیر بیٹھا اور پھر اسے چھوڑ کر چل دیا۔[1]

زندگی کا ہر دم غنیمت ہے۔ اسے کسی صورت نہیں گنوانا چاہیے۔ ہر گھڑی اس تن دہی سے کام میں مصروف رہو گویا یہی زندگی کی آخری گھڑی ہے۔ یہی مضمون حدیث نمبر ۴ میں حضرت ابن عمرؓ کی زبان سے یوں ادا ہوا ہے کہ جب شام کا وقت ہو تو صبح کا انتظار نہ کر اور صبح کی گھڑی ہو تو شام پر نہ ٹال اور اپنی صحت کی حالت سے مرض کے وقت کے لئے زادِ عمل لے اور زندگی کے وقت سے موت کے لئے توشہ حاصل کر۔ اس قول کا مدعا یہ ہے کہ دنیا کے زیب و زینت میں دل لگا کر نیکی کو ملتوی نہ کرو۔

اس موضوع پر ہادیِ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے چند مزید ارشادات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اللہ کی قسم مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ تم فقر میں گرفتار رہو گے بلکہ اس بات کا ہے کہ دولت تم پر ایسے نہ چھا جائے جیسے تم سے سابق اقوام پر چھائی اور تم ان کی طرح اسے ایک دوسرے سے بڑھ کر چاہنے لگو اور تمہیں بھی یہ اسی طرح ہلاک کر دے جیسے سابقہ اقوام کو کیا تھا۔ (متفق علیہ)

(۲) دنیا شیریں اور سرسبز ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس میں تمہیں خلیفہ بنایا ہے کہ دیکھے تم اس سے کیا برتاؤ کرتے ہو۔ دنیا سے اور عورتوں سے تقویٰ کرو۔ (مسلم)

---

[1] ریاض الصالحین باب فضل الزہد

Marfat.com

۳۔ دنیوی زندگی اخروی زندگی کے سامنے ایسی ہے جیسے سمندر میں انگلی ڈبو کر نکالو تو جو تری اس کے ساتھ آئے (مسلم)

۴۔ اگر تمہیں کوئی ایسا آدمی نظر آئے جو تم سے زیادہ مالدار اور خوش بدن ہو تو اپنے سے کم تر آدمی کو بھی دیکھو۔ (بخاری)

۵۔ دنیا مومن کا زندان اور کافر کی جنت ہے (مسلم) —— اس روایت کا مدعا یہ ہے کہ صاحبِ ایمان شخص عمل کی مشقت اٹھاتا رہتا ہے اور کافر اس کے مزے لوٹتا ہے۔ اسے آخرت کی فکر نہیں ہوتی۔

۶۔ اگر دنیا کی حقیقت اللہ تعالےٰ کے نزدیک مچھر کے پَر برابر بھی ہوتی تو کافر کو گھونٹ پانی تک نہ دیتا (ترمذی)

۷۔ ہر امت کے لئے ایک آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کے لئے مال کی آزمائش ہے (ترمذی)

۸۔ ابن آدم کو تین چیزوں کے علاوہ کسی چیز کا حق نہیں۔ رہنے کے لئے گھر، ستر کے لئے لباس، روٹی کا ٹکڑا اور پانی (ترمذی)

۹۔ اگر بکریوں میں دو بھوکے بھیڑیے چھوڑ دیے جائیں تو وہ اس سے زیادہ بربادی نہیں کریں گے جیسے مال اور دنیوی رتبہ کے لئے انسان کی حرص اس کے دین کو برباد کرتی ہے (ترمذی)

۱۰۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ کے ترکہ میں نہ درہم و دینار تھے اور نہ لونڈی غلام۔ صرف سواری کا ایک سفید خچر اور اسلحہ تھا اور زمین تھی جو مسافروں کے لئے صدقہ کر دی تھی (بخاری)[۱]

(اس روایت سے ذاتی دولت بڑھانے کی ممانعت ہوتی ہے۔ قومی دولت کی ممانعت نہ سمجھی جائے)

---

[۱] یہ دس روایات ریاض الصالحین باب فضل الزہد سے لی گئی ہیں۔

(۴۲)

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ

سے ابو سعید سعد بن مالک

(روایت ہے) ابو سعید سعد بن مالک

بْنِ سَنَانِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

بن سنان الخدری

بن سنان الخدری رضی اللہ عنہ سے

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ

کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے

سَلَّمَ قَالَ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ حَدِیْثٌ

سلم کہا نہ ضرر اور نہ تقابل کا ضرر حدیث

کہ کسی کو ضرر (نقصان) نہ دو اور نہ تقابل میں ضرر دو۔ حدیث

حَسَنٌ رَوَاہُ اِبْنُ مَاجَہ وَالدَّارَقُطْنِیُّ

حسن روایت کیا اسے ابن ماجہ و الدارقطنی

حسن ہے۔ اس کو روایت کیا ابن ماجہ اور دارقطنی

Marfat.com

وَغَيْرُهُمَا مُسْنَدًا وَرَوَاهُ مَالِكٌ

و سوائے دونوں کے مسند اور روایت کیا اسے مالک

وغیرہ نے مسند طور سے اور روایت کیا اس کو

فِي الْمُوَطَّأ مُرْسَلًا وَلَهُ طُرُقٌ

میں موطا مرسل اور لئے اس کے سندیں

امام مالک نے موطا میں مرسل طور سے اور اس کی کئی سندیں ہیں

يُقَوِّي بَعْضُهَا بِبَعْضٍ۔

قوت پاتا ہے بعض اس کا ساتھ بعض

جو ایک دوسرے سے قوت پاتی ہیں۔

شرح حدیث نمبر ۳۲

ایک دوسرے کو ضرر نہ دو

اسلام نہ تو ضرر (پہل کر کے نقصان دینے) کو روا جانتا ہے اور نہ ضرار (جوابی نقصان) کو بلکہ اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ دیگر لوگ ایذا دیں تو حتی الوسع درگزر کرو۔

فقہ میں اس سے یہ قاعدہ طے پایا ہے کہ اگر کسی شخص کو نقصان پہنچے تو اسے یہ حق نہیں کہ قانون ہاتھ میں لے کر فوراً بدلہ پر اتر آئے وہ زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتا ہے کہ عدالت سے رجوع کرے۔ وہاں تصفیہ ہوگا

Marfat.com

(۳۴)

عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ

سے ابن عباس

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالے

عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ

ان دونے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ

عنہما سے کہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ یُعْطَی النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ

و سلم فرمایا اگر دیئے جائیں لوگ ساتھ دعوی ان کا

و سلم نے کہ اگر لوگوں کو (محض) دعوے پر ہی (رکھ) چاہیں)

لَادَّعٰی رِجَالٌ اَمْوَالَ قَوْمٍ وَّدِمَاءَهُمْ

تو دعوی کیا آدمی اموال لوگ اور خون ان کا

دے دیا جائے تو بعض آدمی لوگوں کے اموال اور ان کے خون کا

لٰکِنَّ الْبَیِّنَةُ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنُ

لیکن ثبوت پر مدعی اور قسم

دعوی کریں لیکن ثبوت مدعی پر ہے اور قسم

Marfat.com

عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ رَوَاہُ

پر جو انکار کیا حدیث حسن روایت کیا اسے

اس پر جو انکار کرے۔ حدیث حسن ہے اس کی روایت کی

اَلْبَیْہَقِیُّ وَغَیْرُہٗ ھٰکَذَا وَبَعْضُہٗ

بیہقی وغیرہ اس طرح اور بعض اس

بیہقی وغیرہ نے اس طرح اور اس کا بعض

فِی الصَّحِیْحَیْنِ۔

میں صحیحین

(حصہ) صحیحین میں (بھی) ہے

شرح حدیث نمبر ۳۲

ثبوتِ دعوےٰ

اسلام سے قبل عدالت کا کوئی نظام نہ تھا۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون تھا۔ اسلام نے قوانین اور قواعد وضع کئے اور عدالت کا ایک پختہ سانچہ تعمیر کیا جس میں دولت مندوں اور طاقتوروں کے لئے کوئی لچک نہیں۔

اگر کوئی شخص کسی پر مال یا قصاص وغیرہ کا دعوےٰ کرے تو اس سے ثبوت طلب کیا جائے گا۔ اس کو دو گواہ پیش کرنے ہوں گے۔ گواہ دونوں مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں۔ اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہو

Marfat.com

تو مدعا علیہ سے قسم کھانے کو کہا جائے گا۔ اگر وہ قسم کھالے تو بہتر ورنہ اسے مجرم قرار دیا جائے گا اور قاضی مناسب فیصلہ دے گا۔

اگر کوئی آدمی عدالت میں کسی کے خلاف جھوٹ دعوے کرتا ہے تو بہت بڑے جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔ اگر اسے قسم کھانے کو کہا جائے تو باک نہیں کرے گا۔ اس کا عدالت میں دعوے لے کر آنا ہی اتنا بڑا اقدام ہے کہ اسے قسم کو نہ کہا جائے اور مدعا علیہ کو قسم کا حکم دیا جائے جھوٹ قسم کھانا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔ مدعا علیہ حتی الوسع غلط بیانی سے بچے گا ورنہ کل اللہ تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہوگا۔

---

(۳۴)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ

سے ابو سعید الخدری

(روایت ہے) ابو سعید خدری راضی ہوا اللہ

تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ

اس سے کہا میں نے سنا رسول اللہ

تعالیٰ اس سے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ

صلی اللہ علیہ و سلم کہتا ہے جو

صلی اللہ علیہ و سلم کو فرماتے سنا کہ تم میں

Marfat.com

رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ

دیکھا تم سے برائی تو بدلے اسے ساتھ ہاتھ اس کا

سے جو آدمی برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے

فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَإِنْ

تو اگر نہ استطاعت پائی تو ساتھ زبان اس کی تو اگر

اور اگر (اس کی) استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے (بدلے) اور اگر

لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ

نہ استطاعت پائی تو ساتھ قلب اس کا اور وہ ضعیف ترین

(اس کی) استطاعت نہ ہو تو دل سے (برا جانے) اور وہ ضعیف ترین

الْإِيْمَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ایمان روایت کیا اسے مسلم

ایمان ہے اس کی روایت کی مسلم نے

شرح حدیث نمبر ۴۳

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

حدیث زیر نظر میں اس بات کا حکم ہے کہ برائی کو حتی الوسع روکا جائے اور نیکی کی ترویج کی جائے۔ ہر مسلمان اسلام کا مبلغ ہوتا ہے۔ اس کو طاقت بھر اسلام کی تبلیغ کرنی چاہیے۔

Marfat.com

جب تک کسی قوم میں برائی سے روکنے والے افراد ہوتے ہیں اس میں پنپنے کی صلاحیت رہتی ہے۔ ملت میں تبلیغ و ارشاد اور تعلیم و تزکیہ کے مہتم بالشان فریضہ کے انجام دینے والے گروہ کا وجود ضروری ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے کہ تم میں ایک جماعت ہونی چاہیے جو نیکی کی دعوت دے، بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور وہی لوگ فلاح یافتہ ہیں (آل عمران ۱۱۲) ہادیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو ارشاد ہے کہ خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تمہیں اچھائی کا حکم دینا ہے اور برائی سے روکنا ہے ورنہ عین ممکن ہے کہ تم پر اللہ تعالےٰ عذاب بھیج دے۔ پھر تم اسے پکارو گے اور تمہیں کوئی جواب نہیں ملے گا۔[1] ملت کی ذمہ داریاں اجتماعی ہیں۔ ہم فقط اپنی اصلاح کر کے فرض سے سبکدوش نہیں ہو جاتے کیونکہ فرد کی ہستی ملت کے ساتھ وابستہ ہے اور وہ اس کے خیر و شر میں حصہ دار ہوتا ہے۔

اخلاق میں متعدی تاثیر ہوتی ہے۔ اچھے اخلاق کو دیکھ کر دل میں نیکی کا رجحان پیدا ہو سکتا ہے اور برے اخلاق والوں کے ہاتھوں اور لوگ بھی برائی میں پڑ سکتے ہیں۔ اگر برائی کا قوت اور استقامت سے مقابلہ نہ کیا جائے تو اس کا دائرہ اثر نہایت تیزی سے پھیلنے لگتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے کہ بنو اسرائیل میں جب خرابی واقع ہوئی تو یوں کہ جب کوئی اسرائیلی اپنے بھائی کو گناہ کرتا دیکھتا تو اسے منع کرتا تھا۔ پھر دوسرا دن آتا تو نہ روکتا اس لئے کہ اسکا ہم نوالہ، ہم پیالہ ہمدم ہوتا تھا پس اللہ تعالےٰ نے ان کے دلوں کو خلط ملط کر دیا اور

---

[1] ریاض الصالحین بحوالہ ترمذی

Marfat.com

ان کے بارہ میں لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ سے
کَانُوْا یَعْتَدُوْنَ تک قرآن نازل ہوا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ سے ٹیک
لگائے ہوئے تھے۔ یہ آیات پڑھ کر بیٹھ گئے اور صحابہؓ سے فرمایا، تم برائی
کے انسداد سے ہرگز نہ رکنا حتٰی کہ ظالم کا ہاتھ پکڑ لو اور اسے حق کی طرف
جھکا دو۔[1]

سورۂ عصر میں ارشاد ہے کہ زمانے پر غور کرے یقیناً انسان گھاٹے میں
ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، جنہوں نے نیک کام کئے اور
ایک دوسرے کو حق اور ثابت قدمی کی تلقین کی۔ اس سورت میں قطعیت
سے بتا دیا گیا ہے کہ صرف خود نیک بننے سے اسلام کا تقاضا پورا نہیں
ہوتا جب تک کہ دوسروں کو بھی نیک بنانے اور نیکی پر ثابت قدم رکھنے
کی کوشش نہ کی جائے۔ بداخلاقی کے جراثیم وبائی جراثیم کی طرح بہت
متعدی ہوتے ہیں اس لئے گرد و پیش سے ان کو فنا کرنا ضروری ہے
اس سلسلہ میں جس قدر کوشش ہو سکے صرف کرنی چاہیے اگر کسی آدمی
کو برائی کرتے دیکھو تو اول تو اسے طاقت سے روکنے کی کوشش کرو
لیکن ایسا کرنے کی طاقت نہ ہو یا اندیشہ ہو کہ مزید فتنہ پھیلے گا تو زبان
سے منع کرو اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو کم از کم دل سے اس کام
کو برا مانو لیکن یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہوگا۔ کامل ترین درجہ یہ ہے کہ
مسلمانوں کی جماعت میں اتنی قوت ہو کہ وہ دست و بازو کے زور سے برائی
کا دفعیہ کر سکے۔

---

[1] ترمذی ابواب تفسیر القرآن

Marfat.com

(۳۵)

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

سے ابو ہریرہ

(روایت ہے) ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

کہا کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے

وَسَلَّمَ لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا

و سلم نہ باہم حسد کرو اور نہ دو بولی محض قیمت بڑھانے کو اور نہ

فرمایا کہ آپس میں حسد نہ کرو، محض قیمت بڑھانے کو بولی نہ دو اور

تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا یَبِعْ

باہم بغض کرو اور نہ ایک دوسرے سے منہ موڑو اور نہ سودا کرے

آپس میں بغض نہ کرو اور نہ ایک دوسرے سے منہ موڑو اور نہ تم

بَعْضُکُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ وَکُوْنُوْا

کوئی تمہارا پر سودا کسی کا اور ہو

میں سے کوئی آدمی کسی کے سودے پر سودا کرے اور

Marfat.com

عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ

اے بندو اللہ (کے) بھائی مسلمان بھائی مسلم (کا)

اے اللہ کے بندو بھائی بھائی ہو جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے

لَا یَظْلِمُهٗ وَلَا یَخْذُلُهٗ وَلَا یَکْذِبُهٗ

نہ وہ ظلم کرتا ہے اس پر اور نہ ساتھ چھوڑتا ہے اس کا اور نہ جھوٹ بولتا ہے اس سے

نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کا ساتھ چھوڑتا ہے اور نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے

وَلَا یَحْقِرُهٗ اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا وَ یُشِیْرُ

اور نہ حقیر جانتا ہے اسے تقویٰ یہاں اور اشارہ کرتا ہے

اور نہ اسے حقیر جانتا ہے اور ہاتھ سے تین بار اشارہ کرتے

بِیَدِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ

ساتھ ہاتھ اس کے تین بار کافی ہے مرد (کو)

ہوئے فرمایا کہ تقوے یہاں ہے۔ ایک مرد کو شر سے

مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ

سے شر کہ حقیر جانے بھائی اپنے کو مسلمان

(اتنا) کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے

کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ

ہر مسلمان پہ مسلمان حرام خون اس کا

ہر مسلمان پر ہر مسلمان کا خون اور اس کا

Marfat.com

وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اور مال اس کا اور آبرو اس کی روایت کیا اسے مسلم

مال اور اس کی آبرو حرام ہے۔ روایت کی اس کی مسلم نے

شرح حدیث نمبر ۳۵

مسلمان غیر ہو کر نہ رہیں

اس حدیث کی شرح پہلی حدیث کے ذیل میں نیت کے عنوان کے تحت آچکی ہے (دیکھو صفحہ ۶۱)

---

(۳۶)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

سے ابو ہریرہ

(روایت ہے) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ و سلم

(بیان کیا انہوں نے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلم سے

Marfat.com

قَالَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً

کہا جس (نے) دور کیا سے مومن غم

جس نے ایک مومن سے دنیا کے غموں سے ایک

مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ

سے غم دنیا دور کیا (اللہ نے) اس سے

غم دور کیا اللہ تعالے یوم القیامت کے غموں

كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ

غم سے غم دن قیامت اور جس (نے)

سے ایک غم اس سے دور کرے گا اور جس

يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

آسانی کی پر تنگ حال آسانی کی (اللہ نے) اس پر

نے کسی تنگ حال شخص پر آسانی کی اللہ تعالیٰ اس

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا

میں دنیا اور آخرت اور جس (نے) ڈھانپا مسلم (کو)

دنیا میں اور آخرت میں اس پہ آسانی کریگا اور جس نے ایک مومن

سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

ڈھانپا اسے اللہ (نے) میں دنیا اور آخرت

(کے عیب) کو ڈھانپا اللہ تعالے اس کو دنیا اور آخرت میں ڈھانپے گا

Marfat.com

وَاللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ

اور اللہ تعالے میں مدد بندہ (کی) جب تک ہوا

اور اللہ تعالے اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک وہ بندہ

الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ وَ مَنْ

بندہ میں مدد بھائی اسکے (کی) اور جو

اپنے بھائی کی مدد میں (مشغول) رہتا ہے اور جس نے

سَلَكَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْمًا سَهَّلَ

چلا رستہ تلاش کرتا ہے اس میں علم آسان کیا

علم تلاش کرنے کا رستہ پکڑا اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ لَهٗ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّةِ وَ مَا

اللہ (نے) لئے اسکے رستہ طرف جنت اور نہیں

نے اس کے لئے جنت کا رستہ آسان کر دیا اور جب

اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ

جمع ہوئے لوگ میں گھر میں گھر اللہ

بھی لوگ اللہ تعالے کے گھروں (مسجدوں) میں سے کسی گھر (مسجد)

تَعَالٰی یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰهِ وَ یَتَدَارَسُوْنَهٗ

تعالیٰ (کے) تلاوت کرتے ہیں کتاب اللہ (کی) اور آموختہ کرتے ہیں اس کو

میں جمع ہوتے ہیں اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور آپس میں اسے آموختہ

لہ ایک روایت میں لہٗ کے بعد بِهٖ (اس کے ساتھ) ہے

Marfat.com

بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ

درمیان ان کے مگر اتری پر ان کے تسکین

کرتے ہیں ان پر تسکین اترتی ہے

وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ

اور ڈھانپا انہیں رحمت اور چھایا ان کو فرشتے

اور واللہ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں۔

وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْمَنْ عِنْدَهٗ

اور ذکر کیا ان کا اللہ تعالیٰ (نے) میں جو پاس اس کے

اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے پاس والوں (یعنی مقربین) میں یاد کرتا ہے

وَمَنْ بَطَّأَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ

اور جو سست ہوا ساتھ اسکے عمل اسکا نہ سرعت کی

اور جس کا عمل سست ہوا تو اس کا نسب اس کو تیز

بِهٖ نَسَبُهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ساتھ اسکے نسب اس کا روایت کیا اسے مسلم

کر تیز نہیں چلے گا۔ روایت کی اس کی مسلم نے

شرح حدیث نمبر ۲۲۶

مروت، علم، قرآن خوانی اور عمل کی اہمیت

اس حدیث میں چار چیزوں کی تاکید ہے:

۱- باہمی مروت (۲) علم کی فضیلت
۳- باہم قرآن پڑھنا (۴) عمل ہی وسیلۂ نجات ہے

باہمی مروّت یہ مضمون حدیث نمبر ۲ میں بھی آچکا ہے۔ اس کی توضیح پہلی حدیث کی شرح میں گزر چکی ہے۔ (دیکھو صفحہ ۶۱)

علم کی فضیلت اسلام سے قبل عرب پر جہالت کے تہ بہ تہ پردے چھائے ہوئے تھے۔ اہل عرب علم تعلم کو عار جانتے تھے اور نوشت وخواند کو زندگی کے بے کار تکلفات میں شمار کرتے تھے۔ اسلام کا آفتاب طلوع ہوا تو اس کی پہلی ہی شعاع نے بے علمی کی ظلمت کا سینہ چھید ڈالا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل ہوئی اس کے الفاظ یہ تھے اِقْرَاْ ۝ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ (ترجمہ۔ پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو لیس دار مادہ سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب کریم وہ ہے جس نے قلم سے تعلیم دی اور انسان کو سکھایا وہ جو وہ نہیں جانتا تھا)

طلوع اسلام کے وقت مکہ کے شہر میں کل سترہ آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ لیکن اسلام کے بدولت تعلیم کا رواج اس تیزی سے پھیلا کہ تھوڑی ہی مدت میں صحرانشین عرب علم کے کاروانوں کی رہبری کرتے نظر آئے۔

اسلام کی نگاہ میں علم وہی پسندیدہ ہے جو دین وملت کی بہبود کے لئے ہو۔ اس کے علاوہ جو علم بھی ہے وہ شیطانی علم ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤں میں بے نفع علم سے پناہ مانگا کرتے تھے[۱]

اسلام میں محض نظری علم مقبول نہیں بلکہ اس پر عمل بھی ضروری ہے اس لئے

---

[۱] ترمذی ابواب الدعوات

Marfat.com

علم کا حرف ابجد خوف خدا ہے اسلامی نقطۂ نگاہ سے عالم وہ ہے جو علم ہی میں کوشاں نہیں رہتا بلکہ اللہ تعالےٰ سے خوف بھی رکھتا ہے اور اس کے احکام پر عمل بھی کرتا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (اللہ سے صرف اس کے اہل علم بندے ہی حقیقی طور سے ڈرتے ہیں)[1]

انہی لوگوں کی طرف اشارہ کرکے ارشاد ہے هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ٥ (کیا عالموں اور بے علموں میں برابری ہوتی ہے)

علم حاصل کرنے کے لئے مسلسل دیدہ ریزی اور جگر کاوی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں اس کی بہت قدر و قیمت ہے۔ حدیث زیر نظر میں ارشاد ہے کہ جو آدمی علم کی طلب میں منزل کاٹتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے لئے جنت کا رستہ آسان کر دیتا ہے۔

باہم مل کر قرآن حکیم پڑھنا اگرچہ انفرادی طور سے گھر میں بیٹھ کر بھی قرآن حکیم پڑھنے کا بہت ثواب ہے لیکن مسجد میں بیٹھ کر جماعتی طور سے یہ فریضہ ادا کرنے کا ثواب اور بھی زیادہ ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے سکون نازل ہوتا ہے۔ اس کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے چھا لیتے ہیں اور اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو اپنے پاس والوں یعنی انبیاء کرام اور مقرب فرشتوں میں یاد کرتا ہے۔

مساجد میں تعلیم قرآن کے حلقے قائم کرنے کا یہ فائدہ ہے کہ جنھیں قرآن کا علم کم ہے وہ علماء سے پڑھ سکیں گے۔ قرآن کا علم بڑھے گا اور اس کی اشاعت زیادہ ہوگی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں بہترین آدمی وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اور پڑھایا[2] آپ بعض دفعہ مسجد میں کسی صحابی کو حکم دیتے کہ قرآن پڑھیں۔ وہ قرات کرتے تو آپ سنتے تھے[3]

اعمال وسیلۂ نجات ہیں کسی کا نسب اسے نجات نہیں دلا سکتا

---

[1] سورۂ فاطر [2] شرح اربعین بحوالۂ بخاری [3] ایضاً

Marfat.com

ہر ایک کو اپنے اعمال کام آتے ہیں کسی نبی یا ولی کی اولاد دعوےٰ نہیں کر سکتی کہ ہم اپنے باپ کے بدولت جنت میں جائیں گے ہمیں عمل کی ضرورت نہیں۔ قرآن حکیم میں آیا ہے کہ حضرت نوحؑ کا نافرمان بیٹا جب طوفان میں گرفتار ہوا تو آپ کا دل پسیجا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے نوحؑ یہ تیرے کنبہ ہی سے نہیں ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی علانیہ تبلیغ شروع کی تو ایک تقریر میں کہا: اے خاندانِ قریش، اے بنو عبدالمطلب، اے عباسؓ۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہؓ اے فاطمہؓ بنت محمدؐ اللہ تعالےٰ سے اپنے تئیں خرید لو۔ میں اللہ کے مقابلہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔

سب انسان آدم کی اولاد ہیں۔ ان میں فرق مراتب محض اخلاق کے اعتبار سے ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (تم میں معزز ترین آدمی اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ ہے جو متقی ترین ہے) قیامت کے روز عقائد اور اعمال کے لحاظ سے گروہ بندی ہوگی۔ خاندانوں اور کنبوں کی چھانٹی نہیں ہوگی

(۳۷)

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

ان دونوں سے	عباس	ابن	سے

(روایت ہے) ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

سلم	و	علیہ	اللہ	صلی	اللہ	رسول	سے

(بیان کیا انہوں نے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

فِیمَا یَرْوِیْهِ عَنْ رَبِّهٖ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی

میں جو روایت کرتے ہیں سے رب اس کا کہا یقیناً اللہ تعالیٰ

ان (روایات میں) جو حضور اپنے رب کی طرف سے بیان فرماتے ہیں حضور نے فرمایا کہ

کَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّئَاتِ ثُمَّ بَیَّنَ

لکھیں نیکیاں اور برائیاں پھر بیّن کیا

یقیناً اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھیں اور اس بات کو بیّن (واضح)

ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا

وہ تو جس نے قصد کیا ساتھ نیکی اور نہ عمل کیا اس پر

کیا (لکھنے والے فرشتوں پر) تو جس نے ایک نیکی کا قصد کیا اور اسے نہ کر پایا

كَتَبَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً

لکھا اسے اللہ تعالیٰ (نے) پاس اس کے نیکی کامل

تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے۔

وَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ

اور اگر قصد کیا ساتھ اس کا اور عمل کیا اس پر لکھا اسے اللہ

اور اگر اس کا قصد کیا اور اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ

تَعَالٰی عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰی

تعالیٰ (نے) پاس اس کے دس نیکیاں تک

اسے اپنے پاس دس نیکیوں سے سات سو گنا نیکیوں تک

Marfat.com

سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰی اَضْعَافٍ کَثِیْرَةٍ وَ

سات سو گنا تک گنا بہت اور

(بلکہ) کئی گنا تک لکھ لیتا ہے اور اگر

اِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ

اگر قصد کیا ساتھ برائی اور نہ عمل کیا اس پر لکھا اسے اللہ

اس نے قصد کیا برائی کا اور (پھر) اس پر عمل نہ کیا تو اللہ

تَعَالٰى عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً وَاِنْ هَمَّ

تعالیٰ پاس اس کے نیکی کامل اور اگر قصد کیا

تعالیٰ اسے اپنے پاس ایک کامل نیکی لکھتا ہے. اور اگر اس

بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَ لَهٗ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً

ساتھ اسکے اور عمل کیا اس نے لکھا لئے اسکے برائی ایک

کا قصد کیا اور اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے نام ایک برائی لکھتا ہے

رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ بِهٰذِهِ الْحُرُوْفِ

روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم ساتھ ان حروف

روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے ان حروف کے ساتھ

شرح حدیث نمبر ۳

برائی ایک برائی ہوتی ہے اور نیکی کئی نیکیاں

اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے کہ برائی کو اس وقت تک نہیں لکھتا

Marfat.com

جب تک انسان اس کا مرتکب نہ ہو جائے لیکن اس کے برعکس اگر انسان نیکی کا پختہ ارادہ بھی کرے تو اسے ایک کامل نیکی کے برابر لکھ لیتا ہے انسان ایک برائی کا ارتکاب کرے تو فقط ایک برائی لکھی جاتی ہے اور اگر نیکی سرانجام دے تو اللہ تعالےٰ اسے کم از کم دس نیکیوں کے برابر لکھتا ہے اور بارہا اس کو سات سو بلکہ اس سے بھی زائد گنا شمار کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ عمل کا وزن نیت کے پیمانہ سے کرتا ہے۔ انسان اپنی اصل فطرت کی رو سے چونکہ نیک ہے اس لئے صاحب ایمان شخص کا طبعی جھکاؤ نیکی کی طرف رہتا ہے۔ اگر وہ بدی کا ارادہ کرے اور پھر اسے توڑ دے تو بدی کا اثر روح پر نہیں پڑتا۔ اس کے برعکس اگر وہ نیکی کا ارادہ بھی کرے تو اس کی نیت پوری قوت سے بیدار ہوتی ہے لہذا اس ارادہ کا نہایت گہرا اثر پڑتا ہے اور روح پر نقش چھوڑ جاتا ہے جب ایک مومن عملی طور سے نیکی کی طرف مائل ہو تو اس کی ساری شخصیت اس کی طرف جھک جاتی ہے۔ دل و دماغ اور اعضا سب اس کی طرف پوری توجہ دیتے ہیں لہذا اللہ تعالےٰ ایک نیکی کو کئی نیکیوں کے برابر شمار کرتا ہے۔ اس کے برعکس ایک مومن جب برائی کرتا ہے تو یہ برائی بقول ہادیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اس کے دل میں کھٹکتی ہے۔ مثلاً بالفرض پیٹ کے ہاتھوں مجبور ہو کر چوری کرے تو اس کا دماغ اس کو ملامت کرتا ہے اس لئے مومن کی برائی محدود ہوتی ہے پس اللہ تعالےٰ اسے ایک ہی برائی شمار کرتا ہے۔

---

(۳۸)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

سے	ابو	ہریرہ				
(روایت ہے)	ابو ہریرہ	رضی	اللہ	تعالیٰ	عنہ	سے

Marfat.com

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
کہا کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی
و سلم بیقینًا اللہ تعالیٰ کہا جس نے عداوت کی
نے کہ یقینًا اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جس نے میرے کسی ولی

لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ وَمَا
میرا دلی تو ہے خبر دی میں نے اسے ساتھ جنگ اور نہ
کے ساتھ عداوت کی تو میں اسے (اپنی طرف سے) جنگ کی خبر دیتا ہوں اور

تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ
قرب چاہا طرف میری بندہ میرا ساتھ کوئی شے محبوب تر طرف میری
میرا بندہ میرا قرب نہیں چاہتا کسی شے سے جو محبوب تر ہے میرے نزدیک

مِمَّا افْتَرَضْتُہٗ عَلَیْہِ وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ
سے جو فرض ٹھہرایا میں نے اس کو اس پر اور نہیں بس ہوتا بندہ میرا
ان (اعمال) سے جو میں نے اس پر فرض قرار دیئے ہیں اور میرا بندہ میرا قرب چاہتا

یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا
قرب چاہتا ہے طرف میری ساتھ نوافل حتیٰ میں چاہوں اس کو تو جب
رہتا ہے نوافل کے ساتھ حتیٰ کہ میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو جب میں

[1] بخاری کے ایک اور نسخہ میں ہے ما افترضت [2] یا ما یزال [3] یعنی میرا بندہ جن چیزوں کے ذریعے میرا قرب چاہتا ہے ان میں میرے نزدیک فرائض سب سے زیادہ پیارے ہیں

Marfat.com

أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ

چاہا میں نے اس کو میں ہوا کان اس کا جو سنتا ہے ساتھ اسکے

اس سے محبت رکھوں تو میں ہو جاتا ہوں اس کا کان جس سے وہ سنتا ہے

وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي

اور بینائی اس کی جو دیکھتا ہے وہ ساتھ اسکے اور ہاتھ اس کا جو

اور اس کی بینائی جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ جس سے

يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا

وہ پکڑتا ہے ساتھ اسکے اور پاؤں اس کا جو وہ چلتا ہے ساتھ اس کے

وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے

وَلَئِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي[له]

اور اگر سوال کیا مجھ سے ضرور عطا کرونگا اسے اور اگر اس نے پناہ مانگی

اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اسے عطا کروں گا۔ اور اگر وہ میرے پاس پناہ مانگے

لَأُعِيذَنَّهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

میں ضرور پناہ دونگا اسکو روایت کیا اسے بخاری

تو میں ضرور اسے پناہ دونگا روایت کیا اس کو بخاری نے

فرہنگ:۔

نَوَافِل جمع ہے نافلہ کی ۔ اَبْصَرَ دیکھا ۔ يُبْصِرُ دیکھتا ہے۔

له یا بی

Marfat.com

شرح حدیث نمبر ۳۸

(۱) اللہ کے دوست کا دشمن اللہ کا دشمن ہے

(۲) فرائض و نوافل کی قدر

اس حدیث کا ذکر پہلی حدیث کے ذیل میں بھی آچکا ہے۔

اللہ تعالےٰ کو فرائض سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ جو آدمی ان کو انجام دینے میں کامیاب ہو جائے وہ جنت کا حق دار ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۲۲ سے ظاہر ہے لیکن انسان فرائض کے علاوہ نوافل پر بھی عمل کرے تو اس کا قرب اللہ تعالےٰ سے بڑھتا جاتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے اتنی محبت ہو جاتی ہے کہ اس کے ہر عمل میں اللہ تعالےٰ کی شان نظر آتی ہے اور وہ جو سوال کرتا ہے اللہ تعالےٰ اسے منظور کرتا ہے۔

فرائض اور نوافل کی تقسیم حدیث نمبر ۲۹ میں آچکی ہے۔

---

(۳۹)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

سے	ابن	عباس	ان دو سے		
(روایت ہے)	ابن	عباس	رضی	اللہ	عنہا سے

Marfat.com

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا

قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ لِیْ عَنْ اُمَّتِیْ

کہا یقیناً اللہ درگزر کیا میرے لئے سے امت میری

اللہ تعالٰے نے میری خاطر درگزر کی میری امت

الْخَطَأَ وَالنِّسْیَانَ وَمَا اسْتُکْرِھُوْا عَلَیْہِ

چوک اور بھول اور جو وہ مجبور کئے گئے اس پر

سے بھول چوک اور جس بات پر وہ مجبور کئے گئے ہ

حَدِیْثٌ حَسَنٌ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَہ وَ

حدیث حسن روایت کیا اسے ابن ماجہ اور

حدیث حسن ہے۔ اس کو روایت کیا ابن ماجہ اور

الْبَیْھَقِیْ وَغَیْرُھُمَا

بیہقی وغیرہما

بیہقی وغیرہ نے

شرح حدیث نمبر ۳۹

الاعمال بالنیات

اعمال کا اعتبار نیت سے ہے جو برائی جان بوجھ کر یا اپنی رضا سے نہ

Marfat.com

کی جائے اللہ تعالیٰ اس سے درگزر کرتا ہے تفصیل کے لیے دیکھو حدیث نمبر ۱ کی شرح

(۴۰)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ

سے ابن عمر ان دو سے کہا

(روایت ہے) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے

اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ

پکڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے

سَلَّمَ بِمَنْکِبَیَّ فَقَالَ کُنْ فِی الدُّنْیَا

سلم ساتھ شانے میرے اور کہا ہو میں دنیا

مجھے شانوں سے پکڑا اور فرمایا، دنیا میں یوں ہو

کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ وَکَانَ

گویا تو اجنبی یا چلنے والا رستہ اور تھے

گویا تو اجنبی ہے یا راہگیر ہے اور

ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا یَقُوْلُ اِذَا

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتا ہے (تھا) جب

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ جب

Marfat.com

أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَإِذَا أَصْبَحْتَ

شام کی تو نے تو نہ انتظار کر صبح اور جب صبح کی تو نے

تجھ پر شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب تجھ پر صبح ہو

فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ

تو نہ انتظار کر شام اور لے سے صحت تیری لئے مرض تیرا

تو شام کا انتظار نہ کر اور اپنی صحت (کی حالت) سے مرض (کے وقت) کیلئے (زاد عمل)

وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

اور سے حیات تیری لئے موت تیری روایت کیا اس کو بخاری

اور اپنی زندگی (کے وقت) سے موت کیلئے (زاد عمل) لے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے

شرح حدیث نمبر ۴۰

زہد

اس کی شرح حدیث نمبر ۱ (دیکھو صفحہ ۱۶) اور حدیث نمبر ۳۱ کے ذیل میں آچکی ہے۔

---

(۴۱)

عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ

سے ابو محمد عبد اللہ بن عمرو بن

(روایت ہے) ابو محمد عبد اللہ بن عمرو بن

Marfat.com

الْعَاصِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

عاصی ان دو سے کہا کہا رسول

عاصی رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا کہ فرمایا

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ

اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نہیں ایمان لاتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے کہ تم میں کوئی

اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِمَا

کوئی تم سے حتیٰ ہو خواہش اس کی تابع لئے جو

شخص مومن نہیں ہوتا جب تک اس کی خواہش میرے لائے ہوئے (دین) کے

جِئْتُ بِہٖ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ رَوَیْنَاہُ فِی

آیا میں ساتھ اس کے حدیث صحیح روایت کیا ہم نے اس کو میں

تابع نہ ہو۔ حدیث صحیح ہے۔ ہم نے اس کو روایت کیا

کِتَابِ الْحُجَّۃِ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ

کتاب حجت ساتھ اسناد صحیح

ہے کتاب الحجت میں صحیح سند کے ساتھ

شرح حدیث نمبر ۴۱

اس کی شرح پہلی حدیث کے نیچے نیت کے عنوان سے آچکی ہے۔

(دیکھو صفحہ ۶۱)

Marfat.com

(۴۲)

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ

سے انس کہا

(روایت ہے) حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے انہوں نے کہا

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو فرماتے سنا

یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا ابْنَ آدَمَ اِنَّکَ

کہتا ہے کہا اللہ تعالےٰ اے ابن آدم یقیناً تو

کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا، اے ابن آدم جب تک تو نے

مَا دَعَوْتَنِیْ وَرَجَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ

جب تک پکارا تو نے مجھے اور رجا کی تو نے مجھ سے بخشش کی میں نے تیری

مجھے پکارا اور مجھ سے اچھی امید رکھی میں تیری بخشش کروں گا

عَلٰی مَا کَانَ مِنْکَ وَلَا اُبَالِیْ یَا ابْنَ

پر جو ہوا سے تو اور نہیں میں پروا کرتا اے ابن

چاہے تجھ سے جو بھی ہوا۔ اور اے ابن آدم میں پروا نہیں

آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُکَ عَنَانَ السَّمَاءِ

آدم اگر پہنچ گناہ تیرے بادل آسمان

کرتا چاہے تیرے گناہ آسمان کے بادلوں تک پہنچیں

Marfat.com

ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِی غَفَرْتُ لَکَ یَا ابْنَ آدَمَ

پھر مغفرت مانگی تو نے مجھ سے بخشا میں نے تجھ کو اے ابن آدم

اور پھر تو نے مغفرت مانگی تو تجھے بخش دونگا۔ اے ابن آدم

اِنَّکَ لَوْ اَتَیْتَنِی بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَایَا

یقیناً تو اگر آیا تو میرے پاس ساتھ پر ہونا زمین خطائیں

تو میرے پاس زمین کو خطاؤں سے بھر کر آئے

ثُمَّ لَقِیْتَنِی لَا تُشْرِکُ بِی شَیْئًا لَاَتَیْتُکَ

پھر ملا تو مجھ سے نہیں تو شریک کرتا ہے ساتھ میرے کوئی شے آیا میں تیرے پاس

اور مجھ سے (ایسی حالت میں) ملے کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہو تو زمین

بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ رَحِمَهُ

ساتھ پر ہونا اس کا بخشش روایت کیا اسے ترمذی رحم کیا اس پر

کو مغفرت سے بھر کر تمہارے پاس آؤنگا۔ روایت کیا اس کو ترمذی رحمہ اللہ

اللّٰهُ تَعَالٰی وَقَالَ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ

اللہ تعالیٰ اور کہا حدیث صحیح

تعالیٰ نے اور کہا کہ حدیث صحیح ہے

فرہنگ :-

عنان جمع ہے عنانہ (بادل کا گ) کی عنانُ السماء سے مراد ہے جہاں تک سوئے آسمان نظر کام کرے خطایا جمع ہے خطیئہ کی۔

شرح :-

اس کی شرح حدیث نمبر ۱ کے ذیل میں توبہ کے عنوان سے آچکی ہے۔

Marfat.com

Marfat.com